عمران سیریز
گریٹ وکٹری
مظہر کلیم ایم اے

گریٹ وکٹری

واٹر پاور سلسلے کا تیسرا ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام مقام، کردار، واقعات اور
پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی
یا کلی مطابقت اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز
مصنف پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------ اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ------- محمد یونس
طابع ------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------

چند باتیں

محترم قارئین - سلام مسنون:- واٹر پاور
کے سلسلے کا نیا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سلسلے کو قارئین
نے جس بے پناہ انداز میں پسند کیا ہے۔ میں اس کے لئے ان سب
کا مشکور ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے معیار پر ہر لحاظ
سے پورا اترے گا۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی
ملاحظہ کر لیجئے۔

رحیم یار خان سے عبدالجبار صاحب لکھتے ہیں "نئے ناول بے حد
پسند آئے ہیں۔ آپ واقعی انوکھے اور منفرد موضوعات پر انتہائی
دلچسپ اور معیاری کتابیں لکھتے ہیں۔ لیکن آپ سے ایک شکایت
ہے کہ آپ ٹائیگر سے کم کام لیتے ہیں حالانکہ ٹائیگر کے کام کرنے
کا انداز بالکل عمران جیسا ہے بلکہ میں تو اسے مستقبل کا عمران ہی کہوں
گا۔ اس لئے ٹائیگر کو اہمیت دیا کریں۔ ٹائیگر میں ہمیں عمران کا صحیح
جانشین نظر آ رہا ہے"

عبدالجبار صاحب۔ ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ٹائیگر
عمران کا شاگرد ہے۔ اور اچھے شاگرد وہی ہوتے ہیں جو استاد کے
نقش قدم پر چلیں۔ لیکن جانشین کا لفظ لکھ کر آپ شاید استاد کو سرے
سے ہی غائب کرا دینا چاہتے ہیں۔ ابھی ایسا غضب نہ کریں۔ ابھی

ٹائیگر کو صرف شاگرد ہی رہنے دیں۔ اس میں اس کی بھی عافیت ہے ویسے ٹائیگر پسندوں کی تعداد جس قدر تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ اس سے مجھے ذاتی طور پر عمران سے ہمدردی ہونے لگ گئی ہے۔ کیونکہ اگر یہی حال رہا تو عمران کو واقعی جگہ خالی کرنی پڑے گی۔

گوجرانوالہ سے خالد محمود صاحب لکھتے ہیں" آپ کے ناول مجھے اس قدر پسند آتے ہیں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں۔ ایک بات اور کہ ہم دوست بھی مل کر سیکرٹ فورس بنانا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ آپ ہماری سیکرٹ فورس کے چیف انسٹرکٹر بن جائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ ضرور ہماری سیکرٹ فورس کے چیف انسٹرکٹر کا عہدہ قبول کر لیں گے"

خالد محمود صاحب۔ اگر آپ خط میں اس بات پر اصرار نہ کرتے کہ خط کا جواب ضرور دیا جائے تب تو سیکرٹ فورس والی بات پر غور کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اب خط چھپنے کے بعد تو ظاہر ہے سیکرٹ فورس سیکرٹ نہ رہی ہے اس لئے اب تو یہ عہدہ جلیلہ قبول کرنے کا سکوپ ہی ختم ہو گیا۔

کالا گجراں جہلم سے وقار احمد صاحب لکھتے ہیں" آپ کی تصویر دیکھ کر مجھے اکثر احساس ہوتا ہے کہ آپ نے یقیناً جوانا کا میک اپ کروا کر یہ تصویر کھنچوائی ہے۔ کیونکہ ادیب تو اتنے صحت مند اور وجیہہ نہیں ہوا کرتے۔ کیا واقعی میرا یہ احساس درست ہے؟"

وقار احمد صاحب۔ خط لکھنے کا شکریہ۔ ویسے اگر آپ جوانا کو واقعی اس قدر ہی صحت مند سمجھتے ہیں تو پھر یقیناً اُسے اپنا نام بدل ہی لینا چاہیئے۔ جہاں تک کسی ادیب کے صحت مند اور وجیہہ ہونے کا تعلق ہے تو ادب کا تعلق ذہن سے ہوتا ہے۔ اس لئے ادیب کو ہمیشہ ذہنی طور پر صحت مند ہی ہونا چاہیئے۔ باقی رہی جسمانی صحت اور وجاہت تو آپ نے خود ہی میک اپ کا لفظ استعمال کر کے سارا راز فاش کر دیا ہے۔ مزید کیا لکھوں۔

والٹن لاہور سے ذوالفقار احمد یونس صاحب لکھتے ہیں" ڈڈ کنگ واقعی ایک منفرد اور بے مثال ناول ہے۔ آپ نے اس قدر انوکھا اور منفرد ناول لکھ کر اپنی صلاحیتوں کا سکہ ایک بار پھر منوا لیا ہے میرے اور میرے دوستوں کی طرف سے مبارک باد وصول کریں۔ ویسے ڈڈ کنگ میں آپ نے جس ڈیم کی معلوماتی تفصیل لکھی ہے۔ کیا وہ درست معلومات ہیں"

ذوالفقار احمد یونس صاحب۔ ناول کی پسندیدگی کے لئے بیحد مشکور ہوں۔ ڈڈ کنگ کی تعریف میں اس قدر کثرت سے خطوط آئے ہیں اور مسلسل آ رہے ہیں کہ شاید اگر میں صرف قارئین کے نام ہی لکھ دوں تو ایک کتاب بن جائے اس لئے آپ کے اس خط کے حوالے سے میں ان سب قارئین کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے ڈڈ کنگ کی پسندیدگی کے لئے خط لکھے۔ میں ان سب کا دلی طور پر مشکور ہوں۔ ویسے ڈڈ کنگ میں جس ڈیم کی معلوماتی تفصیلات درج ہیں وہ سب درست ہیں۔ صرف اس کا نام فرضی درج کیا گیا ہے۔

کراچی۔ ناظم آباد سے محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں " ڈڈ کنگ ایک ایسے
اچھوتے موضوع پر مبنی خوب صورت ناول ہے کہ یہ ناول لکھ کر آپ
نے واقعی جاسوسی ادب میں بھرپور اور یادگار اضافہ کیا ہے۔ آپ
نے ملک میں پھیلے ہوئے تقریباً تمام ناسوروں کے بارے میں بہت
کچھ لکھا ہے۔ لیکن آج کل ہماری درس گاہوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ
بھی اتنا بڑا المیہ ہے کہ آپ کو یقیناً اس پر بھی کچھ نہ کچھ ضرور لکھنا چاہیے"۔

محمد الیاس صاحب۔ ڈڈ کنگ کی پسندیدگی کے لئے بیحد
مشکور ہوں۔ درس گاہوں میں واقعی جو کچھ ہو رہا ہے وہ المیہ کے
زمرے میں ہی آتا ہے۔ واقعی ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن طالب علم
کو اگر طلب علم کی بجائے کچھ اور طلب کرنے پر مجبور کر دیا جائے
تو یہ اس سے بھی بڑا المیہ بن جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے باشعور
طالب علم اپنی درس گاہوں کی عظمت اور تقدس کی بحالی کے لئے
ضرور کوششیں کر رہے ہوں گے اور یقیناً وہ اپنی پرخلوص کوششوں
میں کامیاب بھی رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سے یک لخت کمرہ گونج اٹھا۔ تو کرسی پر
بیٹھے ہوئے گریٹ بال کے چیف ڈوچے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن
آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ واٹر پاور ہیڈ کوارٹر کالنگ اوور"ـــ ایک چیختی
ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ ڈوچے سپیکنگ چیف آف گریٹ بال اوور"ـــ
ڈوچے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف باس سے بات کریں اوور"ـــ دوسری طرف سے
کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹرانسمیٹر پر واٹر پاور کے
چیف کی تیز آواز ابھری۔

"ہیلو چیف باس اوور"ـــ چیف باس کے لہجے میں
تیزی تھی۔

"یس باس ـــ ڈوپے اٹنڈنگ اوور" ـــ ڈوپے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈوپے ـــ مجھے ابھی پروفیسر والمور نے اطلاع دی ہے کہ تم نے ریڈ میزائل فائر کر دیا ہے۔ حالانکہ تمہاری طرف سے مجھے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ کیا واقعی تم نے ایسا کیا ہے اوور" ـــ چیف باس کے لہجے میں سختی کا عنصر نمایاں تھا۔

"یس باس۔ میں نے ریڈ میزائل فائر کیا ہے۔ اور میں ابھی آپ کو رپورٹ دینے ہی والا تھا۔ کیونکہ مین سیکشن کی ایک اہم ترین تنصیب کا مسئلہ درپیش تھا میں اس میں مصروف رہا۔ ابھی فارغ ہوا ہوں اوور" ڈوپے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے پروفیسر والمور کی رپورٹ درست تھی حالانکہ جب ہیڈکوارٹر نے مجھے رپورٹ دی تو مجھے اس پر قطعی یقین نہ آیا تھا۔ کیونکہ ریڈ میزائل تو ٹاپ ترین ایمرجنسی کے وقت ہی فائر ہو سکتا تھا۔ ایسی کیا ایمرجنسی پیش آ گئی تھی۔ پوری تفصیل بتاؤ اوور" چیف باس کا لہجہ ب[illegible]کرخت ہو گیا تھا۔

"یس سر ـــ میں بتاتا ہوں باس ......" ـــ ڈوپے نے کہا اور پھر اس نے مچھلی کے نظر آنے اس پر ایل تھرٹی ریز میزائل فائر کرنے اور مچھلی کو گوشت خور گھاس کے قطعے میں پھینکنے اور اس کے بعد گریٹ بال پر ایکٹو ریز کی چیکنگ سرچنگ ٹی ایس مشین کے آن ہونے سے لے کر ریڈ میزائل فائر کرنے اور پھر جلی ہوئی گھاس کی تہہ میں آبدوز کے جلے ہوئے اور تڑے مڑے ٹکڑوں

کی چیکنگ تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز تفصیلات بتائی ہیں تم نے۔ لیکن یہ آبدوز وغیرہ تھی کس کی اوور" ـــ چیف باس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"یہ اندازہ ہے باس کہ یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ تھے ـــ اس قسم کی جدید اور عجیب و غریب آبدوز وہی بنا سکتے ہیں اوور" ـــ ڈوپے نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ انہیں تو ڈاکر جزیرے کا علم تھا۔ اور وہ عمران یہاں ایکریمیا میں اس کا محفوظ راستہ تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ اور مجھے یہ اطلاع بھی مل گئی ہے کہ اس نے یہاں میرے آدمی جان بینر کی کسی ذاتی ڈائری میں سے اس راستے کا نقشہ بھی چیک کر لیا تھا۔ اور پھر اس نے میرے ایک خاص آدمی گیری سے اس راستے کی وضاحت بھی کرائی تھی۔ گو مجھے گیری نے پہلے نہیں بتایا تھا۔ لیکن ایک مخبر کی اطلاع کے بعد اُسے یہ بات اگلنی پڑی اور میں نے اُسے اس جرم میں موت کی سزا دے دی ہے۔ کیونکہ اگر ہم گریٹ بال کو موو نہ کر چکے ہوتے تو اس کی وجہ سے یہ عمران یقیناً اس محفوظ راستے سے وہاں تک پہنچ جاتا۔ گو آج کل سیزن ایسا ہے کہ یہ راستہ قطعی محفوظ نہیں رہا۔ اور راستے میں خوفناک طوفان چلتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی ایسا رسک نہیں لیا جا سکتا تھا۔ بہرحال گریٹ بال کے موو کر جانے کے بعد یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا لیکن عمران اس جگہ کیسے پہنچ گیا جہاں گریٹ بال موجود ہے۔ ایسا ہونا تو ناممکن ہے۔ تم نے تحقیقات کئے بغیر ہی صرف اندازے

سے ریڈ میزائل فائر کر دیا۔ تم جانتے ہو کہ یہ ریڈ میزائل کس قدر قیمتی ہے۔
کتنی مشکل سے میں نے حکومت اسرائیل کو رضامند کیا تھا کہ ہمیں
ایک ریڈ میزائل دے دے۔ اور تم نے اسے ایک عام سی
آبدوز پر فائر کر دیا اوور" ——— چیف باس کے لہجے میں شدید غصہ
نمایاں تھا۔

"باس۔ جس قسم کا وہ میزائل اس مچھلی والی آبدوز کو ہٹ کر کے
زیگ گھاس کی کشش سے نکال کر لے جا رہا تھا۔ اس سے میں نے
اندازہ لگایا کہ یہ لوگ انتہائی جدید سائنسی وسائل کے حامل ہیں۔ پھر
انہوں نے اتنے طویل فاصلے سے گریٹ بال پر ایکٹو ریز بھی ڈالی
تھیں۔ اور میں نے ایل تھرٹی ریز بھی ان پر فائر کیں۔ لیکن ایل تھرٹی ریز
کا بھی ان کی آبدوز پر اس کے سوا اور کوئی اثر نہ ہوا تھا کہ اس کی
مشینری وقتی طور پر مفلوج ہو گئی تھی۔ اس لئے میرے خیال میں یہ
لوگ جو کوئی بھی تھے بہرحال گریٹ بال کے لئے حقیقی خطرہ بن سکتے
تھے اور گریٹ بال کے مقابلے میں اس ریڈ میزائل کی کیا قیمت یا
حقیقت ہو سکتی ہے۔ کم از کم اب گریٹ بال تو ہر امکانی خطرے
سے محفوظ ہو گیا ہے اوور" ——— ڈوچے نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔

"ہونہہ ——— تمہاری بات درست محسوس ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے
گریٹ بال کے مقابلے میں ریڈ میزائل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔
لیکن یہ بات تو بہرحال کنفرم ہونی چاہیئے تھی کہ یہ لوگ درحقیقت کون
ہیں۔ لیکن اب تو ریڈ میزائل کی وجہ سے وہ راکھ بن چکے ہوں گے پھر

بھی تم کچھ لوگ وہاں بھیجو۔ ہو سکتا ہے ان کی کچھ نہ کچھ ایسی باقیات مل
جائیں جن سے ان کی شناخت ہو سکے اوور" ——— چیف باس نے
نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی ایک پارٹی بھیج دیتا ہوں اوور" ———
ڈوچے نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے۔ پارٹی کی رپورٹ آتے ہی مجھے فوراً کال کرنا اوور اینڈ
آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا۔ ڈوچے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہونہہ ——— چیف باس کا دماغ واقعی خراب ہو گیا ہے۔ ریڈ
میزائل فائر ہونے کے بعد وہاں کیا بچا ہو گا جس سے شناخت ہو سکے۔
بہرحال مجھے کیا اس کی تسلی ہو جائے گی" ——— ڈوچے نے ٹرانسمیٹر
آف کر کے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک طرف پڑے ہوئے
ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ مارک بول رہا ہوں پوائنٹ تھرٹین سے" ——— رابطہ
قائم ہوتے ہی پوائنٹ تھرٹین کے انچارج مارک کی آواز سنائی دی۔

"مارک۔ چیف باس نے ابھی کال کر کے حکم دیا ہے کہ میں ایک
ٹیم اس جگہ بھیجوں جہاں وہ مخصوص آبدوز اور میزائل وغیرہ کو ریڈ
میزائل سے تباہ کیا گیا ہے۔ چیف باس کا خیال ہے کہ شاید وہاں
ایسے شواہد مل جائیں جن سے ان لوگوں کی شناخت میں مدد مل سکے۔
چونکہ تم نے وہ جگہ بھی دیکھی ہوئی ہے۔ اور تم ویسے بھی ایسے امور
میں خاصے ماہر ہو اس لئے تم فوری طور پر ایک اور آدمی کو ساتھ

لے کر وہاں پہنچو اور وہاں کے سارے علاقے کو چھان کر ایسے شواہد تلاش کرنے کی کوشش کرو جن سے ان کی شناخت میں مدد مل سکے" ڈوپچے نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہاں کیا ملنا ہے۔ سوائے جلی ہوئی زیکو گھاس کے اور پھر ریڈ میزائل فائر ہونے کے بعد وہاں زبردست تابکاری اثرات پھیلے ہوئے ہوں گے"۔۔۔۔ مارک نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم احمق ہو مارک۔ کیا مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہاں تابکاری اثرات ہو سکتے ہیں اس کے باوجود میں تمہیں وہاں بھیج رہا ہوں سنو زیکو گھاس پر میں نے ایک تحقیقاتی رپورٹ پڑھی ہوئی ہے۔ زیکو گھاس میں یہ خاصیت ہے۔ کہ وہ تابکاری اثرات پیدا نہیں ہونے دیتی۔ اس لئے سپر پاورز اس گھاس میں بے حد دلچسپی لے رہے ہیں تاکہ اس میں سے وہ جوہر تلاش کر سکیں جس کی وجہ سے اس کی موجودگی سے ہر قسم کے تابکاری اثرات غائب ہو جاتے ہیں اس لئے تم بے فکر ہو کر جاؤ۔ وہاں کوئی تابکاری اثرات موجود نہ ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہاں سے کچھ نہ ملے گا۔ لیکن بہرحال چیف باس کو تو مطمئن کرنا ہے"۔۔۔۔ ڈوپچے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ بات ہے باس تو ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں میرا خیال ہے کہ میں سپیشل آبدوز لے جاؤں اس کی وجہ سے تحقیقات بھی آسانی سے ہو جائے گی اور اس تحقیقات کی باقاعدہ فلم بندی بھی ہو جائے گی۔ بہرحال میں نے سمندر کی تہہ میں تحقیقات کرنی ہے اس لئے آبدوز کے بغیر تو یہ تحقیقات ممکن نہیں ہیں"۔۔۔۔ مارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سپیشل آبدوز لے جاؤ اور خوب اچھی طرح تحقیقات کر کے واپس لوٹنا۔ جلدی کی ضرورت نہیں تاکہ چیف باس پوری طرح مطمئن ہو جائے۔ اس کے بعد ہم یہ تحقیقاتی فلم اسے بھجوا دیں گے اس طرح ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا"۔۔۔۔ ڈوپچے نے کہا اور مارک کا جواب سنے بغیر اس نے ہاتھ بڑھا کر پیڈل دبا دیا۔ اور پھر نمبر پریس کرنے لگا تاکہ سپیشل آبدوز کو باہر جانے کا حکم دے سکے۔

جولیا۔ صفدر، اور تنویر کیپٹن ناصر کے ہمراہ آبدوز کے
مشین روم میں موجود تھے۔ جہاں عمران کے اس باکس کی وجہ سے
وہ ایک سکرین پر باہر کا منظر دیکھ رہے تھے۔ جب کہ سیکرٹ
سروس کے باقی ممبران ساتھ موجود بڑے کمرے میں بیٹھے خوش
گپیوں میں مصروف تھے۔ آبدوز کا کریو جو آٹھ افراد پر مشتمل تھا بھی ان کے
ساتھ تھا۔ کیونکہ آبدوز کی مشینری جام ہو جانے کے بعد وہ بھی ایک
لحاظ سے بے کار ہو چکے تھے۔ آبدوز آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھتی جا رہی
تھی۔ اور جیسے جیسے آبدوز اس خوفناک گھاس کی قدرتی کشش کو
توڑتی ہوئی اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ ان کے چہرے بھی بحال ہوتے جا رہے
تھے۔ کیونکہ کیپٹن ناصر کا یہی خیال تھا کہ اس قدر بھاری آبدوز کو یہ
میزائل نما لانچ گھاس کی انتہائی کشش کو توڑ کر اوپر نہ اٹھا سکے گی۔
لیکن اب کیپٹن ناصر کا خیال غلط ثابت ہو رہا تھا۔ اور وہ بہرحال اس

گھاس کے قبرستان سے باہر نکلتے جا رہے تھے۔

"کمال ہے۔ واقعی انتہائی طاقتور انجن ہے۔ اس میزائل نما لانچ کا"
کیپٹن ناصر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور وہاں موجود سیکرٹ
سروس کے ممبران اس کی بات پر مسکرا دیئے۔

"اس لانچ کے انجن سے زیادہ طاقتور عمران کا ذہن ہے کیپٹن۔ وہ
ہر امکانی صورت کو سامنے رکھ کر کام کرتا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔
اور کیپٹن ناصر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے۔ واقعی عمران صاحب کے
ذہن کی رسائی بہت دور تک ہے۔ اب اسی آبدوز کو دیکھئے۔ مجھے جب
بتایا گیا کہ آبدوز اس انداز میں تیار کئے جانے کا منصوبہ ہے تو میں
نے اس کی سخت مخالفت کی۔ کیونکہ میرے نقطہ نظر سے یہ سارا منصوبہ
کسی احمقانہ سوچ سے زیادہ نہ تھا۔ ایسی آبدوز اول تو تیار ہی نہ ہو
سکتی تھی اور اگر ہو سکتی ہے تو ظاہر ہے وہ اچھی طرح ورک ہی نہیں کر
سکتی تھی۔ لیکن جب میں نے اسے تیار شدہ دیکھا اور پھر اس میں مزید
جو حفاظتی آلات لگائے گئے۔ اور پھر اس کے چلنے کا تجربہ کیا تو میں
واقعی حیران رہ گیا۔ نہ صرف ایسی آبدوز تیار ہو گئی تھی بلکہ وہ میری
توقعات سے بھی زیادہ اچھی طرح کام بھی کر سکتی تھی اور اس کے حفاظتی
انتظامات بھی انتہائی جدید سائنسی انداز کے تھے۔ اور یہ سب
کچھ عمران صاحب کے ذہن کا نتیجہ ہے۔ میں ان کی بے پناہ
ذہانت کا واقعی دل سے قائل ہو گیا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن ناصر علی نے
تو جواب میں واقعی پوری تقریر کر ڈالی تھی اور تنویر کے علاوہ جولیا اور

صفدر کے چہرے کیپٹن ناصر علی جیسے انتہائی تجربہ کار کیپٹن کے منہ سے
عمران کی ایسی تعریف سن کر کھل اٹھے۔ لیکن تنویر نے ہونٹ سکیڑ لئے تھے۔
"آپ خواہ مخواہ عمران کے قصیدے پڑھے جا رہے ہیں۔ آبدوز ذرا
سا جھٹکا برداشت نہیں کر سکی اور اس کی مشنری نیل ہو گئی ہے اور
آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کے حفاظتی انتظامات جدید سائنسی ہیں"۔
تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔
"یہ دوسری بات ہے جناب۔ جس قسم کی ریز کا فائر اس پر ہوا تھا اگر
اس کی حفاظت کا خصوصی بندوبست نہ ہوتا تو یہ ریز آبدوز کے لئے
انتہائی خطرناک ثابت ہوتیں"۔۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیا۔
"ہونہہ۔۔ خواہ مخواہ کی تعریفیں"۔۔۔۔ تنویر کا منہ اُسی
طرح بنا ہوا تھا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی تعریف پر جولیا کا کھلتا ہوا
چہرہ کہاں برداشت کر سکتا تھا۔
"تنویر۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے"۔۔۔۔ جولیا بھی کب تک
برداشت کرتی تو وہ بھی پھٹ پڑی۔
"ان باتوں کی بجائے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ آبدوز کی جامد مشنری
کو کس طرح چالو کیا جائے۔ کیونکہ جب تک آبدوز کی مشنری کام نہیں
کرے گی ہم گریٹ بال کا خاتمہ کیسے کریں گے۔ اس کے خاتمے کے
سلسلے میں تو یہ آبدوز تیار کی گئی تھی"۔۔۔۔ صفدر نے موضوع بدلنے
کی غرض سے کہا۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ یک لخت
ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی پوری آبدوز نے اس
طرح ہچکیاں کھائیں کہ صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ہیلی کا

کے گردش کرتے ہوئے پنکھے کی طرح مشین روم میں گھومتا ہوا انسانی
جسموں اور مشنری سے ٹکرا رہا ہو۔ لیکن یہ احساس بھی صرف ایک لمحے
کا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر اندھیروں نے مکمل تسلط حاصل کر
لیا۔ لیکن پھر جیسے گھور تاریکی میں جگنو چمکتا ہے۔ اس طرح اس کے
ذہن پر چھائے ہوئے اندھیروں میں کہیں روشنی کا نقطہ پیدا ہوا اور
اس کے ساتھ ہی یہ نقطہ پھیلتا چلا گیا۔
"صفدر صفدر۔۔۔۔ ہوش میں آؤ صفدر"۔۔۔۔ صفدر کے
کانوں میں جیسے دور سے جولیا کی آواز پڑی اور روشنی کا یہ نقطہ اور
زیادہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔
"صفدر۔۔۔۔ صفدر"۔۔۔۔ جولیا کی آواز ایک بار پھر اس کے
کانوں میں پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یک لخت جاگ پڑا
اور پھر بے اختیار اس کے حلق سے کراہیں نکلنے لگیں۔ کیونکہ ذہن
کے جاگتے ہی اُسے ایسے محسوس ہوا جیسے درد کا جوالا مکھی جسم میں
پڑا ہو۔
"صفدر پلیز ہوش میں آ جاؤ۔ میں مر جاؤں گی"۔۔۔۔ جولیا کی
ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور صفدر نے کراہتے ہوئے آنکھیں
کھول دیں۔
اور پھر اُسے پہلی بار احساس ہوا کہ جولیا کا جسم اس کے نیچے دبا
ہوا تھا۔ اور جولیا کے نیچے شاید کسی اور کا جسم تھا۔ اور صفدر کے
جسم پر کوئی بھاری سی مشین اس طرح پڑی تھی کہ اس کا سینے سے
نیچے کا سارا جسم اس کے نیچے جیسے کچلا جا چکا ہو۔

"صف ـــ صفدر ـــ مم ـــ میرا سانس ، مم ـــ مم
میں مر رہی ہوں" ـــ جولیا کی گہرائی میں جاتی ہوئی آواز سنائی
دی ۔ اور صفدر کا ذہن اب پوری طرح ہوشیار ہو گیا ۔ اس نے
تیزی سے اپنے دونوں بازوؤں کو اٹھایا جو اس کے جسم کی سائیڈ
میں بے جان سے پڑے تھے ۔ اور دونوں ہاتھ حرکت میں آ گئے
صفدر کے ذہن کو اپنے بازوؤں کو حرکت میں دیکھ کر بے حد سکون
ہوا ۔ حالانکہ ہوش میں آنے کے بعد اُسے اب احساس ہو رہا تھا
کہ اس کا سر بھی درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو رہا ہے
لیکن اس نے دونوں بازوؤں کو اٹھا کر اس مشین کی سائیڈوں پہ
رکھا اور پھر ہونٹ بھینچ کر اس نے اپنی پوری قوت لگائی تو مشین
ذرا سی بلند ہوئی اور صفدر نے یک لخت ایک جھٹکے سے اُسے دائیں
طرف کو دھکیل دیا ۔ بھاری مشین پوری طرح تو ایک طرف نہ گئی لیکن
اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ صفدر کا آدھے سے زیادہ جسم اس کے
دباؤ سے آزاد ہو گیا ۔ جولیا اب خاموش ہو چکی تھی ۔ ظاہر ہے وہ بے ہوش
ہو گئی تھی ۔ صفدر کو اس کا پوری طرح احساس تھا لیکن جب تک پوری
مشین نہ ہٹ جاتی وہ بھی بے بس تھا ۔ اس نے آدھے جسم کو دباؤ
سے نکالتے ہی اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش شروع کر دی ۔ پہلے پہل تو
اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا لیکن پھر آہستہ آہستہ
وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا ۔ اب اس مشین کو مزید دائیں
طرف دھکیلنا مشکل نہ رہا تھا ۔ گو اس کے پیٹ میں شدید درد ہو
رہا تھا ۔ اور پورا لباس بھی خون آلود نظر آ رہا تھا ۔ لیکن بہرحال وہ

اپنی پوری طاقت لگا کر باقی ماندہ مشین ایک طرف پوری طرح دھکیل
دینے میں کامیاب ہو ہی گیا ۔ اس کی پتلون بھی خون میں ڈوبی ہوئی تھی ۔
اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا ۔ جیسے اس کی دونوں ٹانگیں بُری طرح
کچلی گئی ہوں لیکن پھر بھی جب اس نے انہیں حرکت دینے کی کوشش
کی تو آہستہ آہستہ یہ حرکت میں آ ہی گئیں ۔ گو اس طرح درد کی لہریں
اور زیادہ بڑھ گئیں لیکن اب صفدر پوری طرح سنبھل گیا تھا ۔ اس
لئے وہ اس خوفناک درد کو برداشت کئے ہوئے تھا ۔ ٹانگوں کے
حرکت میں آنے کے بعد وہ جلدی سے اس نرم سے ڈھیر سے
ہٹ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا ۔ پہلے تو وہ لڑکھڑا کر ایک
دیوار سے ٹکرایا لیکن پھر آہستہ آہستہ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا ۔
اس کا سر اور پورا جسم زخموں سے پُر تھا ۔ لیکن بہرحال وہ اپنے
قدموں پہ کھڑا تھا ۔ اور یہ بے حد غنیمت تھا ۔ اب اس نے اس
مشین روم کا جائزہ لیا تو وہاں اُسے کیپٹن ناصر سب سے نیچے
فرش پہ پڑا دکھائی دیا ۔ اس کے اوپر جولیا پڑی ہوئی تھی ۔ اور تنویر
کا جسم مشین روم کے انتہائی بائیں جانب دو مشینوں کے درمیان
اس طرح پھنسا ہوا تھا جیسے کسی نے زبردستی اُسے وہاں ٹھونس
دیا ہو ۔ اس کے سر سے خون نکل کر نیچے فرش پہ بہہ رہا تھا ۔ صفدر
اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھ کر اپنے سارے زخم بھول گیا ۔
اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر جولیا کو کیپٹن ناصر کے جسم سے
ہٹایا ۔ جولیا کا جسم زخموں سے محفوظ تھا ۔ وہ کیپٹن ناصر اور صفدر
کے جسموں کے درمیان پھنس جانے کی وجہ سے چوٹوں سے بھی محفوظ

تھی۔ لیکن بے پناہ دباؤ کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ کیپٹن ناصر کا البتہ نچلا جسم جو آبدوز کے فرش سے لگا ہوا تھا۔ شدید زخمی تھا۔ لیکن بہرحال وہ زندہ تھا۔ صفدر جلدی سے تنویر کی طرف بڑھا، اور اس نے کھینچ کھانچ کر تنویر کو بھی دونوں مشینوں کے درمیان سے نکال لیا۔ تنویر کا سر اور بازو زخمی تھے۔ صفدر نے تیزی سے اُسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اُسے ہوش میں لانا چاہتا تھا۔ تاکہ جلد از جلد مزید ساتھیوں کو بھی چیک کر سکے۔ تنویر تھوڑی دیر بعد ہی کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"تنویر ہوش میں آؤ۔ جولیا اور کیپٹن ناصر کو چیک کرو۔ میں باقی ساتھیوں کا پتہ کرتا ہوں" ـــــ صفدر نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر ساتھ والے کمرے میں گیا تو وہاں بھی اس نے اپنے ساتھیوں اور آبدوز کے کریو کو ایک دوسرے میں گتھم گتھا ـــ ہوئے کونوں میں پڑے دیکھا لیکن وہ سب شدید زخمی ہونے سے بچے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل سب سے پہلے ہوش میں آ گیا۔

"یہ کیا ہوا تھا" ـــــ کیپٹن شکیل نے ہوش میں آتے ہی دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوا بہرحال ہو گیا۔ تم ہوش میں آؤ اور باقی افراد کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ میں میڈیکل باکس لے آتا ہوں۔ تنویر اور کیپٹن ناصر شدید زخمی ہیں" ـــــ صفدر نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا آبدوز کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جدھر میڈیکل باکسز موجود تھے۔ اور جب وہ میڈیکل باکس سمیت واپس آیا تو اس کے زیادہ تر ساتھی ہوش

میں آ چکے تھے اور باقی ساتھیوں کو ہوش میں لایا جا رہا تھا۔

"عمران ـــــ عمران کا پتہ چلا صفدر" ـــــ جولیا نے صفدر کو دیکھتے ہی پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"عمران ـــــ اوہ۔ مجھے اس کا تو خیال ہی نہیں رہا۔ آپ لوگ مرہم پٹی وغیرہ کریں۔ میں عمران کا پتہ کرتا ہوں" ـــــ صفدر نے میڈیکل باکس نیچے رکھتے ہوئے کہا۔

"تم زخمی ہو صفدر۔ تم یہاں رکو۔ میں اور نعمانی جاتے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے جاؤ گے۔ وہ لانچ تو اندر سے کھلتی ہے۔ عمران اگر ہوش میں ہوتا تو لازماً اب تک یہاں پہنچ چکا ہوتا" ـــــ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وہ تو اکیلا وہاں مر جائے گا۔ ہمیں اس لانچ کو توڑنا ہوگا" ـــــ جولیا نے گھبرا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اس کی ضرورت نہیں۔ میں نے کئی بار ان لانچوں پر سفر کیا ہے۔ مجھے ان کے ایمرجنسی ڈور کو باہر سے کھولنے کا طریقہ آتا ہے۔ تم بے فکر رہو۔ آؤ نعمانی" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر نعمانی کو ساتھ لے کر وہ آبدوز کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا۔ جدھر غوطہ خوری کے لباس بھی موجود تھے۔ اور آبدوز سے باہر جانے کا راستہ بھی موجود تھا۔ جب کہ جولیا اور دوسرے ساتھی ایک دوسرے کی مرہم پٹی میں مصروف ہو گئے۔ کیپٹن ناصر

کو بھی ہوش آ گیا تھا۔ اس کی بھی مرہم پٹی کر دی گئی۔ اس نے ہوش میں
آتے ہی سب سے پہلے عمران کے متعلق پوچھا تو اُسے بتا دیا گیا کہ
کیپٹن شکیل اور نعمانی اس کا پتہ کرنے گئے ہوئے ہیں۔

"یہ آبدوز تو ساکن ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم سمندر کی تہہ
میں ہیں۔ لیکن یہ ہوا کیا تھا۔ اس قدر خوفناک دھچکا اگر یہ آبدوز خصوصی
طور پر تیار نہ کی گئی ہوتی تو یقیناً اس قدر خوفناک دھچکے سے اس کے
پرزے اڑ گئے ہوتے"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا۔ اُسے بھی مشین روم سے اس بڑے کمرے میں لے آیا گیا تھا۔

"نجانے کیا ہوا ہے۔ بہرحال جو کچھ ہوا ہے فی الحال اتنا غنیمت
ہے کہ ہم سب بھی محفوظ ہیں اور آبدوز بھی محفوظ ہے"۔۔۔ صدیقی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔
اور وہ دیوار سے پشت لگائے بیٹھا تھا۔

"یہ کیپٹن شکیل ابھی تک واپس نہیں آیا۔ مجھے خود جانا چاہئے۔
عمران کا پتہ کرنے"۔۔۔ جولیا نے جس کی نظریں مسلسل اس طرف
لگی ہوئی تھیں۔ جدھر سے کیپٹن شکیل وغیرہ نے واپس آنا تھا۔
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی اور کیپٹن ناصر حیرت
سے اُسے دیکھنے لگا۔

ابھی جولیا اٹھ کر کھڑی ہی ہوئی تھی کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی واپس
آتے دکھائی دیئے۔ ان دونوں نے عمران کو اس طرح ہاتھوں پر
اٹھایا ہوا تھا جیسے بڑے کسی چھوٹے اور بیمار بچے کو ہاتھوں پر اٹھا
کر چلتے ہیں۔

"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔ جولیا چیختی
ہوئی ان کی طرف دوڑی جبکہ باقی سب افراد بھی عمران کی پوزیشن
دیکھ کر ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"عمران کی حالت بے حد خراب ہے۔ مس جولیا"۔۔۔ کیپٹن
شکیل نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران کو لا کر نیچے
فرش پر آہستگی سے رکھ دیا۔

"اوہ اوہ۔۔۔ کمبل لے آؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔ صفدر نے
عمران کے قریب پہنچ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن ناصر کا ایک
ساتھی تیزی سے کلوک روم کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی سب ساتھی عمران
کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔

"عمران۔ عمران"۔۔۔ جولیا بُری طرح چیختی ہوئی عمران پر گرنے
لگی تھی۔ کہ صفدر نے اُسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

"آپ ادھر دوسرے کمرے میں جائیں مس جولیا۔ عمران کا لباس
جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ اور میرے خیال میں تو اس کی کھال بھی مکمل
طور پر جل گئی ہے"۔۔۔ صفدر نے زبردستی جولیا کو ایک طرف
لے جاتے ہوئے کہا۔

"صف۔۔۔ صفدر۔ خدا کے لئے عمران کو بچا لو۔ اسے بچا لو"
جولیا یکلخت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آپ فکر نہ کریں۔ ابھی دنیا میں جرائم کا خاتمہ نہیں ہوا۔ اور
مجھے یقین ہے کہ اللہ اس وقت تک عمران کو ضرور زندگی دے
گا۔ جب تک جرائم نہ ختم ہو جائیں۔ حوصلہ رکھیں"۔۔۔ صفدر

نے اس کے بازو پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر اُسے چھوڑ کر وہ
تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا ۔
" عمران کی حالت واقعی بے حد خراب ہے ۔ یوں لگتا ہے جیسے
اس کا پورا جسم جل کر راکھ ہو گیا ہو ۔ لباس تو جل کر راکھ ہو چکا تھا ۔
جہاں جہاں کیپٹن شکیل اور نعمانی کے ہاتھ لگے تھے وہاں سے
لباس کی راکھ بھی غائب تھی ۔ البتہ باقی جگہ پر جلا ہوا لباس موجود
تھا ۔ صرف ہاتھ لگانے سے راکھ کی طرح اڑ جاتا تھا ۔ عمران کے سر
کے بال بھی راکھ ہو چکے تھے ۔ پلکیں ۔ بھنویں سب جل گئی تھیں ۔
چہرے کی کھال بھی جلی ہوئی تھی ۔ لیکن اس کا سانس بہرحال چل
رہا تھا ۔ لیکن اس طرح اٹک اٹک کر جیسے ابھی کسی لمحے رُک جائے
گا ۔ کمبل عمران کی ٹانگوں پر ڈال دیا گیا ۔ اور پھر صفدر اور کیپٹن
شکیل نے مل کر عمران کو میڈیکل ایڈ دینی شروع کر دی ۔ صفدر
نے پے در پے طاقت کے انجکشن لگانے شروع کر دیئے ۔
جب کہ کیپٹن شکیل نے اس کے بُری طرح جلے ہوئے جسم
پر ایسی کریم لگانی شروع کر دی جس سے جلی ہوئی کھال درست
ہو جاتی تھی ۔ آبدوز میں میڈیکل ایڈ کی مکمل اور بھرپور کٹ ویسے
ہی موجود ہوتی ہے جب کہ عمران نے تو روانگی سے پہلے اس میں
مزید اضافہ کر دیا تھا ۔ کہ کسی بھی وقت کوئی بھی واقعہ ہو سکتا
تھا ۔

صفدر نے عمران کو دونوں بازوؤں پر باری باری دو دو انجکشن
لگائے اور پھر ہاتھ روک لیا ۔ جب کہ کیپٹن شکیل مسلسل فائر

ریلیف کریم لگانے میں مصروف تھا ۔ سرخ رنگ کی یہ گاڑھی کریم
عمران کے سر سے لے کر اس کے سینے تک اس طرح لگی ہوئی تھی
جیسے گاڑھی مٹی دیوار پر تھوپی جاتی ہے ۔
" آپ لوگ ذرا یہ کمرہ چھوڑ دیں ۔ میں نے اب عمران کے باقی جسم
پر کریم لگانی ہے " ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور ارد گرد موجود افراد اور
صفدر سمیت سب سر ہلاتے ہوئے اس بڑے کمرے سے
دوسری طرف چلے گئے ۔ جولیا پہلے ہی چلی گئی تھی ۔ کیپٹن شکیل
نے عمران کے پورے جسم پر اچھی طرح کریم تھوپی اور پھر اُسے
لٹا کر اس نے اوپر کمبل ڈال دیا ۔
" آجاؤ صفدر " ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور
صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے ۔ جولیا بھی ان
کے ساتھ تھی اور رو رو کر اس کا چہرہ بری طرح سوجا ہوا تھا ۔
" اسے ہوش کیوں نہیں آ رہا صفدر " ۔۔۔۔ جولیا نے عمران کے
سرہانے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔
" مس جولیا ۔ عمران کی حالت اب بھی خطرے سے باہر نہیں ہے ۔
آپ بس دعا کریں " ۔۔۔۔ صفدر نے گمبھیر لہجے میں کہا ۔ اور عمران
کی نبض پر انگلیاں رکھ دیں ۔ اس نے انگلی سے پہلے کریم کو قدرے
ہٹا دیا تھا ۔ پھر اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور اس میں سے انجکشن
سلیکٹ کرنے لگا ۔ اُسی لمحے کیپٹن شکیل بھی ہاتھ صاف کر کے
واپس آ گیا ۔
" یہ عمران صاحب کی حالت ہوئی کیسے " ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس لانچ کی بیرونی سطح جل چکی ہے۔ لیکن چونکہ وہ خصوصی طور پر بنائی گئی تھی اس لئے اندرونی سطح محفوظ رہی ہے۔ لیکن لانچ کے اندر موجود تمام مشینری سیاہ پڑ چکی ہے۔ عمران جس خصوصی بیڈ پر پڑا تھا وہ بیڈ بھی اس طرح سیاہ پڑا ہوا تھا جیسے اُسے کسی نے دھکتے الاؤ میں ڈال کر بعد میں ٹھنڈا کیا ہو۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ ہماری آبدوز کے اوپر وہ مچھلی والا سارا خول مکمل طور پر غائب ہے۔ اب یہ عام سی آبدوز ہے جو سمندر کی تہہ میں موجود ہے۔ لیکن جس جگہ پر موجود ہے وہاں وہ خوفناک گھاس وغیرہ موجود نہیں ہے عام سی تہہ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر کیپٹن ناصر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ مچھلی والا خول کیسے غائب ہو سکتا ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔

"میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ کیپٹن شکیل کی باتیں سن کر یقیناً ہماری آبدوز اور اس عمران والی لانچ پر کوئی ایسا خوفناک سائنسی حربہ استعمال ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ ہم اس لئے محفوظ رہے ہیں کہ ہماری آبدوز پر وہ مچھلی والا خول تھا۔ جس کے اندر آبدوز کی سطح تک عمران نے نجانے کیا کیا بھرا رکھا تھا۔ جب کہ عمران والی لانچ کی بیرونی تہہ بھی جل گئی اور اندر بھی اسی قدر شدید حرارت پہنچ گئی۔ جس کی وجہ سے عمران کا یہ حال ہوا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ لانچ اور آبدوز پر ریڈ میزائل فائر کیا گیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ریڈ میزائل۔ یعنی ملکی طاقت کا میزائل"۔۔۔ کیپٹن شکیل کی بات سن کر وہ سب واقعی خوف سے اچھل پڑے۔

"ہاں میں نے جو شواہد باہر۔۔۔ دیکھے ہیں۔ میں ان سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ اور یقیناً ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی دی ہے کہ اس لانچ کی ایک سائیڈ پر جو سپیشل ٹائپ کی مشینری کا کیبن تھا وہ غائب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ میزائل اسی کیبن کی سائیڈ سے اس طرح ٹکرایا ہے کہ اُسے توڑتا ہوا اوپر کی طرف نکل گیا ہے۔ اس لئے وہ براہِ راست لانچ یا آبدوز سے نہیں ٹکرایا ورنہ لانچ کی خصوصی بیرونی سطح اور آبدوز پر موجود مچھلی کا خول بھی ہمیں نہ بچا سکتا۔ مچھلی کا خول اور لانچ کی بیرونی اور اندرونی حالت صرف اس میزائل کے فائر ہونے سے پیدا ہونے والی بے پناہ حدت کا نتیجہ ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور سب نے بے اختیار اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

"عمران کا جسم حرکت میں آرہا ہے۔ عمران ہوش میں آرہا ہے۔ اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے"۔۔۔ اچانک جولیا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

وہ سب تو باتوں میں مصروف تھے جب کہ جولیا ان کی باتوں سے بے نیاز مسلسل عمران کی طرف ہی متوجہ رہی تھی۔ اس لئے اس نے عمران کے جسم میں پیدا ہونے والی معمولی سی حرکت بھی محسوس

کر لی تھی۔ اور جولیا کی چیخ سنتے ہی سب عمران کی طرف متوجہ ہو گئے صفدر
نے جلدی سے اس کی نبض دوبارہ پکڑ لی اور دوسرے لمحے اس
کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔
"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ واقعی عمران صاحب کے جسم
میں قدرت نے بے پناہ قوت مدافعت بھر رکھی ہے۔ ورنہ ایسی
حالت میں مبتلا ہونے کے بعد تو ہفتوں ہوش نہیں آ سکتا"۔۔۔
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیگ سے ایک اور انجکشن نکالنے
لگا۔ عمران کے جسم میں اب حرکت محسوس تو ہونے لگی تھی لیکن یہ حرکت
بے حد معمولی تھی۔ لیکن صفدر نے جیسے ہی انجکشن لگایا حرکت تیز ہو گئی
اور چند لمحوں بعد ہی عمران کے منہ سے تیز کراہ سی نکلی اور پھر اس نے
آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن آنکھوں کے پپوٹوں پر سرخ
رنگ کی کریم کی گاڑھی تہہ کی وجہ سے اس کی آنکھیں نہ کھل پا رہی
تھیں۔ کیپٹن شکیل نے انگلی کی مدد سے پپوٹوں پر سے کریم ہٹانی
شروع کر دی۔
"عمران عمران ۔۔۔ تم ہوش میں آ گئے عمران۔ اوہ خدا کا شکر
ہے"۔۔۔ جولیا نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
اور اسی لمحے عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔
"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی۔ اوہ۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ پپ۔ پپ
پانی"۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہی بے اختیار دائیں بائیں سر
مارتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز قطعی لاشعوری سا تھا
"پانی لے آؤ"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے چیخ کر اپنے ایک ساتھی

سے کہا۔ اور وہ تیزی سے ایک کمرے کی طرف دوڑ پڑا۔
"ابھی آ جاتا ہے پانی۔ حوصلہ کرو عمران۔ تم اب محفوظ ہو"۔۔۔
صفدر نے کہا۔
"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی۔ آگ۔ اوہ۔ خدا کی پناہ آگ۔ جہنم
کی آگ۔ پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی"۔۔۔ عمران کی حالت اسی
طرح غیر تھی۔ وہ مسلسل دائیں بائیں سر مار رہا تھا۔ اسی لمحے کیپٹن
ناصر کا ساتھی منرل واٹر کی ایک بڑی سی بوتل اٹھائے واپس آ
گیا۔ اور صفدر نے اس سے بوتل لے کر اس کا ڈھکن کھولا اور
پھر بوتل کا منہ عمران کے منہ سے لگا دیا۔ عمران غٹا غٹ پانی پینے
لگا۔ پانی اس کی باچھوں سے بھی بہہ رہا تھا۔ لیکن وہ مسلسل پانی
پیئے جا رہا تھا۔ لیکن صفدر نے جلد ہی بوتل اس کے منہ سے ہٹا لی۔
کیونکہ اس حالت میں زیادہ پانی بھی عمران کے لئے نقصان دہ ہو
سکتا تھا۔ لیکن اتنے پانی نے بھی عمران کے حلق میں جا کر اپنا اثر دکھا
دیا تھا۔ عمران کی کراہیں بھی ختم ہو گئی تھیں اور اس کی آنکھوں میں موجود
وحشت بھی دور ہو گئی تھی۔
"عمران ۔۔۔ عمران۔ تمہیں کیا ہو گیا تھا"۔۔۔ جولیا نے لاڈ
بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ تو جہنم میں بھی حوریں ہوتی ہیں۔ واہ پہلے تو یہی سنا تھا کہ صرف
جنت میں ہی ہوتی ہیں"۔۔۔ عمران نے یک لخت حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔ اور عمران کی بات
سن کر سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اچھا۔ تو اب میں جہنم میں پہنچ گئی ہوں"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ بالکل جولیا کی ہم شکل حور واقعی اللہ میاں [illegible] کا حال جانتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا نے اس بار بے اختیار منہ پھیر لیا۔

"عمران صاحب۔ خدا کا شکر ادا کیجئے جس نے آپ کو نئی زندگی دی ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا تو وہ پرانی شاید ڈرائی کلین ہونے گئی ہوگی۔ مگر یہ میرے جسم پر کیا ہے۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ شاید جہنم میں آگ کا لباس پہنایا گیا ہے۔ لیکن تم لوگوں کے جسم پر تو ایسا لباس نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار سب کے ساتھ کیپٹن ناصر بھی ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی ساری کھال جل چکی ہے۔ یہ آپ کے جسم پر فائر ریلیف کریم لگائی ہوئی ہے۔ سر سے لے کر پیروں تک بال بھی جل گئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یعنی مکمل اوور ہالنگ۔ کتنا خرچہ آیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور سب ہنس پڑے۔

"اوور ہالنگ نہیں بلکہ سانپ نے کینچلی بدلی ہے"۔۔۔ ایک طرف موجود تنویر پہلی بار بولا۔ اس کے ہونٹ ضرور بھنچے ہوئے تھے لیکن چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"ارے تم تنویر یعنی تمہیں دوسری کینچلی ملی ہی نہیں۔ اس لئے پٹیاں لپیٹ رکھی ہیں۔ چلو تم میرے والی پرانی لے لو۔ کیا یاد کرو گے"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔

"عمران صاحب کے لئے کوئی جوڑا لے آؤ"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے ہاں۔ مجھے تو خیال بھی نہ آیا تھا۔ عمران صاحب آپ لباس پہن لیں۔ تاکہ آپ کو کسی بیڈ تک لے جایا جا سکے"۔۔۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یعنی وہ انگریزی محاورہ پورا کرنا چاہتے ہو۔ نپ دی ایول ان دی بڈ۔ کہ برائی کو جنم لینے سے پہلے ہی ختم کر دو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے بیڈ کا لفظ سن کر یہ فقرہ کہا تھا۔ اور سب ہنس پڑے۔

"کاش ایسا ہو جاتا"۔۔۔ تنویر نے کہا اور ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اس بار عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا تھا۔ تنویر نے واقعی خوب صورت جواب دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران لباس پہنے ایک بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے پانی کچھ اور پیا تھا اور پھر صفدر کو کہہ کر اس نے ایک اور انجکشن تیار کرا کر بھی لگوا لیا تھا۔ اس لئے اب اس کی حالت پہلے سے کہیں زیادہ بہتر تھی۔ اور اب وہ موجودہ پوزیشن پر اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے ریڈ میزائل والا آئیڈیا دوہرایا تو عمران چونک پڑا۔

"تم درست کہہ رہے ہو کیپٹن شکیل۔ وہ واقعی ریڈ میزائل تھا۔

میں نے اُسے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لیکن پھر مجھے بچ نکلنے کا موقع نہ مل سکا۔ اور تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ اس کا اینگل ایسا تھا کہ وہ لانچ کے بی۔ٹو سیکشن سے ٹکرا کر اوپر کو نکل گیا ہوگا۔ اور یہ اس کے فائر کی حدت تھی جس کی وجہ سے لانچ اور میرا یہ حشر ہوا۔ اور آبدوز بھی اپنا فش ڈریس گنوا بیٹھی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ ہم اس جگہ سے کہیں دور پہنچ چکے ہیں۔ کیونکہ کیپٹن شکیل بتا رہا ہے کہ جس جگہ پر یہ آبدوز موجود ہے وہاں گھاس وغیرہ نہیں ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے اس قدر خوف ناک دھکا لگنے کے بعد آبدوز اور اس سے ہٹ کر لانچ نجانے کہاں جا ٹھہری ہوگی۔ اوہ۔ کیپٹن ناصر کہاں ہے" ——— عمران نے بات کرتے کرتے ایک لخت چونک کر کہا۔

"وہ میرے خیال میں مشین روم کی طرف گئے ہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ" ——— صفدر نے کہا۔

"اُسے ذرا بلاؤ۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ اگر وہ پورا ہو جاتا ہے تو پھر ہم آسانی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔ ورنہ یہاں تہہ میں کب تک پڑے رہیں گے۔ آخر کار یہاں موجود آکسیجن کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا۔ اور ہاں کیپٹن شکیل۔ تم باہر گئے تھے وہ تابکاری اثرات" ——— عمران بات کرتے کرتے ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تابکاری اثرات۔ اوہ۔ میں نے تو خیال نہیں کیا۔ ویسے پانی کا رنگ تو عام سا تھا۔ کوئی خاص تبدیلی تو مجھے محسوس نہیں ہوئی" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"پانی میں ہلکے سرخ رنگ کی چمک تو نہ تھی" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں۔ قطعی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں ضرور محسوس کر لیتا" ——— کیپٹن شکیل نے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی عمران صاحب۔ آپ نے مجھے بلایا ہے" ——— اُسی لمحے کیپٹن ناصر نے اس کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیپٹن ناصر۔ آپ نے ایمرجنسی بیٹریاں چیک کی ہیں۔ اس قدر خوف ناک حدت کا یقیناً ان پر اثر ہوا ہوگا۔ اور وہ اگر اوور چارج ہو چکی ہوں تو پھر ایل کتھرٹی ریز کے اثرات ختم کر کے آبدوز کی مشنری کو حرکت میں لایا جا سکتا ہے" ——— عمران نے کیپٹن ناصر سے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں چیک کرتا ہوں۔ میں تو مشین روم کی ایڈجسٹمنٹ ——— کر رہا تھا۔ اس کا تو حلیہ ہی بگڑا ہوا ہے" ——— کیپٹن ناصر علی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ساتھ ساتھ ان بیٹریوں کو چیک کر لیں۔ وہ آبدوز کے باہر تھیں۔ اور فش ڈریس کا خاتمہ یقیناً خوف ناک حدت سے ہوا ہے تو اس حدت کا اثر لازماً ان بیٹریوں پر پڑا ہوگا" ——— عمران نے کہا۔ اور کیپٹن ناصر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی بات کے بعد مجھے خیال آ رہا ہے کہ میرا وہ ریڈ میزائل والا آئیڈیا غلط ہے۔ ورنہ تو واقعی پانی میں

"زیادہ نہیں تو ہلکا سا اثر تابکاری کا ضرور موجود ہوتا" ۔۔۔ کیپٹن ناصر علی کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ بات نہیں کیپٹن شکیل۔ وہ واقعی ریڈ میزائل تھا۔ میں نے اُسے خود آتے دیکھا تھا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر وہ تابکاری اثرات کہاں گئے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ زیکو گھاس نے کھا لئے ہوں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم وہاں سے بہت دور آ چکے ہوں اور ظاہر ہے تابکاری اثرات ایک محدود علاقے تک ہی رہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے۔ تم اب کچھ ریسٹ کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری سنبھلی ہوئی طبیعت پھر بگڑ جائے" ۔۔۔ جولیا نے جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ واقعی آپ ریسٹ کریں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھیوں نے بھی جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ شاید وہ خود بھی ایسا محسوس کر رہا تھا۔

سپیشل آبدوز انتہائی تیز رفتاری سے سمندر کی تہہ میں سفر کرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ آبدوز کے مین روم میں مارک آبدوز کے کیپٹن ڈکسن کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ آبدوز کا باقی عملہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ مارک کی نظریں سامنے موجود ایک مشین کے ڈائلوں اور مشین کے درمیان نصب بڑی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ مین روم میں مختلف سائیڈوں پر کئی عجیب و غریب مشینیں نصب تھیں۔ جنہیں ان کے سامنے کھڑے ہوئے افراد آپریٹ کر رہے تھے۔ یہ واقعی سپیشل آبدوز تھی۔ اس میں ہر قسم کے حملے سے نمٹنے اور ہر ٹائپ کا حملہ کرنے کا مکمل نظام موجود تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسے جدید ترین کیمرے بھی نصب تھے۔ جو آبدوز کے چاروں طرف موجود علاقے کی باقاعدہ فلم بھی بنا سکتے تھے۔ اور اس وقت بھی

یکمرے اپنا کام کر رہے تھے۔ لانچ جس طرف بڑھ رہی تھی۔ ادھر سمندر کا پانی سیاہی مائل تھا۔ اور خاص طور پر تہہ میں تو گھرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

"یہ اندھیرا اس جلی ہوئی زیکو گھاس کی وجہ سے ہے"۔۔۔ کیپٹن ڈکسن نے کہا۔

"ہاں۔ ریڈ میزائل کی وجہ سے تمام گھاس مکمل طور پر جل چکی ہے۔ یہ اس کی راکھ ہے۔ جس کی وجہ سے سمندر کی تہہ کا پانی سیاہ نظر آرہا ہے"۔۔۔ مارک نے جواب دیا اور کیپٹن ڈکسن نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد آبدوز اس اندھیرے پانی میں داخل ہو گئی۔ کیپٹن ڈکسن نے سامنے موجود ایک بڑے سے پینل پر مختلف بٹن دبائے تو سکرین جو دھندلا سی گئی تھی یک لخت تیز روشنی سے بھر گئی۔ اب آبدوز کے سامنے اور سائیڈوں میں تیز روشنی پھیل گئی تھی۔

"میں نے سرچ لائٹیں جلا دی ہیں"۔۔۔ کیپٹن ڈکسن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم آگے بڑھتے چلو۔ پہلے تو ہمیں وہاں پہنچنا ہے جہاں وہ جلی ہوئی اور مڑی تڑی مشینری موجود ہے۔ میں اسے اچھی طرح چیک کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ مارک نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن ڈکسن کوئی جواب دیتا اچانک اس کے دائیں ہاتھ پر کھڑا آپریٹر چیخ اٹھا۔

"جناب جناب۔ کوئی دوسری آبدوز بھی یہاں موجود ہے۔

ٹی۔ سی۔ مشین سگنل دے رہی ہے"۔۔۔ اس آپریٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"دوسری آبدوز۔ اور یہاں"۔۔۔ کیپٹن ڈکسن اور مارک دونوں نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ یہ دیکھئے یہ سگنل"۔۔۔ اس آپریٹر نے کہا اور وہ دونوں اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر تیر کی طرح اس آپریٹر کی طرف بڑھے۔ واقعی اس آپریٹر کے سامنے موجود ایک بڑی سی مشین کے درمیان ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ واقعی مارٹر درست کہہ رہا ہے۔ یہ سگنل بتا رہا ہے کہ ریڈیو لہریں کسی آبدوز سے ٹکرا رہی ہیں"۔۔۔ کیپٹن ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ چیک کرو۔ کہاں ہے یہ"۔۔۔ مارک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جناب یہ ڈائل دیکھئے۔ یہاں سے کم از کم بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور جناب یہ آبدوز چل نہیں رہی۔ ورنہ اس کی حرکت بتانے والا یہ ڈائل بھی اس کی حرکت۔ سپیڈ اور سمت بتا دیتا جب کہ یہ خاموش ہے"۔۔۔ مارٹر نے ایک ڈائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ڈکسن اور مارک دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"اوہ۔ واقعی۔ لیکن اس کی مشینری کیوں بند ہے۔ چلو حرکت

نہ کر رہی ہو گی۔ لیکن بہر حال مشینری تو بند نہیں کی جا سکتی۔ یہ مشینری چالو بتانے والا ڈائل بھی خاموش ہے" ـــــ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" لیکن ڈکسن کتنے فاصلے سے تم اُنسے اچھی طرح چیک کر سکتے ہو" ـــــ مارک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" فاصلہ ـــ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں" ـــــ کیپٹن ڈکسن نے چونک کر مارک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا مطلب ہے کہ ہم تو اس آبدوز کو چیک کر لیں۔ لیکن وہ ہمیں نہ چیک کر سکیں۔ میں ان کو ہوشیار کئے بغیر انہیں چیک کرنا چاہتا ہوں" ـــــ مارک نے کہا۔

" اوہ۔ اس کے لئے تو دو کلو میٹر کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ وہاں سے ہم ڈی۔ ایس ریز کے ذریعے نہ صرف آبدوز بلکہ اس کے اندر کا ماحول بھی چیک کر سکتے ہیں۔ ڈی۔ ایس کی سپیشل مشینری فٹ ہے اس میں" ـــــ ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" ویری گڈ۔ پھر ضرور ایسا کرو۔ یہ واقعی انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اسے چیک کر کے مجھے فوراً باس سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا" ـــــ مارک نے کہا اور کیپٹن ڈکسن سر ہلاتا ہوا واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ مارک بھی اس کے ساتھ ہی واپس اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اور کیپٹن ڈکسن نے ایک اور مشین آن کی اور پھر آبدوز کا رخ اس مشین پر حرکت کرتی ہوئی سوئیوں کو دیکھ کر موڑنے میں مصروف ہو گیا۔ سمت ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے آبدوز کی رفتار اور

زیادہ تیز کر دی۔

مارک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ آبدوز اب انتہائی رفتار سے اس سیاہی مائل سمندر کے اندر تیرتی ہوئی مخصوص سمت کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ کیپٹن ڈکسن کی نظریں ایک ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر موجود سرخ رنگ کی سوئی آہستہ آہستہ مخصوص ہندسوں کو کراس کرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ مارک ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ سیاہی مائل سمندر دور دور تک پھیلا ہوا ابھی تک نظر آ رہا تھا۔ لیکن تقریباً آٹھ منٹ بعد سیاہی مائل سمندر اچانک ختم ہو گیا۔ اور اب آبدوز عام سمندر میں سفر کر رہی تھی۔ اور سیاہی مائل سمندر کے خاتمے کے تقریباً پانچ منٹ بعد کیپٹن ڈکسن نے آبدوز کی رفتار کم کرنی شروع کر دی۔ اور مارک چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ رفتار کم ہونے کا مطلب تھا کہ وہ پوائنٹ قریب آ گیا ہے جہاں سے اس پُراسرار آبدوز کی چیکنگ ہو سکتی ہے۔

" اب مشینری چلنے کا سگنل ملا ہے مارٹر" ـــــ کیپٹن ڈکسن نے مڑے بغیر سائیڈ پر کھڑے ہوئے مارٹر سے پوچھا۔

" نہیں باس۔ مشینری آن نہیں ہے اس آبدوز کی۔ البتہ آبدوز سے ملنے والا سگنل اب تیز ہو گیا ہے" ـــــ مارٹر نے جواب دیا۔ اور کیپٹن ڈکسن نے سر ہلا دیا۔ آبدوز آہستہ ہوتے ہوتے اب سمندر کی تہہ میں رک چکی تھی۔ کیپٹن ڈکسن نے جلدی سے سامنے موجود مشین کی سائیڈ میں لگے ہوئے چھوٹے سے رسیور کا بٹن دبایا۔

" ہیلو میکی ـــ کیپٹن ڈکسن کالنگ" ـــــ کیپٹن ڈکسن نے

مشین روم میں موجود اپنے اسسٹنٹ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میکی۔ ڈی۔ ایس ریز مشین کو آپریٹ کرو۔ ہم سے شمال مغرب کی سمت میں تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک آبدوز موجود ہے۔ اس کی موجودگی کا سگنل تو ہمیں مل رہا ہے لیکن اس کی مشینری چالو ہونے کا سگنل نہیں مل رہا۔ ہم اُسے باہر اور اندر سے مکمل طور پر چیک بھی کرنا چاہتے ہیں اور اس کی ساؤنڈ سمیت فلم بھی تیار کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ فلم چیف باس کو بھیجی جا سکے۔ اس لئے تم فوراً سی ویڈیو کیمرہ مشینری کو بھی ڈی۔ ایس ریز مشین کے ساتھ ہی ایڈجسٹ کرو۔ اور اسے آپریشن روم کی مین مشین سے لنک کر دو تاکہ ہم بھی یہاں یہ منظر دیکھ سکیں" ـــــ کیپٹن ڈکسن نے تیز لہجے میں اپنے اسسٹنٹ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر بٹن آف کر دیا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد سامنے موجود مشین کے درمیان سکرین پر جھماکے سے ہونے لگ گئے۔ اور کیپٹن ڈکسن اور مارک دونوں ہی چونک کر سکرین کو دیکھنے لگے۔ کافی دیر تک مسلسل جھماکے ہوتے رہے پھر یک لخت ایک جھماکے سے منظر ٹھہر گیا۔ اور کیپٹن ڈکسن اور مارک دونوں ہی اپنی اپنی نشستوں پر جیسے اچھل پڑے کیونکہ انہیں سکرین پر سمندر کی تہہ میں ایک آبدوز کے ساتھ ہی ایک میزائل نما مخصوص قسم کی لانچ بڑی صاف نظر آنے لگ گئی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک تھیں۔

"اوہ اوہ۔ یہ میزائل نما لانچ تو بالکل وہی ہے جسے ریڈ میسنز ائل کے ذریعے تباہ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ سیاہ پڑ جانے کے باوجود صحیح سلامت پڑی ہوئی ہے" ـــــ مارک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ اس کا سکرین کو دیکھنے کا انداز ایسے تھا جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ منظر آہستہ آہستہ سکرین پر واضح ہوتا جا رہا تھا۔ اور پھر کلوز اپ میں آنے کے بعد یک لخت ایک جھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس میزائل نما لانچ کا اندرونی حصہ سکرین پر نظر آنے لگ گیا۔ لیکن اندر بھی ہر چیز سیاہ پڑ چکی تھی۔ لیکن وہاں کوئی آدمی یا اس کی لاش موجود نہ تھی۔

"میکی کو کہو کہ آبدوز کو اندر سے چیک کرے" ـــــ مارک نے کیپٹن ڈکسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی کرے گا۔ اُسے معلوم ہے" ـــــ کیپٹن ڈکسن نے کہا اور واقعی اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی سکرین پر ایک بار پھر جھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ اس کے بعد منظر ابھرا تو اب آبدوز دور سے نظر آنے لگ گئی تھی۔ پھر آبدوز آہستہ آہستہ کلوز ہونی شروع ہو گئی۔ اور پھر ایک جھماکے سے آبدوز کا اندرونی منظر سکرین پر ابھر آیا۔ اور اس بار محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ہی وہ دونوں کرسیوں سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اوہ اوہ ـــــ یہ کون لوگ ہیں" ـــــ مارک نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور اس طرح آگے سکرین پر جھک گیا جیسے نزدیک سے دیکھ کر اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ ایک آدمی بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ لیکن اس کا پورا جسم سرخ رنگ کی گاڑھی سی کریم سے ڈھکا ہوا

تھا۔ صرف اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اس کے گرد ایک سوئس نژاد عورت اور چار ایشیائی مرد بیٹھے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ کی بات کے بعد مجھے خیال آرہا ہے کہ میرا وہ ریڈ میزائل والا آئیڈیا غلط ہے ورنہ تو واقعی پانی میں زیادہ نہیں تو ہلکا سا اثر تابکاری کا ضرور موجود ہوتا"۔۔۔۔ ایک لمبے تڑنگے آدمی کی آواز مشین سے برآمد ہوئی۔ چونکہ اس لمبے تڑنگے آدمی کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ اس لئے مارک سمجھ گیا کہ وہی بول رہا ہے۔

"یہ بات نہیں کیپٹن شکیل۔ وہ واقعی ریڈ میزائل تھا۔۔۔۔" بستر پر لیٹے ہوئے سرخ کریم والے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ابھی ان کی گفتگو جاری ہی تھی کہ یک لخت ایک جھماکے سے سکرین صاف ہو گئی۔

"باس باس۔ اس آبدوز کی مشنری چالو ہو گئی ہے۔ مشین نے سگنل دینے شروع کر دیئے ہیں"۔۔۔۔ اُسی لمحے سائیڈ پر کھڑے ہوتے آپریٹر مارٹر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ۔ اسی وجہ سے چیکنگ مشین کی ریز کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس آبدوز میں جدید ترین مشنری فٹ ہے۔ کیپٹن ڈکسن۔ آبدوز کو فوراً واپس گریٹ بال لے چلو۔ میں باس ڈوچے کو مکمل رپورٹ دینا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ مارک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کہیں تو اس پر فائر نہ کھول دیا جائے۔ سپیشل آبدوز میں انتہائی طاقتور حملہ آور مشنری موجود ہے"۔۔۔۔ کیپٹن ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ سنی نہیں تم نے ان کی باتیں۔ ہمارا خوفناک ترین ریڈ میزائل ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو یہ چھوٹے موٹے حربے ان کا کیا بگاڑ لیں گے۔ چلو واپس۔ یہ اہم مسئلہ ہے۔ باس بھی کسی عمران کا نام لے رہا تھا۔ اور یہاں بھی عمران موجود ہے۔ اب باس ڈوچے ہی اس کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کر سکتا ہے"۔۔۔۔ مارک نے تیز لہجے میں کہا، اور کیپٹن ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے آبدوز کو حرکت دی اور پھر وہ اُسے موڑ کر واپس گریٹ بال کی طرف روانہ ہو گیا۔ مارک خاموش بیٹھا ہوا مسلسل اپنے ہونٹ دانتوں سے چبا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں عجیب سے خوف نے ڈیرہ ڈال لیا تھا، کہ جو لوگ ریڈ میزائل کے فائر سے بچ نکلے ہیں ان کا خاتمہ ناممکن ہے۔

آبدوز کو اچانک ایک زوردار جھٹکا لگا تو بستر پر آنکھیں بند کئے ہوئے عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ جھٹکا لگنے کے بعد آبدوز کی مسلسل لرزش بتا رہی تھی۔ کہ آبدوز کی ایل تھرٹی ریز سے جا... مشینری دوبارہ چالو ہو گئی ہے۔

"آبدوز چل پڑی ہے عمران" ــــ جولیا کی مسرت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے جولیا سمیت اس کے کئی ساتھی اندر داخل ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر مسرت اور اطمینان کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔

"ہاں میں نے محسوس کر لیا ہے۔ اور یہ اچھا ہوا ہے ورنہ آکسیجن کی کمی ہمیں لے بیٹھتی" ــــ عمران نے اس بار اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور سب نے سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ مبارک ہو۔ آپ کا آئیڈیا بالکل درست ثابت ہوا ہے۔ ایمرجنسی بیٹریاں واقعی اوور چارجڈ ہو چکی تھیں۔ اس لئے معمولی سی کوشش سے وہ کام کرنے لگ گئیں" ــــ اسی لمحے کیپٹن ناصر کی مسرت سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"میں اب اس کریم میک اپ سے فراغت حاصل کر ہی لوں تو اچھا ہے۔ اس کے بعد کوئی پروگرام بناتے ہیں۔ اس دوران تم آبدوز کو اوپر لے چلو اور یہ معلوم کرو کہ ہم کس علاقے میں ہیں اور گریٹ بال سے ہمارا فاصلہ کتنا ہے" ــــ عمران نے بستر سے نیچے ٹانگیں لٹکا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مگر آپ کی کھال تو ابھی تک جلی ہوئی ہو گی۔ یہ کریم تو صرف تکلیف دور کرنے کے لئے تھی" ــــ کیپٹن ناصر نے اسے اٹھتے دیکھ کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اب نئی کھال ایک آدھ گھنٹے میں تو پیدا ہونے سے رہی۔ اس لئے فی الحال جلی ہوئی کھال کو ہی قبول کرنا پڑے گا۔ ویسے میرے پاس وہ دوا موجود ہے جس سے جلی ہوئی کھال کے ٹشو تیزی سے دوبارہ بننے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح یہی پرانی کھال ہی ڈرائی کلین ہو جائے گی۔ ورنہ تو واقعی تنویر کا فقرہ درست تھا کہ میں نے کینچلی بدل لی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تمہاری یہی کھال درست ہو جائے گی" ــــ جولیا نے

چونک کر پوچھا۔

"ہاں میں نے خاص طور پر آب دز میں اس دوا کی بھاری مقدار رکھ دی تھی۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آدمی کو اپنی ہی کھال میں مست رہنا چاہیئے۔ دوسری کھال نجلنے مست رہنے دے یا بدمست کر دے" عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس بار جولیا کھل کر ہنس پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرے بھی ہنس پڑے۔ عمران آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ باقی سب لوگ بھی ہنستے ہوئے اس کے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب عمران ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو اس کا چہرہ دیکھا نہ جا رہا تھا۔ اس کے چہرے۔ سر۔ گردن اور جسم کے وہ حصے جو لباس سے باہر تھے بُری طرح زخمی اور چھلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اوہ عمران صاحب۔ آپ کی کیا حالت ہو گئی ہے" ___ کیپٹن شکیل نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ جب کہ اس کے ساتھ کھڑی ہوئی جولیا کی نظروں میں گہری ہمدردی کے آثار نمایاں تھے۔

"آئینے میں مجھے اپنی جو شکل نظر آئی ہے۔ اس کے بعد تو ظاہر ہے میرا وہ اکلوتا سکوپ بھی ختم ہو گیا ہے۔ بہرحال جو اللہ کی مرضی۔ میں تو اس کی مرضی پر ہی راضی ہوں" ___ عمران نے شرارت بھری نظروں سے جولیا اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن تنویر کی

آنکھوں میں مسرت کی بجائے افسوس کے آثار نمایاں تھے۔

"تم میک اپ کے ماہر ہو۔ میک اپ بھی تو کر سکتے تھے خواہ مخواہ یہ بدوضع سی کھال لئے باہر آ گئے" ___ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے میک اپ کی۔ اس حالت میں یہ پہلے سے زیادہ اچھا لگ رہا ہے" ___ جولیا نے تنک دار لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ جولیا کی نفسیات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس لئے اُسے اس سے اس فقرے کی ہی توقع تھی۔

"میں اس لئے نہیں کہہ رہا۔ میں تو عام سی بات کر رہا ہوں" تنویر نے جواب دیا۔

"یہ بات تو مجھے بھی معلوم ہے تنویر۔ کہ میں میک اپ کر سکتا ہوں۔ لیکن اس طرح تو میرے زخم کبھی مندمل نہ ہو سکتے۔ میں نے ان پر دوا لگا دی ہے۔ اور دوا اس وقت اثر کرتی ہے جب اُسے ہوا لگتی رہے۔ دوا اس قدر زود اثر ہے کہ زیادہ سے زیادہ بارہ تیرہ گھنٹوں کے بعد یہ زخموں کے نشانات بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور کھال بھی اب سے زیادہ تندرست ہو جائے گی۔ باقی رہے بال وغیرہ تو وہ ظاہر ہے اپنے وقت پر ہی آئیں گے۔ کیوں جولیا۔ بال بچے تو وقت پر ہی آتے ہیں۔ جو وقت قدرت نے مقرر کر رکھا ہے" عمران سنجیدگی سے بات کرتے کرتے ایک بار پھر پٹڑی بدل گیا۔

"شٹ اپ" ___ جولیا نے شرمائے ہوئے انداز میں منہ

دوسری طرف کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا آبدوز کے آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا جہاں کیپٹن ناصر موجود تھا۔

"اوہ عمران صاحب۔ آئیے۔ آبدوز اب سمندر کی سطح سے تھوڑی گہرائی میں ہے۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے۔ گریٹ بال والا علاقہ یہاں سے کافی دور ہے۔ اس دھکے نے ہمیں زیکو گھاس والے حصے سے کم از کم سات آٹھ کلومیٹر دور پھینک دیا ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے عمران کو آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم پہلے آبدوز میں موجود تمام مشینری کو اچھی طرح چیک کر لو۔ اب وہ گریٹ بال میں گھسنے والی اسکیم تو بہرحال ختم ہو گئی ہے۔ اب کوئی اور طریقہ استعمال کرنا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور کیپٹن ناصر کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے سامنے موجود ایک مشین کی سائیڈ سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو کیپٹن۔ میں ارشد بول رہا ہوں مشین روم سے"۔۔۔ بولنے والے کے لہجے میں ہلکا سا جوش نمایاں تھا۔

"اوہ۔ یس ارشد۔ کیا بات ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ایل۔ ایس۔ ڈی مشین نے آن ہونے کے بعد ایک فلم بنائی ہے۔ میں اسے چیک کر رہا تھا کہ اس کی فوٹوگرافی کا مجھے علم ہوا ہے۔ اس میں ایک آبدوز کی فلم ہے جو ہم سے خاصے فاصلے پر موجود تھی"

راشد نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن ناصر کے ساتھ ساتھ عمران بھی سب کیپٹن راشد کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"ہیلو۔ سب کیپٹن راشد میں عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ مشین میں سے سب کیپٹن راشد کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وہ فلم تم ہمیں یہاں آپریشن روم میں دکھا سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں اسے کنکٹ کر کے چلاتا ہوں آپ مین فیز کی سکرین پر دیکھ لیں"۔۔۔ سب کیپٹن راشد کی آواز سنائی دی۔

"جلدی کنکٹ کرو۔ کیونکہ یہ بے حد اہم مسئلہ ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"صرف چند منٹ لگیں گے سر"۔۔۔ راشد نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین کا وہ بلب بجھ گیا جو راشد کی کال آتے ہی جل پڑا تھا۔

"یہ کیسی آبدوز ہو سکتی ہے عمران صاحب"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو فلم دیکھ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد مین فیز کی بڑی سی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اور عمران اور کیپٹن ناصر دونوں کی نظریں اس پر جم گئیں۔ سکرین پر پہلے چند لمحے تو جھماکے سے ہوتے رہے اور آڑی ترچھی لکیریں

دوڑتی رہیں ۔ پھر ایک جھماکے کے بعد اس پر ایک منظر ابھر آیا ۔ منظر میں سمندر کا پانی نظر آرہا تھا ۔ جس میں ایک مخصوص ساخت کی آبدوز موجود تھی ۔ عمران کی نظریں آبدوز پر جمی ہوئی تھیں ۔

آبدوز آہستہ آہستہ کلوز اپ میں آتی جا رہی تھی ۔ اور پھر مکمل طور پر جب وہ سکرین پر پھیل گئی تو ایک بار پھر سکرین پر جھماکے سے منظر بدلا اور دوسرے لمحے عمران بُری طرح چونک پڑا ۔ سکرین پر اس آبدوز کے آپریشن روم کا منظر نظر آرہا تھا ۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز مین فیز مشین سے برآمد ہوئی ۔

"باس باس ۔ اس آبدوز کی مشینری چالو ہو گئی ہے ۔ مشین نے سگنل دینے شروع کر دیئے ہیں " ۔۔۔ بولنے والا چیخ کر بول رہا تھا ۔

"اوہ اوہ ۔ اسی وجہ سے چیکنگ مشین کی ریز کا اثر ختم ہو گیا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس آبدوز میں جدید ترین مشینری فٹ ہے ۔ کیپٹن ڈکسن آبدوز کو فوراً واپس گریٹ بال لے چلو ۔ میں باس ڈوپے کو مکمل رپورٹ دینا چاہتا ہوں " ۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی ۔ اور اس بار سکرین پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان کے لب ہلے تھے ۔

"اگر آپ کہیں تو اس پر فائر نہ کھول دیا جائے ۔ سپیشل آبدوز میں انتہائی طاقتور حملہ آور مشینری موجود ہے " ۔۔۔ دوسرے آدمی کے لب ہلے اور آواز مین فیز کی مشینری سے برآمد ہوئی ۔

"احمق ہو گئے ہو ۔ سنی نہیں تم نے ان کی باتیں ۔ ہمارا خوف ناک ترین ریڈ میزائل ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو یہ چھوٹے موٹے حربے ان کا

کیا بگاڑ لیں گے ۔ چلو واپس ۔ یہ اہم مسئلہ ہے ۔ باس بھی کسی عمران کا نام لے رہا تھا اور یہاں بھی عمران موجود ہے ۔ اب باس ڈوپے ہی اس کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کر سکتا ہے " ۔۔۔ پہلے آدمی کی سخت اور تحکمانہ آواز سنائی دی ۔ اور دوسرا آدمی جو یقیناً آبدوز کا کپتان تھا سر ہلاتے ہوئے سامنے موجود مشین پر جھک گیا ۔ اس کے بعد منظر آہستہ آہستہ فیڈ آف ہونا شروع ہو گیا ۔ اور پھر اندرونی منظر کی بجائے آبدوز سکرین پر دور جاتی نظر آئی اور چند لمحوں بعد آبدوز کی بجائے سمندر کا پانی نظر آنے لگ گیا ۔ اس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی ۔

"ہوں ۔ بڑا کام دکھایا ہے ہماری ایس ۔ ایس ۔ ڈی مشین نے بڑی کارآمد معلومات ملی ہیں " ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"اس گفتگو سے تو ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ انہوں نے بھی ہماری آبدوز کو بالکل اس طرح چیک کیا ہے جس طرح ہم نے انہیں چیک کیا ہے ۔ اور نہ صرف چیک کیا ہے بلکہ ہماری گفتگو بھی سنی ہے " ۔۔۔ کیپٹن ناصر علی نے کہا ۔

"ہاں لیکن ان کے پاس کوئی کم طاقت کی مشین ہے جو ایس ۔ ایس ڈی مشین آن ہوتے ہی بند ہو گئی ہے ۔ اس لئے بعد کی باتیں وہ اپنے طور پر کرتے رہے ہیں ۔ البتہ انہیں ہماری آبدوز کی مشینری چالو ہو جانے کا علم ہو گیا ہے " ۔۔۔ عمران نے کہا اور سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

"اب کیا حکم ہے " ۔۔۔ کیپٹن ناصر نے اُسے اٹھتے دیکھ کر کہا ۔

"یہاں سے قریب ترین جزیرہ کون سا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جزیرہ ۔۔۔۔ کس جزیرے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ جزیرے تو ہر سمت میں ہوں گے" ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر نے کہا۔

"فوری طور پر کسی ایسے جزیرے پر چلو جہاں ہم وقتی طور پر اس گریٹ بال کے حملے سے محفوظ ہو سکیں۔ ایک تو میری حالت ابھی درست نہیں ہے۔ اور دوسرا ہمیں اب نئے سرے سے پلاننگ کرنی پڑے گی۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ڈوپے اس گریٹ بال کا باس ہے۔ اور میں ڈوپے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بے حد ذہین چالاک اور شاطر آدمی ہے۔ اس لئے اب اندھا دھند گریٹ بال میں گھسنے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ وہ بھی مجھے اچھی طرح جانتا ہے اس لئے وہ فوری طور پر انتہائی خوف ناک حملہ کرنے سے نہ چوکے گا۔ پہلے بھی شاید اس نے میری ہی وجہ سے آبدوز اور لانچ پر ریڈ میزائل فائر کر دیا تھا جو ایٹمک میزائل ہی کی ایک قسم ہے اور ہاں وہ ناکارہ لانچ جو ہک تھی آبدوز کے ساتھ اس کا کیا ہوا۔ کیا ویسے ہی ہک ہے" عمران نے آخر میں چونک کر پوچھا۔

"اوہ۔ میں آپ کو بتانا بھول گیا تھا۔ وہ تو میں نے پہلے ہی علیحدہ کر دی تھی۔ کیونکہ اس کی مشینری مکمل طور پر جل چکی ہے اور پھر اس کا سپیشل حصہ بھی ریڈ میزائل کی زد میں آکر غائب ہو چکا تھا اس لئے اُسے ساتھ گھسیٹنا فضول تھا۔ وہ وہیں سمندر کی تہہ میں پڑی ہو گی" ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ پھر کون سے جزیرے کا رخ کرو گے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"جزیرہ آرشیا مناسب رہے گا۔ یہاں سے نزدیک بھی ہے اور ہر لحاظ سے محفوظ بھی۔ بہت بڑا جزیرہ ہے۔ جدید ترین ریاست ہے۔ اور آبادی بھی کثیر ہے۔ اس لئے وہاں ہم واقعی محفوظ رہیں گے۔ اور پھر اس جزیرے کی حکومت کے پاس ویسے بحری فوج بھی نہیں ہے کہ وہ ہماری آبدوز کو چیک کر سکے یا ہمارے لئے کوئی پریشانی پیدا ہو سکے" ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ آرشیا درست رہے گا۔ وہاں میرے واقف بھی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا۔ اب جلد از جلد وہاں کا رخ کرو۔ میں اتنی دیر میں اپنے ساتھیوں سے اہم بات چیت کر لوں" ۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن ناصر کو آرشیا جانے کی اجازت دیتے ہوئے کہا۔ اور خود قدم بڑھاتا آپریشن روم سے باہر کی طرف چل پڑا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو یہ واقعی عمران تھا۔ اور ریڈ میزائل سے بچ بھی گیا"۔۔۔ ڈوچے نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ جس سے وہ چیف باس سے گفتگو کر سکتا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ ڈوچے کالنگ فرام گریٹ بال اوور"۔۔۔

ڈوچے نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔ ہیڈ کوارٹر واٹر پاور اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔

چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی اوور"۔۔۔

ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔

"ویٹ کریں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈوچے

سر ہلاتا ہوا خاموش ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ چیف باس اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے چیف باس کی مخصوص آواز برآمد ہوئی۔

"باس۔ میں ڈوچے بول رہا ہوں گریٹ بال سے اوور"۔۔۔

ڈوچے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔۔۔ کیا بات ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے مجھے بتایا گیا ہے کہ ایمرجنسی کال ہے اوور"۔۔۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ کے کہنے پر میں نے سپیشل آبدوز کو چیکنگ کے لئے زیلو گھاس والے قطعات کی طرف بھیجا تھا تاکہ ریڈ میزائل کے ٹارگٹ کا نتیجہ تلاش کیا جا سکے۔ لیکن جناب۔ اس کی واپسی پر مجھے جو رپورٹ ملی ہے وہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ سپیشل آبدوز نے زیلو گھاس سے سات آٹھ کلومیٹر دور سمندر کی تہہ میں ایک آبدوز کو چیک کیا جس کی مشینری جام تھی۔ پھر مخصوص مشین آن کر کے جب اس کی اندرونی چیکنگ کی گئی تو پتہ چلا کہ اس کے اندر کافی لوگ موجود ہیں۔ ایک نوجوان بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک سوئس نژاد عورت تھی۔ اور چار ایشیائی مرد تھے۔ اس لیٹے ہوئے نوجوان کے پورے جسم پر سرخ رنگ کی کریم لگی ہوئی تھی۔ جب کہ باقی افراد کی پوزیشن بھی بہتر نہ تھی۔۔۔ سرخ کریم والا آدمی علی عمران تھا۔ اور انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ان پر ریڈ میزائل فائر ہوا ہے۔ اور یقیناً وہ لوگ اس میزائل کی وجہ سے شدید زخمی ہوئے ہیں یا جل گئے ہیں۔ لیکن ابھی ان کی گفتگو جاری تھی

کہ ہماری چیکنگ مشین خودبخود آف ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی سگنل ملا کہ ان کی آبدوز کی مشینری چالو ہو گئی ہے۔ چنانچہ سپیشل آبدوز واپس آ گئی ہے۔ اور اس کی رپورٹ ملنے پر میں آپ کو کال کر رہا ہوں اوور" ڈوچے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے کہ وہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت بجائے ڈاکمر جزیرے پہنچنے کے سیدھا اس جگہ پہنچا ہے جہاں تم گریٹ بال کو حرکت دے کر لے گئے ہو اوور" ——— چیف باس کے لہجے میں بے پناہ تشویش تھی۔

"یس باس۔ اب تو یہ بات کلیئر ہو گئی ہے اوور" ——— ڈوچے نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ موجود ہے جس سے اُسے گریٹ بال کی حرکت کا پہلے سے علم ہو گیا ہے۔ اور پھر وہ مقابلے میں ایسی آبدوز لے آیا ہے جس پر ریڈ ہمینزائی نے بھی زیادہ اثر نہیں کیا۔ یہ تو انتہائی تشویش ناک خبر ہے اوور" ——— چیف باس کے لہجے میں پہلے سے کہیں زیادہ پریشانی موجود تھی۔

"میں خود بھی یہ رپورٹ ملنے سے پریشان ہو گیا تھا۔ اور میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے زیرو سیکشن کو حکم دے دیا تھا کہ وہ اس آبدوز کی وی۔ ایس ریز سے مکمل نگرانی کرائے۔ تاکہ یہ لوگ اچانک ہم پر حملہ آور نہ ہو جائیں اوور" ——— ڈوچے نے جواب دیا۔

"پھر کیا رپورٹ ہے زیرو سیکشن کی۔ وہ لوگ اب کیا کر رہے ہیں اوور" ——— چیف باس نے پوچھا۔

"ایک منٹ۔ میں معلوم کرتا ہوں اوور" ——— ڈوچے نے کہا۔ اور اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— زیرو سیکشن" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے اس نگرانی والی آبدوز سے متعلق" ——— ڈوچے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ وہ آبدوز کچھ دیر سطح سمندر سے کچھ گہرائی میں ساکت کھڑی رہی ہے۔ پھر حرکت میں آئی ہے۔ لیکن اس کا رخ گریٹ بال سے مخالف سمت میں جزیرہ آرشیا کی طرف ہے۔ اس کی رفتار خاصی تیز ہے" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"جزیرہ آرشیا کی طرف۔ اوہ۔ تم چیک کرتے رہنا۔ ہو سکتا ہے وہ راستے میں سے کہیں اور مڑ جائیں" ——— ڈوچے نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ جس راستے پر وہ جا رہے ہیں وہ سیدھا جزیرہ آرشیا ہی جاتا ہے۔ اب دوسری طرف مڑ کر وہ کہاں جائیں گے۔ اس راستے پر کسی اور جزیرے کی طرف مڑنے کی گنجائش ہی نہیں رہی" ——— زیرو سیکشن سے بولنے والے نے کہا۔

"کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے وہ جزیرہ آرشیا تک" ——— ڈوچے نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"باس۔ جس رفتار سے وہ جا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ

چار گھنٹوں کے اندر اندر پہنچ جائیں گے۔۔۔۔ زیرو سیکشن سے بولنے والے نے بھی ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔ شاید وہ مشین پر فاصلہ اور رفتار چیک کرتا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر بھی چیک کرتے رہنا"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"ہیلو چیف باس۔ اوور"۔۔۔ ڈوچے نے ٹرانسمیٹر کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے پوچھا۔ اور ڈوچے نے جواب میں زیرو سیکشن سے ملنے والی تمام تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ وہ جزیرہ آرشیا کیوں جا رہے ہیں۔ یقیناً وہ لوگ خاصے زخمی ہوں گے۔ اس لئے وہ جزیرہ میں علاج کے لئے جا رہے ہوں گے۔ یا ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں سے کوئی اور ایسی چیز حاصل کرنا چاہتے ہوں جس سے وہ گریٹ بال پر حملہ آور ہو سکیں۔ بہر حال میں جزیرہ آرشیا سے انہیں زندہ واپس نہ آنے دوں گا۔ چار گھنٹوں کا وقفہ کافی ہے۔ وہاں آرشیا میں واٹر یادر کا تکاشی گروپ موجود ہے۔ وہ ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہو گا۔ ویسے تم ایسا کرو کہ فوری طور پر گریٹ بال کو دوبارہ حرکت میں لے آؤ۔ اور واپس پہلے والی جگہ پر پہنچ جاؤ۔ تاکہ اگر کسی طرح یہ عمران وغیرہ تکاشی گروپ سے بچ بھی جائیں تو واپسی پر وہ گریٹ بال کو یہیں تلاش کرتے رہ جائیں۔ اوور"۔۔۔ چیف باس

نے کہا۔

"باس۔ اب تو گریٹ بال کا حرکت میں آنا ناممکن ہے۔ کیونکہ فائرنگ سیکشن کا کام شروع ہے۔ اور اس وقت معمولی سی حرکت الٹا گریٹ بال کے لئے ہی تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔ اوور" ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ پھر میں ڈاکر جزیرے پر موجود ایکشن گروپ کو یہاں کوکوز پر بھجوا دیتا ہوں۔ اب ان کی وہاں ڈاکر جزیرے کی نسبت یہاں زیادہ ضرورت پڑے گی۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ ویسے اگر ان کا خاتمہ وہاں جزیرہ آرشیا میں ہو جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔ میری پوزیشن ایسی ہے کہ میں اس وقت گریٹ بال کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ میں خود جزیرہ آرشیا جاتا۔ اوور"۔۔۔ ڈوچے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ گریٹ بال کا فائرنگ سیکشن ہر چیز سے اہم ہے۔ اگر اس میں کوئی گڑبڑ ہوئی تو سارا مشن ہی تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے تم یہیں رہو۔ تکاشی گروپ ان سے نمٹ لے گا۔ وہ بے حد فعال اور تیز گروپ ہے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈوچے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ جگہ تو بالکل ہی ویران ہے" ــــ جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں تمہیں ادھر لے آیا ہوں۔ اب کیا کروں۔ مرض جو ایسا لاحق ہو گیا ہے کہ ویرانوں میں ہی دل لگتا ہے" ــــ عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتارتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ خواہ مخواہ میرا دل نہ جلایا کرو" ــــ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ یہاں سے کتنی دور جا کر سواری مل سکے گی" ــــ چند گز دور کھڑے صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سواری تو میں پہلے ہی ساتھ لے آیا ہوں۔ لیکن وہ سواری نانک سوار کے لئے مخصوص ہے" ــــ عمران نے کن انکھیوں سے قریب آتے ہوئے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اس کی بات

سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا تم لوگ یہاں قہقہے لگانے کے لئے آئے ہو" ــــ تنویر نے قریب آ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایک نوحہ خواں بھی ساتھ ہے۔ ہاں تو پھر ہو جائے کوئی رُلا دینے والا نوحہ" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران۔ تمہاری حالت ایسی ہے کہ میں تمہیں کوئی جواب نہیں دینا چاہتا ورنہ......" ــــ تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کا طنز بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"رقیب کو تو ہمیشہ حالت ایسی ہی لگتی ہے۔ بہر حال غوطہ خوری کا لباس کیپٹن ناصر کے آدمی کو دے کر واپس بھجوا دو۔ تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے" ــــ عمران بات کرتے کرتے سنجیدہ ہو گیا۔ کیونکہ اب سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی ادھر ہی آ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے میں بھیجتا ہوں اُسے" ــــ صفدر نے کہا۔ اور پھر جولیا اور عمران کا اترا ہوا لباس سمیٹ کر وہ اس طرف کو چل پڑا۔ جہاں ان کے غوطہ خوری کے لباس موجود تھے اور آبدوز کے کریو کا ایک آدمی ان کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر ابھی تک غوطہ خوری کا لباس تھا۔ عمران آبدوز کو جزیرہ آرشیا کے شمالی ساحل کی طرف لے آیا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس طرف کا ساحل زیادہ کٹا پھٹا نہ ہونے کی وجہ سے ویران رہتا ہے۔ کیپٹن ناصر کو اس

نے مکمل ہدایات دے دی تھیں۔ کہ وہ اس کی سپیشل فریکونسی پر ٹرانسمیٹر
کال ریسیو کرنے تک یہیں ساحل کے قریب گہرائی میں رہے گا
پھر جیسے عمران ہدایات دے گا ویسے ہی عمل کرے گا۔ چونکہ آبدوز
میں خوراک اور پانی کا اتنا ذخیرہ پہلے سے ہی موجود تھا جو ان سب
کے لئے کم از کم ایک ماہ کے لئے کافی تھا۔ اس لئے عمران کو اس
کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔

"آخر آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے عمران صاحب۔ کیا آپ
صرف اپنے علاج کے لئے یہاں آئے ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل
نے پوچھا۔

"سنو۔ میں تمہیں بتا دوں کہ میرے ذہن میں کیا پلاننگ ہے
ذرا بیٹھ جاؤ۔ مجھ سے زیادہ دیر تک کھڑا نہیں رہا جا سکتا"۔۔۔ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہیں ریت پر بیٹھ گیا۔ باقی ساتھی بھی
وہیں اس کے گرد بیٹھ گئے۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیا چکر آ رہے ہیں"۔۔۔ جولیا نے انتہائی تشویش
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"خالی چکر نہیں بلکہ گھن چکر کہو۔ کیوں تنویر۔ یہ نام درست رہے
گا تمہارا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ آخر تمہارے دماغ کی کون سی رگ ٹیڑھی
ہے۔ سیدھی بات تو کرنا جانتے ہی نہیں"۔۔۔ تنویر نے برا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹیڑھی رگ کو ٹیڑھی رگ والا ہی پہچانتا ہے تنویر۔ اس لئے تو تم

میرے وہ روسیاہ۔ وہ کیا کہتے ہیں رکاب اوہ سوری۔ بہرحال چھوڑو
بس روسیاہ ہی کافی ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
تنویر برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

"اب تم اصل بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے تھے"۔۔۔ جولیا نے
غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ہوئی اصل بات۔ لیکن ایک بات سوچ لو۔ نقلی زمانہ ہے اس
لئے تو نقلی گھی کی مانگ ہے۔ ویسے بھی اصلی گھی ہضم نہیں ہوتا۔ وہ
کیا محاورہ کہ اسے اصلی گھی ہضم نہیں ہوتا۔ کون سا جانور ہے وہ تنویر۔
عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"بس جولیا۔ اگر آپ ہمیں یہاں اس کی بکواس سنانے کے لئے
لے آئی ہیں تو پھر میں واپس چلا جاتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ عمران کا
مطلب سمجھ گیا تھا۔ کیونکہ یہ محاورہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ کتے کو اصلی
گھی ہضم نہیں ہوتا۔

"بالکل بالکل واپس چلے جاؤ۔ زمانہ بدل گیا ہے۔ پہلے چلو بھر
کافی رہتا تھا اب پورا سمندر بھی پورا نہیں رہتا"۔۔۔ عمران نے
کہا۔ اور اس کے اس خوب صورت فقرے پر بے اختیار سب
کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ نے یہیں ساحل پر ہی بیٹھے رہنا
ہے"۔۔۔ اس بار صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میری طرف سے تمہیں رمبا سمبا ناچنے کی بھی اجازت

ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر ماحول قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ارے یہ سٹیشن ویگن ادھر کہاں سے آ رہی ہے"۔۔۔ اچانک چوہان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے جدھر چوہان کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ اور واقعی انہیں دور سے ہچکولے کھاتی ایک بڑی سی سٹیشن ویگن اپنی طرف آتی دکھائی دی۔

"چلو تنویر کی بجائے اللہ تعالیٰ نے دوسری سواری بھجوا دی ہے۔ خواہ مخواہ تکلیف اٹھانی پڑتی تنویر کو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ آپ نے منگوائی ہے"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سٹیشن ویگن اس ویران ساحل پر صرف اچھل کود کی پریکٹس کرنے کے لئے آ رہی ہے۔ بھائی مس جولیا ہمارے ساتھ ہے۔ اور شہر یہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور دس کلومیٹر تک سوائے تنویر کے اور کوئی سواری نہیں آ سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ اور سب مسکرا دیئے۔

"اپنی بات کرو۔ حالت تو تمہاری خراب ہے اور احسان مجھ پر کر رہے ہو۔ اور سنو۔ اب اگر تم نے تنویر کے متعلق یہ بھونڈا مذاق کیا تو منہ نوچ لوں گی"۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ یک لخت مسرت سے کھل اٹھا۔ اس کی

آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"ظاہر ہے۔ اگر بہن بھائی کا خیال نہ رکھے گی تو کیا غیر خیال رکھیں گے"۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا چہرہ جس تیزی سے کھلا تھا اس سے زیادہ تیزی سے دوبارہ بگڑنے لگا۔

"تم باز نہیں آؤ گے بکواس سے"۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بہن بھائی کا رشتہ اب بکواس میں شامل ہو گیا ہے۔ بھئی حد ہے معاشرے کے اخلاقی انحطاط کی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کی اس بات پر سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

سٹیشن ویگن اب کافی قریب آ گئی تھی۔ اور یہ خاصی بڑی تھی۔ وہ سب اب پوری طرح سٹیشن ویگن کی طرف متوجہ تھے۔ چند لمحوں بعد ویگن ان کے قریب آ کر رک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر باقاعدہ باوردی ڈرائیور تھا۔ اور سٹیشن ویگن بھی بالکل نئی تھی۔ ویگن رکتے ہی ڈرائیور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"آپ میں سے کرامپ صاحب کون ہیں"۔۔۔ ڈرائیور نے غور سے سب کو بیک وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم پہچان جاؤ تو مجھے تمہارا نام کرامپ رکھ دینے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ ہیں۔ ٹھیک ہے۔ تشریف لائیے۔ فرنانڈو آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔ ڈرائیور نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا اسٹیشن ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ ڈرائیور کی سائیڈ فرنٹ سیٹ پر وہ خود بیٹھ گیا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر سوار ہو گئے۔ اور ڈرائیور نے گاڑی موڑی۔ اور پھر اُسے واپس اُسی راستے پر لے جانے لگا جدھر سے وہ آیا تھا۔

"جناب راستے میں مجھے دو جگہ نامعلوم مسلح افراد نے چیک کیا۔ اور مجھ سے پوچھا کہ میں اِدھر کیوں جا رہا ہوں۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ مسٹر کرامپ اور ان کی فیملی اور دوست ساحل پر پکنک منانے گئے ہوئے ہیں میں انہیں لینے جا رہا ہوں" ——— ڈرائیور نے اسٹیشن ویگن آگے بڑھاتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کون لوگ تھے۔ کیا سرکاری آدمی تھے" ——— عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں جناب۔ تکاشی کے ساتھی تھے۔ ان میں سے ایک کو پہچانتا ہوں۔ بے حد خطرناک لوگ ہیں" ——— ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تکاشی ——— وہ کون ہے" ——— عمران تکاشی کے نام پر چونک پڑا۔

"جناب یہاں آرشیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے۔ تکاشی کلب۔ جوئے خانوں اور باروں کے پورے سلسلے کا واحد مالک ہے۔ آرشیا والے اُسے موت کا فرشتہ کہتے ہیں" ——— ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ تمہارے باس فرناڈو سے بھی زیادہ طاقتور ہے" ——— [عمر]ان نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اگر باس سے نہ کہیں تو حقیقت یہی ہے۔ باس فرناڈو کا نام [م]شہور ہے۔ لیکن تکاشی کی قوت اور طاقت باس سے کہیں زیادہ [ہ]ے اور دوسری بات یہ ہے کہ باس انتہائی با اصول آدمی ہیں جب [ک]ہ یہ تکاشی کسی قسم کے اخلاق اور اصول کو جانتا تک نہیں۔ انتہائی [ظ]الم اور سفاک آدمی ہے اور اس کے تمام اعلیٰ حکام سے دوستی [بھ]ی ہے" ——— ڈرائیور بھی شاید کچھ زیادہ ہی تکاشی سے الرجک نظر [آ رہا] تھا۔

"ہونہہ ——— ٹھیک ہے۔ کوئی ایسا راستہ ہے۔ جہاں سے ہم اس [تکا]شی گروپ سے ٹکرائے بغیر فرناڈو تک پہنچ جائیں" ——— عمران [نے] چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہے تو سہی جناب۔ لیکن لمبا چکر ہے۔ جب کہ باس آپ کے [بے] چینی سے منتظر ہیں" ——— ڈرائیور نے کہا۔

"اوہ۔ تم اس کی بے چینی کی فکر مت کرو۔ میں فی الحال اس [تکا]شی گروپ کے سامنے نہیں آنا چاہتا۔ جب تک فرناڈو سے [م]ل لوں" ——— عمران نے کہا۔

"بہتر جناب" ——— ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور [ا]س نے آگے جا کر گاڑی کو دائیں طرف موڑ دیا۔ کچھ دور جانے [کے] بعد اس نے بائیں طرف اُسے موڑا۔ اور تقریباً ایک گھنٹے تک [اسی] طرح ریت اور اونچے نیچے ٹیلوں کے اندر اسٹیشن ویگن دوڑاتا وہ

ایک پرانی اور خستہ سی سڑک پر پہنچ ہی گیا۔ لیکن اس سڑک کی حالت بھی بس یونہی سی تھی۔ لیکن بہرحال اونچے نیچے ٹیلوں کی نسبت تو قدرے بہتر ہی تھی۔ پھر آدھے گھنٹے بعد وہ ایک پختہ اور مین شاہراہ پر پہنچ گئے۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ سٹیشن ویگن بڑی سبک رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔

"جناب خاصا لمبا چکر کاٹنا پڑا ہے۔ لیکن وہ لوگ اب راستے میں نہیں آئیں گے"۔۔۔ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

"اب سٹیشن ویگن شہر کے مرکزی حصے میں داخل ہو چکی تھی۔ یہاں جدید ترین عمارات اور وسیع و عریض سڑکوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ سڑک پر بھی انتہائی قیمتی اور نئے ماڈل کی کاریں دوڑ رہی تھیں۔

"یہ بڑا ہی خوش حال جزیرہ لگتا ہے"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہاں قدرتی طور پر سچے موتیوں کی پیداوار کافی زیادہ ہے۔ اس لئے یہاں دولت کی کمی نہیں ہے۔ آرشیا پوری دنیا کو سچے موتی سپلائی کرتا ہے۔ اور آرشیا کے موتی اس قدر قیمتی ہوتے ہیں کہ دوسرے علاقوں سے ملنے والے موتیوں سے کم از کم دوگنی قیمت پاتے ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور سب ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

"جناب۔ مغربی ساحل جہاں موتی ملتے ہیں اس کا ٹھیکہ بھی تکاشی کے پاس ہے"۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن پہلے تو فرناڈو کے پاس تھا"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ دو سال پہلے تک تھا۔ لیکن پھر تکاشی سامنے آ گیا اور باس کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ ویسے باس نے اس سے مین ایجنسی لے رکھی ہے"۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ فرناڈو اس کا کافی پرانا واقف تھا۔ لیکن اب اس کی ملاقات پانچ سال بعد ہو رہی تھی۔ اس لئے عمران کو اس کے متعلق تازہ ترین تفصیلات کا علم نہ تھا۔ فرناڈو کسی زمانے میں سمگلنگ میں ملوث رہا تھا۔ اور خاصا مشہور آدمی تھا۔ لیکن پھر اس کی اکلوتی بیٹی اس سمگلنگ کی چپقلش میں ہلاک ہو گئی تو اس نے جرائم سے توبہ کر لی۔ اور باقاعدہ بزنس شروع کر دیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ آرشیا کا انتہائی دولت مند آدمی گنا جانے لگا۔ سچے موتیوں کے کاروبار کے علاوہ آرشیا میں اس کے دو فائیو سٹار ہوٹل اور کئی کلب بھی تھے۔ اس نے آبدوز میں نصب ایک مائیکرو وائرلیس فون کی بنا پر آرشیا کے سنٹرل ایکس چینج سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔ اور وہاں سے اُسے آسانی سے فرناڈو کا فون نمبر مل گیا۔ اس طرح اس نے مائیکرو وائرلیس فون پر ہی فرناڈو سے رابطہ قائم کیا۔ اور فرناڈو بھی اپنی رہائشگاہ پر مل گیا۔ اس کے بعد ظاہر ہے فرناڈو نے سٹیشن ویگن شمالی ساحل کی طرف بھیجنی ہی تھی۔ عمران نے کرامپ کا لفظ کوڈ کے طور پر اسے بتا دیا تھا۔ اور طے ہوا تھا کہ ڈرائیور پوچھے گا کہ آپ میں سے کرامپ کون ہے اور جب جواب میں کہا جائے کہ اگر پہچان ہو تو تمہارا نام کرامپ رکھ دینے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ ۔۔۔

یہی وجہ ہے کہ کوڈ دوہراتے ہی ڈرائیور انہیں لے کر چل پڑا تھا
یہ تکاشی گروپ اور اس کی جیکنگ والا مسئلہ واقعی الجھ گیا تھا۔ وہ
رخ پر سوچ رہا تھا کہ یہ تکاشی گروپ آخر اتنی جیکنگ کیوں کر رہا ہے
کیا اُسے عمران یا اس کے ساتھیوں کی تلاش تھی۔ یا وہ کسی اور چکر
تھے۔ اور یہ بات عمران کو سمجھ نہ آرہی تھی کہ اگر واقعی اس گروپ کو
کی تلاش تھی۔ تو کیوں۔ اور کس لئے۔ اور وہ صرف مغربی ساحل تک
ہی کیوں محدود رہے۔ بہرحال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سب سے
پہلے اسس بارے میں معلومات حاصل کرے گا۔ اس نے درا
آرشیا آنے کا پروگرام اس لئے بنالیا تھا کہ وہ اب گریٹ بال پر
سمندر کے راستے حملہ کرنے کی بجائے فضائی راستے سے کوکوزجزیرے
پر پہنچ کر وہاں سے وہ اس گریٹ بال کے اندر جانے کا کوئی راستہ
تلاش کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی آمد ذہین
ہو گئی ہے۔ اور جن لوگوں کے پاس ریڈ میسنر ائل تک موجود ہیں ان
کے پاس سنجانے اور کون کون سے ہتھیار ہوں گے۔ اس لئے اس
نے فوری طور پر اپنا پہلا پروگرام تبدیل کر دیا تھا۔

سٹیشن ویگن اب ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو چکی تھی۔
کالونی میں وسیع رقبوں پر پھیلی ہوئیں انتہائی عظیم الشان اور شاندار
کوٹھیاں موجود تھیں۔ جن کی وجہ سے صاف ظاہر تھا کہ یہ علاقہ امیر ترین
لوگوں کی رہائش گاہ ہے۔

سٹیشن ویگن سرخ پتھروں سے بنی ہوئی ایک وسیع اور شاندار
کوٹھی کے سیاہ رنگ کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر

رک گئی۔ اور ستون پر فرناڈو کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ اس لئے
عمران سمجھ گیا کہ یہی فرناڈو کی رہائش گاہ ہے۔ اس نے کوکوز جزیرے پر
جانے اور وہاں سے گریٹ بال میں داخل ہونے کا جو پلان اپنے ذہن
میں بنایا ہوا تھا۔ اس کے لئے اُسے واقعی فرناڈو کی مدد کی بے حد ضرورت
تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سیدھا فرناڈو کے پاس ہی آیا تھا۔

ڈرائیور کے مخصوص انداز میں ہارن دیتے ہی پھاٹک کی سائیڈ میں
موجود چھوٹا پھاٹک کھلا اور مشین گن سے مسلح ایک باوردی آدمی
باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو جرسی۔ باس کے مہمان آئے ہیں" ۔۔۔ ڈرائیور
نے سر کھڑکی سے باہر نکالتے ہوئے آنے والے سے کہا۔ اور وہ
سر ہلاتا ہوا واپس گیٹ کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ خود بخود
کھل گیا۔ اور ڈرائیور سٹیشن ویگن اندر بڑھا کر لے گیا۔ کوٹھی کا لان
بے حد وسیع و عریض تھا۔ اور پورچ چوڑے برآمدے کے درمیان
بنا ہوا تھا۔ وہاں دو کاریں پہلے ہی موجود تھیں۔ سٹیشن ویگن جیسے ہی
ان کاروں کے پیچھے پہنچ کر رکی۔ برآمدے میں موجود ایک نوجوان تیزی
سے آگے بڑھا اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ اور وہ خاصا
خوش شکل اور وجیہہ نوجوان تھا۔

"میرا نام رابرٹ ہے جناب۔ باس آپ کے شدت سے
منتظر ہیں۔ میں ان کا اسسٹنٹ ہوں" ۔۔۔ نوجوان نے سٹیشن
ویگن کے قریب پہنچتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اسس
دوران ویگن سے نیچے اتر چکا تھا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی ابھی اتر

رہے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی تمہارے باس کے انتظار کی شدت کو کچھ کم کرنے کے لئے پہنچ گئے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رابرٹ مسکرا دیا۔

"آئیے جناب"۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔ اور تیزی سے برآمدہ کراس کر کے درمیانی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں انتہائی قیمتی فرنیچر موجود تھا۔ ابھی وہ فرنیچر اور کمرے کو ہی دیکھ رہے تھے کہ ایک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک چوڑے جبڑوں اور قدرے باہر کو نکلے ہوئے دانتوں والا ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سلیٹی رنگ کا انتہائی قیمتی کپڑے کا تھری پیس سوٹ تھا۔ اور آنکھوں پر چوڑے فریم والی عینک لگی ہوئی تھی۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم لوگ"۔۔۔ اندر داخل ہونے والا ان سب کو دیکھتے ہی یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔ اس کی تیز نظریں سب کا جائزہ اس طرح لے رہی تھیں جیسے اسے کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔ لیکن چونکہ عمران کی شکل و صورت ہی یکسر بدلی ہوئی تھی اس لئے ظاہر ہے وہ عمران کو نہ پہچان سکا تھا۔

"جناب۔ ہمارا تعلق ایک سماجی تنظیم سے ہے۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ آرشیا میں کوئی یتیم خانہ موجود نہیں ہے۔ جب کہ یہاں ایک آدمی بھی موجود ہے۔ جو نہ صرف شکل سے بلکہ طبیعت سے بھی کسی یتیم خانے کا بنا بنایا مینجر لگتا ہے۔ اور اگر وہ جزیرہ آرشیا میں یتیم خانے

کے لئے چندہ مانگنے نکلے تو اتنا چندہ اکٹھا کر سکتا ہے کہ پورا جزیرہ آرشیا ہی جیل نما نے اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے یتیم خانے میں تبدیل ہو جائے گا۔ لیکن وہ مینجر ذرا شرمیلا واقع ہوا ہے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ چل کر اسے کچھ چندہ دے دیا جائے تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ اور وہ چندہ مانگنے سے بے جا شرم محسوس نہ کرے۔ چنانچہ یہ چھوٹا سا سکہ برائے یتیم خانہ اگر آپ قبول فرما لیں تو ثواب دارین ہمیں حاصل ہو گا۔ اور آپ کے مجوزہ یتیم خانے کے نام کم از کم اکاؤنٹ تو کھل جائے گا"۔۔۔ عمران کی زبان انتہائی تیز رفتاری سے چل پڑی۔ اور ظاہر ہے اس کی زبان جب پوری رفتار سے چل پڑے تو اس میں وقفہ ناممکن ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا سکہ نکال کر اس طرح آنے والے کی طرف بڑھا دیا جیسے اتنی مالیت کا سکہ دے کر وہ حاتم طائی سے بھی بڑا سخی بن رہا ہو۔

"ہوں۔ تمہاری باتیں تو عمران جیسی ہیں لیکن آواز، لہجہ اور شکل و صورت بالکل مختلف ہے۔ گو مجھے معلوم ہے کہ عمران میک اپ کا ماسٹر ہے۔ لیکن تمہاری جو حالت ہے وہ کم از کم میک اپ سے نہیں ہو سکتی"۔۔۔ آنے والے نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ وہ اب غور سے ہی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے گھور گھور کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"جب میک اپ کلاس ہی نکمی ہے تو بے چارہ ماسٹر کیا کر سکتا ہے۔ اس کی یہ حالت تو ہونی ہی ہے۔ اور خاص طور پر جب اس کلاس

کا مانیٹر فرناڈو جیسا یتیم خانے کا منیجر ہو"۔۔۔۔ عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔ اور اس کی بات سنتے ہی فرناڈو واقعی اس طرح اچھل پڑا جیسے اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اوہ اوہ۔ تم عمران ہو۔ کمال ہے۔ اگر تم واقعی عمران ہو تو کم از کم یہ اس صدی کا سب سے حیرت انگیز میک اپ ہے"۔۔۔ فرناڈو نے بے اختیار چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے دونوں بازو کھول کر عمران سے گلے ملنے کی کوشش کی۔

"ارے ارے۔ میری باقی ماندہ کھال بھی اتارنا چاہتے ہو۔ بھائی نشانی کے طور پر کچھ تو باقی رہنے دو پتہ نہیں نئی کھال کس قسم کی ہو۔ اس کھال میں تو خوب صورت لوگوں کے لئے بڑی کشش تھی"۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور فرناڈو یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا تمہاری یہ حالت واقعی اصلی ہے۔ اوہ تو کیا تمہیں کسی نے آگ کے الاؤ میں پھینک دیا تھا"۔۔۔ اس بار فرناڈو کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکا سا غصہ شامل تھا۔

"ہاں۔ اور میں اتنا بھی نیک نہیں ہوں کہ آگ مجھے جلانے سے انکار کر دیتی۔ بہرحال یہ میرے ساتھی ہیں۔ اور میں ان سے بے حد شرمندہ ہوں کہ میں تو سارے راستے تمہاری مہمان نوازی کے قصیدے انہیں سناتا رہا ہوں لیکن یہاں تم ایسے لگ رہے ہو۔ جیسے تم میزبان ہوں اور تم مہمان"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری سوری عمران۔ دراصل میں تمہاری وجہ سے الجھ گیا تھا۔ تشریف رکھیں آپ سب پلیز مجھے معاف کر دیجیئے گا۔ واقعی مجھ سے بداخلاقی کا مظاہرہ ہوا ہے۔ میرا نام فرناڈو ہے"۔۔۔۔ فرناڈو واقعی بوکھلا گیا تھا اس لئے معذرت کے الفاظ بھی اس کے منہ سے الٹ پلٹ کر ہی نکل رہے تھے۔

"چلو۔ مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ تمہارا خوب صورت انداز سخن بھی گیا۔ میں نے تو انہیں بتایا تھا کہ تم بڑے زوردار مقرر رہے ہو۔ اور آج بھی آرشیا کے لوگ اس سرمہ بیچنے والے کو یاد کرتے ہیں جو اپنی تقریر کے زور پر پسا ہوا کوئلہ سرمہ بنا کر فروخت کر دیتا تھا۔ اور اس لئے آرشیا میں اندھوں کی تعداد باقی جزیروں سے بڑھ گئی ہے"۔۔۔۔ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ اور اس بار فرناڈو کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھی بھی ہنس پڑے۔

"باس۔ کھانا لگ گیا ہے"۔۔۔۔ اُسی لمحے رابرٹ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے فرناڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ آؤ عمران۔ پلیز آپ صاحبان بھی اور مس آپ....."
فرناڈو واقعی مہمان نوازی کے اعلیٰ ترین اصولوں پر چل رہا تھا۔

"جولیانا فٹز واٹر"۔۔۔۔ جولیا نے مسکرا کر اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ تو مس جولیانا فٹز واٹر۔ تشریف لائیے۔ باقی باتیں وہاں کھانے کی میز پر ہوں گی"۔۔۔۔ فرناڈو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے وہاں کھانے کی بجائے باتیں پلیٹوں میں سجی ہوئی پڑی ہوں گی۔ واہ ٹاکنگ فیسٹ یعنی دعوتِ گفتگو۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی نئی دعوت ہے" ـــــ عمران کی زبان بھلا کہاں رکنے والی تھی۔ اور فرناڈو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ڈائننگ ہال میں موجود ایک شاندار میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ فرناڈو واقعی بے حد مہمان نواز تھا۔ کیونکہ میز مختلف کھانوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور نہ صرف بھری ہوئی تھی بلکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ان کھانوں کو دیکھ کر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ تمام کی تمام ڈشیں پاکیشیائی تھیں۔ ایسے جیسے وہ پاکیشیا کے کسی شاندار ہوٹل میں بیٹھے کھانا کھا رہے ہوں۔

"کیا مطلب ـــــ یہ پاکیشیائی ڈشیں" ـــــ جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

"اوہ۔ آپ شاید سوئس ہیں۔ ویری سوری۔ مجھے دراصل معلوم نہ تھا کہ عمران کے ساتھ آپ ہوں گی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں آپ کے لئے سوئس ڈشیں تیار کراتا۔ بہرحال میں ابھی آرڈر دے دیتا ہوں۔ آپ اگر کچھ دیر توقف کریں تو" ـــــ فرناڈو نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی شرمندگی موجود تھی۔

"ارے نہیں۔ میں تو کھاتی ہی پاکیشیائی ڈشیں ہوں۔ میں تو اس بات پر حیران ہو رہی تھی۔ کہ آخر آپ نے یہ ڈشیں کیسے تیار کرا لیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی پاکیشیائی باورچی ہے" ـــــ جولیا نے جلدی

سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کی کال ملتے ہی میں نے ایک آدمی کو فوری طور پر بلایا تھا۔ وہ میرے ایک ہوٹل میں باورچی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کئی سال پاکیشیا کے ایک ہوٹل میں کام کر چکا ہے" ـــــ فرناڈو نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

عمران اس دوران بڑے اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو پوری میز پر اکیلا بیٹھا سمجھ رہا ہو۔

"یہ کیا بداخلاقی ہے۔ دوسروں کے ساتھ ہی کھانا چاہیئے تمہیں" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری مس جولیا مونگ کی دال کھا کھا کر میں اتنا تنگ آ چکا ہوں کہ یہ مزیدار ڈشیں نظر آتے ہی مجھ سے رہا نہ جا سکا ہے۔ ویسے یہ بھی تو بداخلاقی ہے کہ بے چارے میزبان نے تمہیں کھلانے کے لئے اتنی مزیدار ڈشیں تیار کرائی ہیں اور تم نے اس کا شکریہ تک ادا نہیں کیا ورنہ وہ سوئس ڈشیں بنوا دیتا۔ جو کچھوؤں کی ہڈیاں۔ مینڈکوں کی ٹانگیں۔ مچھلی کی آنکھیں اور......" ـــــ عمران کی زبان اس کے تیز چلتے ہوئے ہاتھوں سے زیادہ تیز چل پڑی تھی۔

"بس بس۔ تم کھانا کھاؤ۔ خواہ مخواہ اچھے بھلے کھانے کو بدمزہ نہ کرو" ـــــ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور فرناڈو ان دونوں کی نوک جھونک پر ہنس دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ کھانے کی میز سے اٹھے تو واقعی ان سب

نے بڑے خلوص بھرے انداز میں فرناڈو کی اس شاندار دعوت کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ کھانے بے حد لذیذ تھے۔ اور انہوں نے واقعی سیر ہو کر کھایا تھا۔

"اب آپ لوگ قیلولہ کریں میں فرناڈو سے ذرا تخلیہ کر لوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"اوہ ہاں رابرٹ۔ مہمانوں کو گیسٹ رومز میں لے جاؤ۔ آؤ عمران ادھر میرے کمرے میں آجاؤ" ——— فرناڈو نے ایک طرف کھڑے رابرٹ سے مخاطب ہو کر عمران کے ساتھیوں کے بارے میں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر فرناڈو عمران کو ساتھ لئے مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک دفتر نما کمرے میں لے آیا۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اور یہاں ایک طرف وہ مخصوص آرام کرسی بھی موجود تھی جس پر اعصابی طور پر تھک جانے والا آدمی آرام کر سکتا تھا۔

"ارے واہ۔ یہ طوطا سٹائل کرسی بھی موجود ہے" ——— عمران نے اس کرسی کو دیکھتے ہی کہا۔ وہ ایسی کرسی کو ہمیشہ طوطا سٹائل کرسی ہی کہتا تھا۔ کیونکہ اس کے پایوں کے نیچے الٹی قوس کی صورت میں دو وارڈز لگے ہوتے تھے۔ اور اس پر بیٹھنے والا اطمینان سے آگے پیچھے جھولتا رہتا تھا۔

"طوطا سٹائل ——— کیا مطلب" ——— فرناڈو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے ملک میں طوطا جب توپ چلاتا ہے۔ بندوق چلاتا ہے۔ چونچ سے چرخا کاتتا ہے۔ بازی گری کرتا ہے تو اس کے آرام

کے لئے ایسا ہی جھولا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جس پر وہ بیٹھ کر جھولتا رہتا ہے۔ اور پھر اٹھ کر کوئی نہ کوئی شعبدہ دکھاتا ہے اور واپس اسی جھولے پر آ بیٹھتا ہے۔ چنانچہ اس کرسی کو دیکھتے ہی مجھے مداری طوطے کا وہ جھولا یاد آجاتا ہے۔ اس لئے میں اسے طوطا سٹائل کہتا ہوں" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے باقاعدہ طوطا سٹائل کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"طوطا توپ چلاتا ہے۔ بندوق چلاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے" فرناڈو کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ وہ بھی بڑی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"جب تم ایسا کر سکتے ہو تو طوطا کیوں نہیں کر سکتا۔ تم تو لوگوں کو مارنے کے لئے توپ بندوق چلاتے ہو جب کہ طوطا بیچارہ اپنے اور اپنے مالک کا پیٹ بھرنے کے لئے اسے چلاتا ہے۔ ویسے ایک بات ہے بچپن میں جب میں طوطے کو یہ کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے دیکھتا تو میری بڑی خواہش ہوتی تھی کہ میں بھی طوطا ہوتا اور مزے سے توپ اور بندوق چلاتا۔ لیکن اب بڑے ہو کر معلوم ہوا ہے کہ اس توپ چلانے میں طوطے بے چارے کو تو صرف ایک دانہ چنے کی دال کا ملتا تھا جب کہ تماشہ دیکھنے والوں کا سارا چندہ طوطے کا مالک کھا جاتا تھا۔ اور یہی مسئلہ ہر سطح پر ہے توپ بندوق چلانے والے کو تو صرف ایک دانہ چنے کی دال اور اسے تربیت دینے والا سارا مال ہضم کر جاتا ہے۔ اب تم خود سوچو کہ پوری دنیا میں ہر جگہ جو فسادات کرائے جا رہے ہیں۔ ملکوں میں

بغیر کسی وجہ کے جنگیں ہو رہی ہیں۔ یہ سب طوطے جو توپیں اور بندوقیں
چلا رہے ہیں انہیں کیا ملتا ہے اور انہیں تربیت دینے والے
کیا حاصل کر جاتے ہیں" ــــــ عمران کی زبان چل پڑی۔
"تمہیں تو سیاستدان ہونا چاہیئے تھا۔ بڑی مؤثر تقریر کر لیتے
ہو" ــــــ فرناڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آج کل تو سیاستدان بھی وہی کامیاب سمجھا جاتا ہے جس کے
پاس صرف توپیں بندوقیں چلانے والے طوطوں کی کثیر تعداد موجود
ہو۔ بلکہ ایسے طوطے بھی موجود ہوں جو اس چنے کی دال کے ایک
دانے کی خاطر دن رات اس کی قصیدہ خوانی کے لئے ٹیں ٹیں کرتے
رہیں۔ بہرحال چھوڑو ان باتوں کو۔ فی الحال تم یہ بتاؤ کہ یہ تکاشی کون
ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فرناڈو جو بڑی دلچسپی
سے عمران کی باتیں سن رہا تھا تکاشی کا نام سنتے ہی بُری طرح چونک
پڑا۔
"کیا ــــــ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تکاشی کا ہی نام لیا ہے تم نے
فرناڈو کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
"ہاں۔ اُسی تکاشی کا۔ جس نے تم سے سچے موتیوں کا ٹھیکہ چھین
لیا ہے اور تم اب اس کے کاروباری ایجنٹ کے طور پر کام کر
رہے ہو" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
"اوہ۔ تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہو گئیں۔ میرا خیال ہے
تمہاری جزیرہ آرشیا آمد تو خاصے طویل عرصے بعد ہوئی ہے۔ اور
تم ساحل سمندر سے سیدھے یہیں آ رہے ہو" ــــــ فرناڈو کے

لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت تھی۔
"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو فرناڈو۔ تمہارے ڈرائیور
نے بتایا ہے کہ تکاشی گروپ کے لوگ مغربی ساحل کے گرد پکٹنگ
کئے ہوئے تھے اور انہوں نے تمہارے ڈرائیور کو روک کر اس پر
جرح بھی کی کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ تمہارے ڈرائیور نے تو انہیں
مطمئن کر دیا۔ لیکن میں مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اگر میں جزیرے کے
شمالی ویران ساحل سے اچھی طرح واقف نہ ہوتا تو لازماً میں مغربی
ساحل کی طرف ہی جاتا۔ واپسی پر میرے کہنے پر تمہارا ڈرائیور ایک
طویل چکر کاٹ کر یہاں آیا ہے" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔
"لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا ہے کہ تکاشی گروپ کو تمہاری
تلاش تھی۔ وہ تو تم سے واقف بھی نہیں ہوں گے۔ اور نہ تمہاری
آمد کا انہیں علم ہو گا" ــــــ فرناڈو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"جس مقصد کے لئے میں کام کر رہا ہوں۔ اس میں سب کچھ ممکن
ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم میرے سوال کا جواب دو" ــــــ عمران
نے کہا۔
"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر مجھے کچھ احتیاطی تدابیر کرنی ہوں گی۔
تکاشی یہاں کا انتہائی کمینہ مجرم ہے۔ ہر قسم کے جرائم کی سرپرستی
کرتا ہے۔ اور اس کے پاس انتہائی طاقتور اور باوسائل گروپ
ہے۔ اور سنا ہے اس کے تعلقات بڑی بڑی بین الاقوامی مجرم
تنظیموں سے ہے" ــــــ فرناڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ یک لخت میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور فرناڈو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ فرناڈو کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"میں جیگر بول رہا ہوں، تکاشی گروپ کا انچارج اور چیف باس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔ ہلکی سی آواز چونکہ عمران کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی اس لئے وہ تکاشی کا لفظ سنتے ہی بڑی طرح چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھ کر فرناڈو کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"بات کراؤ" ـــــ فرناڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"ہیلو فرناڈو ـــــ میں تکاشی بول رہا ہوں" ـــــ چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے۔ کیسے فون کیا ہے" ـــــ فرناڈو کا لہجہ بھی سخت تھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری کوٹھی میں چند غیر ملکی مہمان آئے ہیں۔ جن میں ایک سوئس نژاد عورت اور باقی اس کے ایشیائی ساتھی ہیں۔ اور تم نے ان لوگوں کو شمالی ویران ساحل سے پک کیا ہے۔ کیا یہ اطلاع درست ہے۔ اور جواب دینے سے پہلے یہ سن لو کہ وہ ڈرائیور جو انہیں سٹیشن ویگن میں لے کر آیا ہے۔ یہ باتیں اس

سے معلوم ہوئی ہیں" ـــــ تکاشی کا لہجہ کاٹ کھانے والا سا تھا۔

"تمہاری اطلاع غلط ہے تکاشی۔ نہ میرے کوئی مہمان آئے ہیں اور نہ میں نے کسی ڈرائیور کو انہیں لینے بھیجا ہے" ـــــ فرناڈو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے جواب میں تکاشی کا زہریلا قہقہہ گونج اٹھا۔

"میں یہی الفاظ سننا چاہتا تھا۔ تاکہ کل تم گلہ نہ کر سکو۔ میں نے تمہاری اس خوب صورت کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی ہے۔ تم تکاشی کو جانتے ہی نہیں ہو فرناڈو۔ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے گرین ہوٹل کے اس باورچی کو بھی جس نے پاکیشیا میں کئی سال کام کیا ہے۔ اپنی کوٹھی پر بلوایا اور پھر اس سے خصوصی طور پر پاکیشیائی کھانے تیار کرائے۔ وہ باورچی اور تمہارا ڈرائیور دونوں میری کوٹھی میں ہیں اور تم جانتے ہو کہ جب تکاشی کچھ جاننا چاہے تو کوئی اس سے کچھ چھپا نہیں سکتا۔ مجھے افسوس ہے فرناڈو کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بول کر اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ تمہاری کوٹھی کے گرد خوفناک میزائل بردار میرے افراد موجود ہیں۔ جو میرے ایک اشارے پر تمہاری کوٹھی پر چاروں طرف سے میزائلوں کی بارش کر دیں گے۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری کوٹھی سے ایک خفیہ راستہ چار نمبر کوٹھی میں بھی جاتا ہے۔ اس لئے میں نے تمہاری چار نمبر کی کوٹھی کو بھی گھیر رکھا ہے۔ اور تمہاری اصل کوٹھی کے ساتھ ساتھ اس پر بھی میزائلوں کی بارش شروع ہو جائے گی" ـــــ تکاشی نے بڑے طنزیہ اور فاخرانہ

انداز میں کہا۔

"کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو تکاشی" ـــــ عمران نے یکلخت فرناڈو کے ہاتھ سے رسیور لے کر فرناڈو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کی ہلکی سی لرزش موجود تھی۔ فرناڈو نے عمران کا لہجہ سن کر اس طرح ہونٹ چبانے شروع کر دیئے جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہو۔

"اوہ۔ ابھی سے ڈرنے لگے۔ جب میزائلوں کی بارش ہو گی تب تمہارا کیا حال ہو گا" ـــــ تکاشی نے اور زیادہ زہریلے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تکاشی۔ میں تم سے لڑ نہیں سکتا۔ اور میرے مہمان واقعی آئے ہیں۔ لیکن تمہارا ان سے کیا تعلق ہے اور تم انہیں کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو" ـــــ عمران نے اس بار سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ فرناڈو نے ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا۔ لیکن عمران نے ہونٹ پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے فرناڈو۔ اگر مجھے تمہارا خیال نہ ہوتا تو میں تمہیں فون کر کے اپنا وقت کیوں ضائع کرتا۔ سنو۔ اگر تم اپنے آپ کو اور اپنی کوٹھیوں اور آدمیوں کو بچانا چاہتے ہو تو ان مہمانوں کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھا لو۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ان کا تعلق پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ ان میں ایک آدمی علی عمران کو دنیا کا سب سے خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے گو مجھے یہی کہا گیا تھا کہ میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر فائر کھول

دوں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میرا نام تکاشی ہے۔ اور تکاشی کے لئے کوئی آدمی خطرناک نہیں ہو سکتا۔ جزیرہ آرشیا میں موجود ہر شخص کی موت اور زندگی کا انحصار میرے ابرو کے اشارے پر ہے" ـــــ تکاشی نے بڑے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ سیکرٹ سروس کے لوگ۔ نہیں ایسا ناممکن ہے۔ یہ لوگ تو پاکیشیا کے عام سے مجرم ہیں۔ ایک گروپ ہے وہاں جسے سپر گروپ کہا جاتا ہے۔ یہ اس گروپ کے لوگ ہیں۔ میرے ان سے پرانے تعلقات ہیں۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ بھی نہیں جانتے فرناڈو۔ بہرحال اب بولو کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں کو میرے حوالے کرنے پر تیار ہو یا میں فائر کھولنے کا اشارہ کر دوں" ـــــ تکاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں تم سے کوئی جھگڑا مول نہیں لینا چاہتا۔ اور اگر واقعی یہ وہ لوگ ہیں جو تم بتا رہے ہو تو مجھے خود ان سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے میں انہیں تمہارے حوالے کرنے پر تیار ہوں۔ لیکن میری ایک شرط ہے کہ تم انہیں میری کوٹھی میں کچھ نہیں کہو گے۔ کیونکہ میرے ملازم جانتے ہیں کہ یہ بہرحال میرے مہمان ہیں اور اگر ان کے سامنے انہیں ہلاک کیا گیا تو میری عزت اور ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ تم جہاں کہو میں انہیں تمہارے پاس اس طرح پہنچانے کے لئے تیار ہوں کہ انہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔ اس کے بعد مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہو گی کہ تم ان کا کیا حشر کرتے ہو" ـــــ عمران

نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی۔ تکاشی یہ احسان بھی تم پر کر دے گا۔ لیکن ایک بات سن لو فرناڈو۔ کہ مجھ سے دھوکہ کرنے کے بارے میں اگر تم سوچ رہے ہو تو پھر زمین اور سمندر دونوں تمہاری لاش کو بھی جگہ نہ دیں گے"۔۔۔۔ تکاشی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ شک کر رہے ہو۔ مجھے کیا ضرورت ہے تم سے دھوکہ کرنے کی اور پھر مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ اور میں نے بہرحال آرشیا میں ہی رہنا ہے۔ اور تمہارا شک مٹانے کے لئے میں ساتھ آؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انہیں اُسی سپیشل ویگن میں لاد کر ٹاور روڈ پر واقع میرے کلب شاؤڈریگن میں لے آؤ۔ تم نے وہ کلب دیکھا ہوا ہے تم انہیں سیدھے کارڈ روم والے تہہ خانے میں لے آنا۔ پھر میں خود سنبھال لوں گا۔ اور سنو ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے کارڈ روم میں جانے سے پہلے وہاں موجود میرے آدمی ان کی باقاعدہ تلاشی بھی لیں گے"۔۔۔۔ تکاشی نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے شک لے لیں۔ میں انہیں کہہ دوں گا کہ کارڈ روم میں اسلحہ لے جانا منع ہے۔ لیکن ایک شرط ہے۔ تمہیں خود بھی وہاں موجود ہونا چاہئے۔ میں تمہارے کسی آدمی کے ہاتھ میں اپنے مہمانوں کی زندگی دینے سے خودکشی کر لینا زیادہ بہتر سمجھوں گا" اس بار عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"اوہ اچھا اچھا سمجھ گیا۔ وہی تمہاری جھوٹی عزت کا چکر ہو گا۔ ٹھیک ہے ایسے ہی سہی۔ میں خود وہاں موجود ہوں گا۔ یہ بھی اچھا ہے۔ کم از کم میرے سامنے جب ان پر گولیوں کی بارش ہو گی تو ان کی چیخیں مجھے سکون دیں گی۔ ارے ہاں فرناڈو ایک بات تو بتاؤ وہ سوئس نژاد لڑکی کیسی ہے۔ تمہارا ڈرائیور تو بتا رہا تھا بے حد خوب صورت اور جوان ہے"۔۔۔۔ تکاشی کی ہوس بھری آواز سنائی دی۔

"ڈرائیور نے درست بتایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ یہ میرے لئے تمہاری طرف سے تحفہ ہو گا۔ اُسے بعد میں بھی تو قتل کیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے کب پہنچ رہے ہو" تکاشی نے بڑے عیاشانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ اب کھانا کھا کر کمرے میں آرام کر رہے ہیں۔ بہرحال انہیں اٹھانے تیار کرنے اور وہاں تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ لیکن ایک بار پھر سن لو کہ کوئی دھوکہ کرنے کا سوچنا بھی نہ۔ میرے آدمی تمہاری دونوں کوٹھیوں کو اسی طرح گھیرے رکھیں گے۔ اور وہ سٹیشن ویگن بھی مسلسل ہماری نظروں میں رہے گی"۔۔۔۔ تکاشی نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی دھوکہ نہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"سنو یہ سب غلط ہے۔ ایسا ناممکن ہے۔ میں اس تکاشی سے کم نہیں ہوں۔ میں اس کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا" ——— عمران کے ریسیور رکھتے ہی فرناڈو غصے کی شدت سے چیخ پڑا۔

"مجھے معلوم ہے فرناڈو۔ لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ کہ میں تکاشی گروپ سے لڑائیاں لڑتا پھروں۔ اور تم جو کچھ چاہتے ہو یہ وہیں شاؤ کلب میں ہی ہو جائے گا۔ بے فکر رہو۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں اس تکاشی سے فوری طور پر بہت کچھ اگلوانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرے آئندہ پروگرام کا انحصار انہی معلومات پر ہو گا" ——— عمران نے انتہائی مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم زخمی ہو۔ اور یہ لوگ وہاں مسلح بھی ہوں گے اور ان کی تعداد بھی کافی ہو گی۔ ہم وہاں جا کر بری طرح پھنس جائیں گے" فرناڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا فرناڈو۔ سپر گروپ صرف نام کا ہی سپر نہیں ہے۔ اس میں شامل ہر شخص واقعی سپُر بلکہ سپرتم ہے۔ چلو اٹھو۔ اور میرے کسی ساتھی کو بلا لاؤ تاکہ اب میں یہ دیکھ سکوں کہ تم نے اچھی مہمان نوازی کی ہے یا اس تکاشی کی مہمان نوازی اچھی ثابت ہوتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جا کر دوبارہ اسی طوطا سٹائل کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا واقعی تم جاؤ گے" ——— فرناڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جاؤ۔ وقت ضائع مت کرو" ——— عمران کا لہجہ اس بار سخت تھا۔ اور فرناڈو بے چارگی کے انداز میں کندھے جھٹکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے کسی دشمن کے پاس جانے کی بجائے کسی بہترین دوست کے پاس جانے کا پروگرام بنا رہا ہو۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔ سامنے صوفے پر نیم دراز ایک لمبے قد اور گٹھے ہوئے جسم کا آدمی ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں دونوں سائیڈوں پر اس طرح سیدھی اکڑی ہوئی تھیں جیسے مونچھوں کے درمیان اس نے سلاخیں فٹ کر رکھی ہوں۔ چہرے پر خشونت کے آثار تھے۔ اور آنکھیں مسلسل شراب نوشی کی وجہ سے خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں اس کے جسم پر جینز کی جیکٹ اور پتلون تھی۔ گلے میں سونے کی زنجیر سے ایک لاکٹ لٹک رہا تھا۔ جس پر ایک خوف ناک قسم کے مگرمچھ کی تصویر تھی۔ یہ تکاشی تھا جسے ایشیا کا کنگ کہا جاتا تھا۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر انتہائی خوب صورت اور نوجوان لڑکیاں تقریباً نیم عریاں لباس پہنے کھڑی تھیں۔ ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی

تھیں۔ لیکن ان کے ہاتھوں میں شراب کی بوتلیں تھیں۔ وہ اس انداز میں کھڑی تھیں جیسے انتظار کر رہی ہوں کہ تکاشی جیسے ہی بوتل ختم کرے وہ ایک لمحہ وقفہ دیئے بغیر اس کے ہاتھ میں بوتل پکڑا دیں۔

"کیا بات ہے مورگن" ـــ تکاشی نے انتہائی سخت لہجے میں آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس فرناڈو اور اس کے مہمان پہنچ گئے ہیں" ـــ مورگن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ کتنے آدمی ہیں" ـــ تکاشی نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

"باس۔ فرناڈو کے ساتھ ایک سوئس نژاد عورت ایک جلا ہوا آدمی اور سات ایشیائی مرد ہیں" ـــ مورگن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"جلا ہوا آدمی ـــ کیا مطلب" ـــ تکاشی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ اس کا پورا جسم ایسے ہے جیسے مکمل طور پر جل گیا ہو۔ اس نے جسم پر کوئی کریم سی لگائی ہے۔ عجیب سا لگ رہا ہے وہ" مورگن نے جواب دیا۔

"انہیں اچھی طرح چیک کر لیا گیا ہے" ـــ تکاشی نے صوفے سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس ——— ڈیٹیکٹو ریز سے چیک کیا ہے۔ ان کے پاس اسلحہ وغیرہ نہیں ہے" ——— مورگن نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ کارڈ روم میں ہمارے کتنے مسلح افراد موجود ہیں" تکاشی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"چھ ہیں۔ باس" ——— مورگن نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"کافی ہیں۔ صرف تم میرے ساتھ آؤ گے" ——— تکاشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مورگن کے پیچھے آنے والی وہ دو خوب صورت لڑکیاں وہیں رک گئیں۔

ایک راہداری سے گزرنے کے بعد وہ ایک لفٹ نما کمرے میں پہنچ کر رک گئے۔ مورگن نے دروازہ بند کیا اور دیوار پر لگے ہوئے پینل کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا گیا۔ کچھ دیر بعد کمرے کی حرکت رک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ تکاشی مورگن سمیت کمرے سے نکل کر ایک اور راہداری میں پہنچا۔ جس کے اختتام پر ایک لوہے کا دروازہ تھا۔ مورگن نے آگے بڑھ کر جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ تکاشی بڑے غرور بھرے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا۔ تو وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ مورگن اس کے پیچھے اس ہال نما کمرے میں داخل ہوا۔ ہال نما کمرے کے آخری کونے میں دیوار کے ساتھ بنچ نما صوفوں کی قطار موجود تھی۔ جو ہال کی پوری

دیوار تک چلی گئی تھی۔ اس بنچ نما صوفے پر فرنانڈو اور اس کے مہمان بیٹھے ہوئے تھے۔ فرنانڈو کے ساتھ واقعی جو نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مورگن کے کہنے کے مطابق واقعی جلا ہوا آدمی لگتا تھا۔ اور اس کے چہرے۔ گردن اور ہاتھوں پر کوئی کریم سی لگی ہوئی تھی۔ ویسے اس کے جسم پر مکمل لباس تھا۔ اس کے ساتھ ایک سوئس نژاد لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جو خاصی صحت مند اور خوب صورت تھی۔ اور اس کے ساتھ سات ایشیائی مرد تھے جو لمبے تڑنگے اور صحت مند جسموں کے مالک تھے۔ جس دروازے سے تکاشی داخل ہوا تھا۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر مشین گنوں سے مسلح تین تین افراد کھڑے تھے۔ تکاشی کے اندر داخل ہوتے ہی فرنانڈو ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ فرنانڈو کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھے ہوئے ہو۔

"خوش آمدید مسٹر فرنانڈو" ——— تکاشی نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

"یہ میرے مہمان ہیں تکاشی۔ اور میں انہیں تم سے ملانے لے آیا ہوں۔ یہ میرے دوست ہیں علی عمران۔ اور باقی ان کے ساتھی ہیں" ——— فرنانڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس جلے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کا نام علی عمران بتایا۔

"اوہ۔ تو یہ صاحب ہیں علی عمران۔ یوں لگتا ہے جیسے کسی جلتے ہوئے تنور سے نکل کر آئے ہوں" ——— تکاشی نے زہر خند لہجے

میں کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ تکاشی ہیں۔ جنہیں ایشیا کا کنگ کہا جاتا ہے" ——— فرناڈو نے تکاشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مڑ کر اس جلے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا تو یہ ہیں مسٹر تکہ بوٹی۔ لیکن ان کے پاس تو نہ پاور ہے اور نہ واٹر۔ جب کہ میں نے تو سنا تھا کہ یہ واٹر پاور کے آدمی ہیں" جلے ہوئے آدمی عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واٹر پاور کے الفاظ سن کر تکاشی بری طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔

"ہوں۔ تو تم ہو واٹر پاور کے اصل شکار" ——— تکاشی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ واٹر پاور یعنی فائر بریگیڈ ہی آگ بجھاتا ہے۔ اور اس لئے تو میں جلا ہوا تمہیں نظر آرہا ہوں" ——— اس عمران نے کہا۔ اور تکاشی نے بے اختیار منہ بنا لیا۔ اُسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ واٹر پاور کے چیف باس نے جس علی عمران کے قصیدے پڑھے تھے اور جس کے متعلق اُسے لمبی چوڑی ہدایات دی تھیں۔ یہ واقعی وہی آدمی ہے۔ حالانکہ یہ آدمی تو کسی لحاظ سے بھی اتنا خطرناک نظر نہ آرہا تھا۔ بے ضرر سا۔ سیدھا سادھا آدمی نظر آرہا تھا

"مورگن" ——— تکاشی نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مورگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— مورگن نے فوراً ہی آگے بڑھتے ہوئے

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرسی لے آؤ" ——— تکاشی نے کہا۔ اور مورگن سر ہلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ تکاشی اب اس آدمی کو پوری طرح ٹٹولنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے شک پڑ رہا تھا۔ کہ فرناڈو نے اس کے ساتھ دھوکہ نہ کیا ہو۔ اس نے اصل عمران کو چھپا لیا ہو۔ اور اس کی جگہ کسی دوسرے آدمی کو نہ لے آیا ہو۔ تاکہ تکاشی مطمئن ہو جائے اور وہ عمران بعد میں اس کے خلاف حرکت میں آجائے۔ مورگن نے چند لمحوں میں ہال کے ایک کونے میں پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر اس کے پاس رکھ دی۔ اور تکاشی بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چونکہ یہ لوگ غیر مسلح تھے۔ اور ہال میں مورگن کے علاوہ چھ مسلح افراد موجود تھے۔ اس لئے تکاشی کو ان لوگوں سے ذرا برابر بھی کوئی خطرہ محسوس نہ ہو رہا تھا۔ فرناڈو بھی اب واپس بنچ نما صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"ہاں تو فرناڈو۔ یہ بتاؤ کہ اصل علی عمران کہاں ہے" ——— تکاشی نے فرناڈو کو غور سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"اصل عمران ——— کیا مطلب۔ کیا یہ تمہیں نقلی نظر آرہا ہے" فرناڈو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مورگن" ——— تکاشی نے یک لخت سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— مورگن نے ایک بار پھر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فرناڈو کو گولی مار دو۔ اس نے ہمارے سامنے اونچا بولنے کی

جرأت کی ہے" ۔۔۔ تکاشی نے چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ تکاشی ۔ پہلے میری بات سن لو" ۔۔۔ یک لخت اس علی عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور تکاشی نے چونک کر ہاتھ اٹھا دیا۔ اور پھر وہ خود بھی اپنی اس اضطراری حرکت پر حیران رہ گیا۔ ایسا اس نے لاشعوری طور پر کیا تھا۔ شاید یہ اس عمران کے لہجے کا اثر تھا۔ بہرحال اس کے ہاتھ اٹھا دینے کی وجہ سے مورگن نے مشین گن نیچے کر لی تھی۔

"میری بات غور سے سن لو۔ تکاشی۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں" ۔۔۔ اس عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر اس طرح تکاشی کی طرف بڑھ آیا جیسے وہ واقعی کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہو۔

"کیا کہنا چاہتے ہو" ۔۔۔ تکاشی نے کرسی سے اٹھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے پر قیامت سی ٹوٹ پڑی ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکلی۔ اور وہ اس طرح اچھل کر نیچے فرش پر جا گرا جیسے اس کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔ اور نیچے گرتے وقت اُسے ہال کمرے میں مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ کربناک انسانی چیخیں سنائی دیں۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہوا۔ اس کے ذہن میں غصے کا لاوا سا کھول رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس کا جسم سیدھا ہوا اس کے کھولتے ہوئے ذہن پر جیسے کسی نے برف کا بلاک سا رکھ دیا ہو۔ یہ برف موت کے خوف کی تھی۔

جس نے اچانک اُسے گھیر لیا تھا۔ کیونکہ اس عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن کی نال اس کے سینے پر جمی ہوئی تھی۔ اور اس کی تیز آنکھیں اس کے چہرے کو جیسے برمے کی طرح چھید رہی تھیں۔ یہ شاید اس عمران کی آنکھوں میں موجود سفاکی تھی جس نے اس کے ذہن میں موت کے خوف کا ہالہ سا پھیلا دیا تھا۔

"یہ ہے وہ خاص بات جو میں تم سے کرنا چاہتا تھا مسٹر تکہ بوٹی" ۔۔۔ دوسرے لمحے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ تکاشی اس کے پیچھے ہٹتے ہی تیزی سے اپنے عقب میں گھوما تاکہ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر سکے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مورگن سمیت اس کے تمام مسلح افراد فرش پر الٹے سیدھے انداز میں ساکت پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم نے سب کو مار دیا" ۔۔۔ تکاشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے صرف تمہیں تھپڑ مارا۔ اور تمہارے گرتے ہی مورگن کے ہاتھ سے مشین گن چھینی۔ اس کے بعد نجانے تمہاری یہ مشین گن کیوں خود بخود چل پڑی۔ اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے" عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور تکاشی کو پہلی بار احساس ہوا کہ واٹر یارڈ کے چیف باس نے اگر اس آدمی کو دنیا کا سب سے خطرناک آدمی کہا تھا تو غلط نہ کہا تھا۔ اس نے جس

انداز میں سچوئشن بدلی تھی ۔ اور اُسے بے بس کیا تھا ۔ اس کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا ۔

" میں اب بھی یہی کہہ رہا ہوں تکاشی کہ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں ۔ اگر ہم تمہارے دشمن ہوتے تو مشین گن میں موجود میگزین اب تک تمہارے جسم میں اتر چکا ہوتا ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم بھی ہمیں دوست سمجھو ۔ اور ہم تمہارے ساتھ صرف گفتگو کرنا چاہتے ہیں ۔ کسی ایسی جگہ جہاں کوئی مداخلت نہ کر سکے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی میرے دشمن نہیں ہو ۔ میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں " ۔ تکاشی کے ذہن میں فوراً ہی خیال آیا کہ موجودہ سچوئشن سے نکلنے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ان کو ڈاج دیا جائے ۔ اس کے بعد وہ جہاں چاہے گا اور جس طرح چاہے گا ان سے نمٹ لے گا ۔

" اور کے ۔ پھر یہاں سے چلو ۔ بہتر یہی ہے کہ تم فرناڈو کی رہائش گاہ پر چلو تاکہ وہاں اطمینان سے باتیں ہو سکیں " ـــــ عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔

" مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ جب دوست کہہ دیا تو پھر کوئی بھی جگہ ہو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا " ـــــ تکاشی نے فوراً ہی جواب دیا ۔ کیونکہ فرناڈو کو تو معلوم نہ تھا لیکن اُسے معلوم تھا کہ فرناڈو کا آدمی رابرٹ دراصل اس کا خاص آدمی تھا ۔ اور فرناڈو کی

رہائش گاہ پر پہنچنے والے اس گروپ کی اطلاع بھی اُسی نے تکاشی کو دی تھی ۔ اور ساری تفصیلات بھی بتائی تھیں ۔ اس لئے وہاں رابرٹ کی موجودگی کی وجہ سے اُسے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو سکتا تھا ۔ وہ رابرٹ کی مدد سے وہاں بھی ان لوگوں کا آسانی سے خاتمہ کر سکتا تھا ۔

" اور کے ۔ پھر چلو " ـــــ عمران نے کہا ۔ اور تکاشی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا ۔

" یہ عمران صاحب ۔ یہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " ـــــ فرناڈو نے کچھ کہنا چاہا لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر اُسے مزید بولنے سے روک دیا ۔

" فکر مت کرو فرناڈو ۔ ابھی تم مجھے اچھی طرح نہیں جانتے ۔ جب میں کسی کو دوست بنا لیتا ہوں تو پھر اس سے دوستی بھی نبھاتا ہوں " ـــــ تکاشی نے جو دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا مڑ کر کہا ۔ وہ فرناڈو کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ عمران کو یہ بتانا چاہتا تھا ۔ کہ تکاشی ان کے ساتھ دھوکا کرے گا ۔

" ٹھیک ہے ۔ اگر تم نے دوستی نبھائی تو ہم بھی دوستی نبھائیں گے " ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تکاشی نے بھی دل میں ہنستے ہوئے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا ۔ اُسے ہنسی اس احمق عمران پر آ رہی تھی ۔ جو اس حالت میں بھی دوستی کی بات کر رہا تھا ۔ جب کہ اس نے اس کے سات آدمی مار ڈالے ۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس عمران کے سینے میں خود مشین گن کا پورا میگزین اتار دے گا ۔

"عمران صاحب کو گئے ہوئے بہت دیر ہو گئی ہے لیکن ان کی طرف سے کوئی کاشن نہیں ملا"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے اپ چیف اسسٹنٹ باسط سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو عمران اور ا کے آدمیوں کے جانے کے بعد اس کے ساتھ آبدوز کے آ روم میں آکر بیٹھ گیا تھا۔

"وہ واقعی حیرت انگیز آدمی ہے کیپٹن۔ جس بُری طرح جل کے باوجود وہ نہ صرف زندہ رہا بلکہ اس نے کام بھی شروع کر میں اس کی قوت مدافعت پر حیران ہوں۔ ورنہ عام آدمی اول زندہ ہی نہ رہتا۔ اور اگر زندہ رہتا تو بھی کم از کم چھ ماہ سے ہسپتال سے ہی باہر نہ نکل سکتا"۔۔۔ باسط نے سر ہلا ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے باسط۔ وہ واقعی حیرت انگیز ان

ہے۔ جس انداز سے اس نے اس آبدوز پر مچھلی کا خول چڑھوایا تھا اور جس قسم کی مشینری اس نے آبدوز میں نصب کرائی ہے۔ میں تو اس کی صلاحیتوں کا اُسی روز سے دل سے قائل ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد بھی اس کی ذہانت اور بے پناہ قوت مدافعت کے کئی مظاہرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اور باسط اگر میں یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا تو شاید مر کر بھی اس پر یقین نہ کرتا۔ بہرحال اب مجھے فکر اس بات کی ہے کہ جزیرے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو گئے ہوئے اتنی دیر گزر چکی ہے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی کاشن نہیں ملا"۔۔۔ کیپٹن ناصر علی نے کہا۔

"وہ آخر جزیرے پر گئے کس مقصد کے لئے ہیں آپ کو تو کچھ بتا کر گئے ہوں گے"۔۔۔ باسط نے پوچھا۔

"صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ کچھ انتظامات کرنا چاہتا ہے۔ اس میزائل نما لانچ کے تباہ ہو جانے سے شاید اس کا سارا پروگرام خراب ہو گیا ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیا۔

"لیکن اس جزیرے پر سے تو اُسے ایسی لانچ نہیں مل سکتی۔ بحری قوت کے لحاظ سے تو یہ جزیرہ بالکل صفر ہے۔ یہاں تو صرف سیپے موتی اور مچھلیاں نکالنے کا دھندہ ہوتا ہے اور بس"۔۔۔ باسط نے کہا۔

"معلوم نہیں کہ وہ کس قسم کے انتظامات کرنے گیا ہے۔ میرا خیال ہے میں اُسے خود وائرلیس فون پر اس فرنانڈو کے نمبر پر کال کروں۔ یہ نمبر اس نے میرے سامنے آرشیا کی سنٹرل ایکس چینج

سے ٹریس کیا تھا اور میرے سامنے اس فرناڈو سے بات ہوئی
نمبر تب سے میرے ذہن میں ہے" ——— کیپٹن ناصر نے کہا۔
"اوہ پھر ضرور کال کریں تاکہ صورت حال کا تو علم ہو سکے" ———
باسط نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن ناصر علی نے
ہلاتے ہوئے جلدی سے ایک سائیڈ پر موجود وائرلیس فون پیس
اٹھایا اس کی تار کو بیٹری سے منسلک کیا۔ اور پھر تیزی سے اس
ایک سرے پر موجود نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ آبد
جزیرہ آرشیا کے ساحل سے کافی قریب سمندر کی گہرائی میں مو
تھی اور وائرلیس فون کی رینج خاصی وسیع تھی۔ اس لئے سنٹرل ایک
کے نمبر ڈائل ہونے کے بعد اگر دوسرے نمبر ڈائل کئے جائیں تو
آسانی سے ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ نمبر پریس ہوتے ہی دوسر
طرف سے گھنٹی بجنے کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور
لیا گیا۔

"یس ——— فرناڈو ہاؤس" ——— ایک سخت سی آواز رسیو
سے ابھری۔

"ہیلو ——— کیا مسٹر فرناڈو ——— کے مہمان علی عمران سے با
ہو سکتی ہے" ——— کیپٹن ناصر علی نے کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے
چونکے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"میں عمران صاحب کا دوست بول رہا ہوں آپ بات کرا دیں"
کیپٹن ناصر علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنئے۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں فرناڈو صاحب کا چیف اسسٹنٹ
فرناڈو صاحب کا حکم ہے کہ جب تک مکمل شناخت نہ ہو جائے کسی
سے نہ بات کرائی جائے۔ اور نہ کچھ بتایا جائے۔ اس لئے آپ پہلے
اپنی شناخت کرائیے۔ اس کے بعد میں آپ کے حکم کی تعمیل کر سکتا
ہوں" ——— دوسری طرف سے رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"مسٹر رابرٹ۔ میں کیپٹن ناصر بول رہا ہوں۔ بس اتنی شناخت
ہی کافی ہے۔ آپ جب میرا نام عمران صاحب کو بتائیں گے، تو وہ
خود بخود سمجھ جائیں گے" ——— کیپٹن ناصر علی نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کراتا ہوں۔ آپ ہولڈ آن کریں" ———
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور پر خاموشی طاری
ہو گئی۔ اور خاموشی کا یہ وقفہ کافی طویل ہو گیا تو کیپٹن ناصر علی اکتا
سا گیا۔

"یہ کہاں چلا گیا ہے" ——— کیپٹن ناصر علی نے اکتائے ہوئے
لہجے میں باسط سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معلوم نہیں شاید عمران اور اس کے ساتھی اس جگہ سے کہیں
دور موجود ہوں" ——— باسط نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
اسی لمحے رسیور پر رابرٹ کی آواز دوبارہ ابھری۔

"ہیلو ہیلو ——— کیا آپ لائن پر ہیں" ——— رابرٹ بول رہا تھا۔

"یس" ——— کیپٹن ناصر علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنیں۔ عمران صاحب انتہائی اہم کام میں مصروف ہیں۔ وہ آپ سے بات نہیں کر سکتے۔ یا تو آپ پیغام نوٹ کرا دیں یا پھر اگر آپ چاہیں تو باس فرناڈو سے آپ کی بات کرائی جا سکتی ہے" ——— رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلیئے۔ فرناڈو سے ہی بات کرا دیں" ——— کیپٹن ناصر علی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر فرناڈو کی آواز ابھری۔ کیپٹن نا[صر] چونکہ پہلے عمران اور فرناڈو کی گفتگو سن چکا تھا۔ اس لئے وہ فرناڈو کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔

"یس ——— فرناڈو سپیکنگ۔ کون بول رہا ہے" ——— فرناڈو کے لہجے میں سپاٹ پن نمایاں تھا۔

"فرناڈو صاحب۔ میں عمران کا ساتھی کیپٹن ناصر علی بول رہا ہوں" کیپٹن ناصر علی نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ عمران کے ساتھی تو اس کے ساتھ ہیں۔ آپ کون ہیں" ——— دوسری طرف سے فرناڈو نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس آبدوز کا کیپٹن ہوں۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھی جزیرے تک پہنچے ہیں۔ ہمیں عمران صاحب نے کہا تھا کہ وہ ہمیں جاتے ہی کاشن دیں گے۔ لیکن ان کا کاشن اب تک نہ ملا تو میں نے پریشان ہو کر خود کال کیا ہے" ——— کیپٹن ناصر علی نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ فرناڈو عمران کا دوست ہے۔ اس لئے اس سے کچھ چھپانا ضروری نہیں ہے۔ جبکہ رابرٹ کی بات اور تھی۔ اس لئے اس سے کیپٹن ناصر علی نے کوئی واضح بات نہ کی تھی۔

"اوہ۔ تو آپ آبدوز سے بول رہے ہیں۔ ویری گڈ۔ آپ نے اچھا کیا کہ خود کال کر لیا۔ عمران صاحب اپنے تمام ساتھیوں سمیت انتہائی اہم کام میں مصروف ہیں۔ یہ کام اس قدر اہم ہے کہ شاید دس بارہ گھنٹوں تک وہ اس سے فارغ نہ ہو سکیں۔ انہوں نے اس اہم کام پر جاتے ہوئے میرے آدمی رابرٹ کو ایک پیکٹ دیا تھا کہ یہ آبدوز میں پہنچا دیا جائے۔ میں اس وقت عمران صاحب کے ہی کام پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر جب میرے آدمی رابرٹ نے مجھے وہ پیکٹ دیا تو میں پریشان ہو گیا۔ کیونکہ عمران صاحب نے مجھے یہ تو نہ بتایا تھا کہ یہ پیکٹ کس طرح آبدوز میں پہنچانا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ آبدوز جزیرے کے ویران شمال ساحل سمندر کے کہیں قریب موجود ہے۔ لیکن کہاں اور اس تک کم از کم میں تو نہیں پہنچ سکتا۔ اور عمران صاحب سے ابھی رابطہ نہیں ہو سکتا۔ اور ان کا کہنا تھا کہ یہ پیکٹ فوری طور پر آبدوز میں پہنچانا ہے۔ ورنہ ان کا سارا منصوبہ ہی فیل ہو جائے گا۔ میں اس معاملے میں سخت پریشان تھا کہ آپ کی کال آ گئی" ——— فرناڈو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اس پیکٹ میں کیا ہے" ——— کیپٹن ناصر علی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" مجھے کیا معلوم ۔ جو کور سا پیکیٹ ہے ۔ اور سیلڈ ہے ۔ اب آپ
جیسے کہیں " ـــــ فرناڈو نے جواب دیا ۔
" او ۔ کے ۔ آپ ایسا کریں کہ وہ پیکیٹ شمالی ساحل کے اس ویران
حصے پر جس میں ساحل کے ساتھ ہی ریت کا ایک ایسا ٹیلا موجود ہے ۔
جس کی شکل اڑتے ہوئے عقاب جیسی ہے ۔ وہاں رکھ دیا جائے ۔ اور
آپ کا آدمی واپس چلا جائے ۔ پھر میں آبدوز سے ایک غوطہ خور بھیج
دوں گا ۔ وہ پیکیٹ لے آئے گا ۔ اور آپ عمران صاحب کو جب بھی
وہ فارغ ہوں بتا دیں کہ وہ ہمیں کال کر لیں " ـــــ کیپٹن ناصر علی ہر
لحاظ سے محتاط رہنا چاہتا تھا ۔
" ٹھیک ہے ۔ پیکیٹ لے کر میرا آدمی ایک گھنٹے کے اندر وہاں
پہنچ جائے گا ۔ آپ وہاں سے اسے پک کر لیں ۔ اور آپ کا پیغام
بھی مل جائے گا ۔ بے فکر رہیں " ـــــ فرناڈو نے اطمینان بھرے
لہجے میں کہا ۔
" او ۔ کے " ـــــ کیپٹن ناصر علی نے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی
اس نے رابطہ ختم کر دیا ۔
" کیا ہو گا اس پیکیٹ میں " ـــــ باسط نے پوچھا ۔
" معلوم نہیں ۔ ویسے میں نے سوچ لیا ہے کہ اسے آبدوز میں
لا کر سب سے پہلے اسے ڈی ریز سے چیک کر لوں گا ۔ اس طرح
اس کی اصل ماہیت پیکیٹ کھلنے سے پہلے ہی سامنے آ جائے
گی ۔ بہر حال کوئی خاص چیز ہی بھیجی ہو گی عمران صاحب نے " ـــــ
کیپٹن ناصر علی نے جواب دیا ۔ اور پھر اس نے ویو چیکنگ مشین

کو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا تاکہ اس کی مدد سے وہ ساحل پر موجود
اس ٹیلے کو فوکس میں لا سکے ۔ جس کی شکل اڑتے ہوئے عقاب جیسی
تھی ۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ سکرین پر اس ٹیلے اور اس کے
ارد گرد کے علاقے کو فوکس کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔ ساحل جہاں
تک سکرین پر نظر آ رہا تھا ۔ ویران پڑا ہوا تھا ۔
" میرا خیال ہے آپ کسی کو وہاں ساحل تک بھیج دیں تاکہ جیسے ہی
پیکیٹ لے آنے والا آدمی واپس جائے وہ پیکیٹ اٹھا لے ۔ ورنہ
ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے آدمی کے پہنچنے تک وہاں کوئی اور پہنچ
جائے ۔ اور پھر پیکیٹ ہاتھ سے نکل جائے " ـــــ باسط نے رائے
دیتے ہوئے کہا ۔
" ٹھیک ہے ۔ ابھی تو ایک گھنٹہ پڑا ہے ۔ دس منٹ پہلے آدمی
بھیج دوں گا " ـــــ کیپٹن ناصر علی نے کہا اور باسط نے سر ہلا دیا ۔
پھر جب پینتالیس منٹ گزر گئے تو کیپٹن ناصر علی نے اپنے کریو
میں سے ایک آدمی کو ہدایات دینی شروع کر دیں ۔ کہ وہ غوطہ خوری
کا لباس پہن کر جائے اور ساحل کے قریب چھپا رہے ۔ جب اسے
ٹرانسمیٹر پر حکم دیا جائے تو وہ ٹیلے کے پاس جا کر وہاں سے پیکیٹ
اٹھا کر واپس آ جائے ۔
ابھی ایک گھنٹہ گزرنے میں پانچ منٹ باقی تھے کہ وہ دونوں
سکرین پر اس ٹیلے کی طرف بڑھتی ہوئی ایک خاکی رنگ کی جیپ کو
دیکھ کر چونک پڑے ۔ جیپ ریت پر اچھلتی ہوئی آگے بڑھی آ رہی تھی ۔
اور تھوڑی دیر بعد جیپ اس ٹیلے کے پاس آ کر رکی اور اس میں سے

ایک لمبا تڑنگا آدمی باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چوکور ڈبہ تھا۔ جس پر سرخ رنگ کا کوئی کاغذ یا کپڑا چڑھا ہوا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ ڈبہ ٹیلے کے دامن میں ریت پر رکھ دیا اور خود واپس جیپ کی طرف چلا گیا۔ اس کے جیپ میں سوار ہوتے ہی جیپ حرکت میں آئی۔ اور تھوڑی سی بیک ہو کر مڑی۔ اور پھر تیزی سے واپس چلی گئی۔ کیپٹن ناصر اور باسط دونوں اُسے واپس جاتا دیکھتے رہے۔ جب وہ سکرین سے آؤٹ ہو گئی تو کیپٹن ناصر علی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو اسلم —— میں کیپٹن ناصر بول رہا ہوں۔ تم ساحل پر جا کر ٹیلے کے پاس پڑا ہوا سرخ رنگ کا پیکٹ اٹھا لو۔ اور اُسے واٹر پروف تھیلے میں ڈال کر واپس لے آؤ اوور" —— کیپٹن ناصر علی نے اس آدمی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ جو پہلے ہی ساحل کے پاس پانی کے اندر موجود تھا۔

"یس باس اوور" —— دوسری طرف سے جواب ملا۔ اور کیپٹن ناصر علی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر انہیں سکرین پر اسلم پانی پر ابھرتا نظر آیا۔ پھر وہ ساحل پر چڑھ گیا۔ اس نے سر پر چڑھا ہوا کنٹوپ اتار دیا تھا۔ اور پیروں سے مخصوص جوتے بھی علیحدہ کر دیئے تھے۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اس ٹیلے کی طرف گیا۔ اس نے لباس کے اندر سے ایک تھیلا نکالا اور باکس کو اٹھا کر اس تھیلے کے اندر ڈالا اور تھیلے کو دوبارہ لباس کے اندر رکھ کر اس نے مخصوص زپ بند کی اور واپس سمندر کی طرف آ گیا۔ اس نے دوبارہ مخصوص جوتے

پہنے۔ کنٹوپ کو سر پر درست کیا اور پانی کے اندر اتر کر غائب ہو گیا۔ کیپٹن ناصر علی نے ویو مشین آف کر دی۔

"تم جا کر اسلم سے یہ ڈبہ یہاں لے آؤ باسط" —— کیپٹن ناصر علی نے پاس بیٹھے ہوئے باسط سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور باسط سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اور آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی سرخ رنگ کا چوکور ڈبہ موجود تھا۔

"کیا چیز چڑھی ہوئی ہے اس پر" —— کیپٹن ناصر علی نے باسط کے ہاتھ سے ڈبہ لیتے ہوئے کہا۔

"کوئی عجیب سا کاغذ ہے" —— باسط نے ڈبہ کیپٹن ناصر علی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ فرنانڈو تو کہہ رہا تھا کہ یہ سیلڈ ہے۔ مگر سیل تو کہیں نظر نہیں آ رہی" —— کیپٹن ناصر علی نے ڈبے کو گھما کر چاروں طرف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے چیک کر لیں" —— باسط نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نجانے اس میں کیا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ چیکنگ ریز کی وجہ سے کوئی نقصان ہو جائے۔ میرا خیال ہے عمران صاحب کی کال آئے گی تو پتہ لگے گا کہ انہوں نے اسے کیوں بھجوایا ہے" —— کیپٹن ناصر نے ڈبے کو ایک خانے میں رکھتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نے اسے چیک کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے" ——

باسط نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی نقصان ہو" ۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ آپ فرناڈو کو بتا دیں کہ ڈبہ پہنچ گیا ہے وہ پریشان نہ ہو رہا ہو" ۔۔۔ باسط نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن ناصر علی نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ فون پیس کی طرف بڑھا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس ۔۔۔ فرناڈو ہاؤس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی فرناڈو کے اسسٹنٹ رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر رابرٹ۔ میں کیپٹن ناصر علی بول رہا ہوں۔ آپ مسٹر فرناڈو کو پیغام دے دیں کہ ان کا بھجوایا ہوا ڈبہ صحیح سلامت پہنچ گیا ہے" ۔۔۔ کیپٹن ناصر علی نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ پیغام پہنچ جائے گا" ۔۔۔ دوسری طرف سے رابرٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن ناصر علی نے فون پیس رکھ دیا اور پھر سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اب کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ تم یہیں آپریشن روم میں رہو۔ اگر عمران صاحب کی کال آجائے تو مجھے بلا لینا" ۔۔۔ کیپٹن ناصر علی نے کہا۔ اور باسط کے سر ہلانے پر وہ آپریشن روم کے بیرونی گیٹ کی طرف مڑا ہی تھا۔

"ارے یہ ڈبے میں سے آواز کیسی آ رہی ہے" ۔۔۔ باسط کی

یک لخت چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور کیپٹن ناصر تیزی سے مڑا۔ کیونکہ سیٹی کی ہلکی سی آواز اس نے بھی سن لی تھی۔ لیکن ابھی وہ پوری طرح مڑا بھی نہ تھا کہ یک لخت ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن ناصر علی کو ایسے محسوس ہوا جیسے سورج یک لخت اس کی کھوپڑی کے اندر اتر آیا ہو۔ اور یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے ہزارویں حصے تک ہی ہوا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

"ھاں تو مسٹر تکاشی۔ اب تم ہمیں یہ بتا دو کہ تمہیں ہمارے متعلق احکامات کس نے دیئے تھے۔ اور کیا دیئے تھے"۔۔۔ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہی تکاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ابھی فرناڈو کی رہائش گاہ پر واپس پہنچے تھے۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے یہ احکامات واٹر پاور نے دیئے تھے۔ پھر پوچھنے کی ضرورت"۔۔۔ تکاشی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور فرناڈو کا اسسٹنٹ رابرٹ اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے رابرٹ۔ کیوں اندر آئے ہو"۔۔۔ فرناڈو نے چونک کر رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب تکاشی کے نام ایک پیغام آیا ہے وہ دینے آیا ہوں" رابرٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تکاشی کے لئے پیغام اور یہاں"۔۔۔ فرناڈو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ عمران بھی چونک پڑا تھا۔

"کیا پیغام ہے"۔۔۔ تکاشی نے مسکراتے ہوئے مڑ کر رابرٹ سے پوچھا۔

"جناب کوئی مسٹر ادکلے صاحب بول رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو پیغام دے دوں کہ تمام کام حسب منشا ہو گیا ہے۔ اب فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پیغام مل گیا۔ اب اگر اس کا فون آئے تو اسے میری طرف سے کہہ دینا۔ کہ میرے واپس آنے تک وہ گولڈن بار والی پارٹی کو روکے رکھے۔ سن لیا تم نے"۔۔۔ تکاشی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اگر کال آئی تو پیغام دے دوں گا"۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یہ تمہارے ادکلے کو کیسے معلوم ہو گیا کہ تم یہاں آئے ہو"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ واقعی اسے اس کال پر حیرت ہو رہی تھی۔ تکاشی اس کارڈ روم سے نکل کر یہاں آنے تک مسلسل ان کے ساتھ رہا تھا۔ اور تکاشی نے صرف سر ہلا ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا تھا۔

"میرے آدمی ہر وقت باخبر رہتے ہیں۔ بہر حال چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ میرا اپنا دھندہ ہے"۔۔۔ تکاشی نے مسکراتے ہوئے

کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"فرناڈو۔ باتھ روم کدھر ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے مجھے بار بار باتھ روم کی حاجت ہوتی رہتی ہے۔ میں صرف چند منٹ لوں گا۔" تکاشی نے کھڑے ہو کر فرناڈو سے کہا۔

"ادھر دائیں کونے میں"۔۔۔۔ فرناڈو نے کہا۔ اور تکاشی سر ہلاتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"صورت حال کچھ عجیب سی محسوس ہو رہی ہے فرناڈو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے"۔۔۔۔ تکاشی کے باتھ روم میں داخل ہوتے ہی عمران نے فرناڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ فرناڈو اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ان کے سروں پر ایک دھماکہ سا ہوا اور سب کے ساتھ لاشعوری طور پر عمران کا چہرہ بھی اونچا ہوا۔ لیکن عمران کو صرف ایک لمحے کے لئے اس کمرے کی چھت نظر آئی۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر یک لخت تاریکی پھیل گئی۔ اور پھر جیسے گہری تاریکی میں جگنو چمکتا ہے اس طرح روشنی کا ایک نقطہ اس کے ذہن میں پیدا ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلتا گیا۔

"تم نے کمال کر دیا رابرٹ۔ یہ آبدوز کی تباہی تو ہمارا سب سے بڑا کمپلیمنٹ ہے۔ ویری گڈ"۔۔۔۔ عمران کے کانوں میں جیسے دور سے آتی ہوئی آواز پڑی۔ اور روشنی کا آہستہ آہستہ پھیلتا ہوا نقطہ یک لخت ایک جھماکے سے پورے ذہن میں پھیل گیا۔ اور عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے ذہن میں بولنے والے

کا یہ فقرہ جیسے چپک کر رہ گیا تھا۔

"اوہ۔ اسے بہت جلدی ہوش آگیا ہے باس"۔۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔ اور عمران نے اس طرف کو گردن موڑی۔ تو اس نے فرناڈو کے اسسٹنٹ رابرٹ اور تکاشی کو ایک طرف کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس نے تیزی سے نظریں ہر طرف گھمائیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ سختی سے بھنچ گئے۔ وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت کسی ہال کمرے میں کرسیوں پر بندھا ہوا تھا۔ عمران کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ لیکن پیر آزاد تھے۔ اسی طرح اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی باندھا گیا تھا۔

"تمہیں اتنی جلدی کیسے ہوش آگیا۔ حالانکہ تم سی۔ ایف۔ ایس سے بے ہوش کئے گئے تھے"۔۔۔۔ تکاشی نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"سی۔ ایف۔ ایس کیا ہوتا ہے۔ یہ شاید تمہارے یہاں کی ڈگری ہو گی۔ ہمارے ہاں تو الیف۔ ایس۔ سی کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ ہمارے ملک میں یہ ڈگری نہیں ہوتی صرف سند ہوتی ہے۔ ڈگری بی۔ ایس۔ سی کی ہوتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے سی۔ ایف۔ ایس کا نام سامنے آنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ انہیں کس طرح بے ہوش کیا گیا تھا۔ سی۔ ایف۔ ایس ریز صرف وقتی طور پر بے ہوش کرنے کے لئے ہوتی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ وقفہ چار گھنٹے ہوتا ہے۔ لیکن عمران چونکہ مخصوص مشقیں کرتا رہتا تھا۔ اس لئے اس کی ذہنی قوت زیادہ تیز تھی۔ یہی وجہ

تھی کہ اُسے اپنے ساتھیوں سے پہلے ہی ہوش آ گیا تھا۔

" رابرٹ ——— تم اس کا خیال رکھو۔ میں معلوم کروں کہ چیف باس کب پہنچے گا۔ اگر اُسے آنے میں دیر ہو گئی تو ان لوگوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگانے پڑیں گے۔ چیف باس نے خاص طور پر حکم دیا ہے کہ اس کے آنے تک انہیں ہوش نہیں آنا چاہیئے تھا۔ ویسے نجانے اس کو کیسے اتنی جلدی ہوش آ گیا ہے۔ ابھی تو صرف ایک گھنٹہ گزرا ہے " ——— تکاشی نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ بندھے ہوئے ہیں باس۔ اور میرے پاس مشین گن ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں " ——— رابرٹ نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور تکاشی سر ہلاتا ہوا اس ہال کمرے کے ایک اکلوتے دروازے سے باہر نکل گیا۔ رابرٹ پیچھے ہٹ کر دروازے کی سائیڈ میں اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔

" تم تو فرناڈو کے آدمی تھے۔ اور ہاں فرناڈو کہاں ہے۔ وہ تو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہا " ——— عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر پوچھا۔

" فرناڈو چھوٹی مچھلی ہے۔ میں تو تکاشی کا خاص اسسٹنٹ ہوں۔ فرناڈو کے پاس تو صرف ایک مخصوص مقصد کے لئے مجھے رکھا گیا ہے " ——— رابرٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" لیکن وہ چھوٹی مچھلی ہے کہاں " ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" ابھی اُسے تالاب میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن جلد ہی وہ موت کے

سمندر میں پہنچ جائے گا۔ ویسے اس کی تمام جائیداد اور کاروبار باس تکاشی نے مجھے بخش دیا ہے " ——— رابرٹ نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اس کا مطلب تھا کہ فرناڈو ابھی زندہ ہے۔

" تم کس آبدوز کی تباہی کی بات کر رہے تھے " ——— عمران نے اس بار سخت لہجے میں پوچھا۔

" اس آبدوز کی جس کے ذریعے تم یہاں پہنچے تھے۔ اب اس کے جلے ہوئے پرزے سمندر کی تہہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ خالصتاً میرا کارنامہ ہے۔ اس کارنامے کی وجہ سے تو باس تکاشی نے مجھے فرناڈو کا مکمل کاروبار بخش دیا ہے۔ اس کی تمام جائیداد سمیت " ——— رابرٹ نے سینہ پھلاتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا تم اپنے اس عظیم کارنامے کی تفصیل بتا سکتے ہو " ——— عمران کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو چکا تھا۔

" بس چانس کی بات ہے۔ اور ایسا چانس قدرت خوش نصیبوں کو ہی بخشتی ہے۔ تم سب فرناڈو کے ساتھ باس تکاشی کے پاس گئے ہوئے تھے۔ کہ ٹیلی فون پر تمہارے نام کی کال آئی۔ کوئی کیپٹن ناصر بول رہا تھا۔ کیپٹن کا لفظ سن کر میں چونک پڑا۔ میں نے اپنے طور پر اس سے پوچھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بڑا عقلمند بن رہا تھا لیکن رابرٹ کے مقابلے میں بھلا وہ کیسے ٹھہر سکتا تھا۔ چونکہ اس نے اپنے آپ کو تمہارا ساتھی بتایا تھا اور مجھے معلوم تھا کہ تم لوگ باس تکاشی کے دشمن ہو۔ پہلے بھی میں نے تمہاری آمد کے بارے میں ساری

تفصیلات باس تکاشی تک پہنچائی تھیں۔ اس لئے تمہارے ساتھی کی
کال سن کر میں پریشان ہو رہا تھا۔ پھر میں نے معمولی سا داؤ کھیلا۔
اور کیپٹن ناصر صاحب اس داؤ میں آ گئے۔ وہ تم سے بات کرنا
چاہتا تھا۔ میں نے اُسے بتایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت انتہائی اہم
کام میں مصروف ہو۔ البتہ فرناڈو سے بات ہو سکتی ہے۔ اس پر
وہ فوراً تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں نے باس فرناڈو کے لہجے اور آواز
میں اس سے باتیں شروع کر دیں۔ یہ میرے لئے انتہائی معمولی کام
تھا۔ بس پھر وہ باس فرناڈو کو تمہارا دوست سمجھ کر کھل گیا۔ اس
نے بتایا کہ وہ اس آبدوز سے بول رہا ہے۔ جس کے ذریعے تم یہاں
پہنچے ہو۔ میں نے فرناڈو کے لہجے میں آبدوز کا محل وقوع پوچھنے کی
کوشش کی۔ لیکن جب وہ کسی طرح بتلانے پر آمادہ نہ ہوا تو میں
نے ایک اور داؤ کھیلا۔ اور اُسے بتایا کہ تم ایک پیکٹ دے
کر کہیں گئے ہو کہ یہ پیکٹ فوراً آبدوز میں پہنچا دیا جائے ورنہ
نقصان ہو گا۔ بہرحال میں نے اُسے چکر دے دیا۔ اس نے کہا کہ
یہ پیکٹ ساحل کے ساتھ ٹیلے پر رکھ دیا جائے وہ وہاں سے اٹھا
لے گا۔ کال ختم کر کے میں نے باس تکاشی کے ایکشن گروپ کے
انچارج گورما سے بات کی۔ اور اُسے ساری تفصیل بتائی۔ گورما
کے پاس خوف ناک اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اور وہ
خود بھی جدید ترین اسلحے کا ماہر ہے۔ چنانچہ گورما نے اپنے ایک
آدمی کے ذریعے لیزر ایکس فائیو بم ایک ڈبے میں بند کر کے
وہاں پہنچا دیا۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ اس بات کو کیسے

کنفرم کیا جائے کہ یہ بم آبدوز میں پہنچ چکا ہے یا نہیں کہ تمہارے
اس احمق کیپٹن نے خود ہی فون کر کے اس کی وصولی کی رسید دے
دی۔ بس پھر کیا تھا۔ گورما نے اس کے چارجر کا بٹن دبا دیا۔ اور پھر
نتیجہ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ آبدوز کیا چیز تھی۔ آبدوز کی بجائے دنیا کا
بڑے سے بڑا بحری جنگی جہاز بھی تنکوں کی طرح بکھر جاتا۔ بعد میں
ہم نے چیک بھی کرا لیا۔ آبدوز اس طرح تباہ ہو گئی تھی جیسے اس
پر دس بارہ ایٹم بم مارے گئے ہوں۔ جب باس نے مجھے اندر بلا
کر تمہیں ریز کے ذریعے بے ہوش کرنے کا حکم کوڈ میں دیا تو میں
نے ریز فائر کر کے تمہیں بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد میں نے
باس کو آبدوز کے متعلق بتایا تو وہ بے حد خوش ہوا اس نے
اپنے چیف باس سے بات کی۔ چیف باس کا تو خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔
ہم تو تم لوگوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے چھلنی
کر دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن چیف باس نے کہا کہ تمہیں
اس کے آنے تک زندہ رکھا جائے۔ وہ خود اپنے سامنے تم
لوگوں کو ہلاک کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ تمہیں فرناڈو ہاؤس سے شفٹ
کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ باس تکاشی نے البتہ فرناڈو کو علیحدہ
ایک اڈے پر رکھا ہوا ہے"۔۔۔ رابرٹ نے مزے لے لے
کر اس طرح تفصیل بتائی جیسے وہ کسی دلچسپ جاسوسی فلم کا کوئی
سین سنا رہا ہو۔ اور آبدوز کی تباہی اور کیپٹن ناصر اور باقی عملے کی
ہلاکت کی تفصیل سن کر عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کے
ذہن میں سرخ بگولے سے ناچنے لگ گئے ہوں۔ اس کے جسم کا

پورا خون بجلی سے بھی زیادہ رفتار سے دوڑنے لگ گیا تھا۔

"ارے کیا ہوا تمہیں۔ فکر نہ کرو۔ ابھی چیف باس آجائے گا۔ پھر تم سب بھی اپنے اس ساتھی کیپٹن کے پاس پہنچ جاؤ گے"۔۔۔۔ رابرٹ نے شاید اس کے چہرے کے تیزی سے بدلتے ہوئے رنگ دیکھتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ چیف باس کون ہے۔ کیا داٹر پاور کا چیف باس آرہا ہے"۔ عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ یہاں کیسے آسکتا ہے۔ وہ تو گریٹ باس ہے۔ چیف باس تو باجان سے آرہا ہے"۔۔۔۔ رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں۔ لیکن تم نے بہت ظلم کیا ہے رابرٹ۔ یہ آبدوز ہی تو ہمارے لئے سب کچھ تھی۔ اس کے بغیر تو اب زندگی بھی بے کار ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب مجھے موت قبول ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ تمہارا چیف باس کیوں آرہا ہے۔ وہ مجھ سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں اس کے آنے سے پہلے ہی مر جاؤں گا۔ جب سے تم نے آبدوز کی تباہی کے متعلق بتایا ہے۔ میرا دل ڈوبتا جا رہا ہے۔ میں مر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں"۔ عمران کی آواز واقعی ڈوبتی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اور جسم اس طرح نیچے ہوتا جا رہا تھا جیسے ریت کی بوری خالی ہو رہی ہو۔

"ارے ارے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اوہ تم تو واقعی مر رہے

ہو۔ ہوش میں آؤ پلیز ورنہ باس تکاشی تو میری بوٹیاں اڑا دے گا"۔۔۔۔

عمران کی حالت دیکھ کر رابرٹ بُری طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں اس کی طرف دوڑ پڑا۔ لیکن جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا چھت کی طرح بلند ہوتا گیا۔ اس نے واپس نیچے گرتے ہوئے سنبھلنے کی معمولی سی کوشش کی۔ لیکن عمران جو اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کا بازو تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور ہال کمرہ رابرٹ کی خوف ناک چیخ اور اس کے سامنے موجود سنگی دیوار سے ٹکرانے کے زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔ عمران نے صرف اس کے گرتے ہوئے جسم کو مخصوص انداز میں تھپکی دی تھی۔ اور یہ اس تھپکی کا نتیجہ تھا کہ وہ کسی گیند کی طرح سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ نیچے فرش پر اس طرح گرا جیسے مردہ چھپکلی چھت سے نیچے آگرتی ہے۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم سکڑا۔ پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے پہلے ہی نکل کر دور جا گری تھی۔

عمران ہونٹ کاٹتا ہوا سیدھا مشین گن کی طرف لپکا اور پھر مشین گن اٹھاتے وہ واپس فرش پر ساکت پڑے ہوئے رابرٹ کے جسم کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے جھک کر منہ کے بل پڑے ہوئے رابرٹ کو ایک جھٹکے سے سیدھا کیا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے وہ سیدھا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے ہیٹ لاک نہ تھے۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔ اور باہر سر نکال کر دائیں بائیں دیکھا۔ باہر برآمدہ تھا جس کے سامنے پورچ اور پھر ایک وسیع لان تھا۔ جس کے بعد بیرونی دیوار اور بڑا سا

پھاٹک نظر آرہا تھا۔ پھاٹک کے پاس ایک چھوٹی سی کوٹھڑی بنی ہوئی تھی،
جس کے دروازے پر ایک مسلح آدمی کھڑا تھا۔ اس مسلح آدمی کے
ہاتھ میں کوئی رسالہ تھا۔ اور وہ اس رسالے میں غرق تھا۔ اس آدمی کے
علاوہ وہاں اور کوئی شخص نظر نہ آرہا تھا۔ اور نہ ہی کسی کی موجودگی کا احساس
ہو رہا تھا۔ عمران نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور پھر جلدی سے وہ
برآمدے کے ایک ستون کی اوٹ میں ہوگیا۔ ایک لمحے کے لئے
ستون کے پیچھے رک کر وہ تیزی سے سائیڈ کے ستون کے پیچھے جا کھڑا
ہوا۔ اس کی نظریں اُسی رسالے والے مسلح آدمی پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن
نجانے اس رسالے میں ایسی کیا بات تھی کہ وہ آدمی دنیا و مافیہا سے
بے خبر رسالے میں ہی ہمہ تن غرق نظر آرہا تھا۔ عمران اب اس کوٹھڑی
کی سائیڈ پر پہنچ چکا تھا۔ اب جب تک وہ آدمی کوٹھڑی کے دروازے
سے باہر نکل کر خاص طور پر ادھر نہ دیکھتا وہ عمران کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس
لئے عمران پنجوں کے بل تیزی سے کوٹھڑی کی سائیڈ کی طرف بڑھتا گیا۔
کوٹھڑی کی سائیڈ پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا۔ اور پھر مشین گن
سیدھی کئے وہ کسی عقاب کی طرح اس آدمی پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے
لمحے وہ آدمی رسالے سمیت چیختا ہوا اندر کوٹھڑی میں موجود میز پر
پشت کے بل جا گرا۔ اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین نیچے فرش
پر ایک دھماکے سے گری تھی۔ رسالہ بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک
طرف جا گرا تھا۔ عمران نے اچانک مشین گن کی نال سے اس کے
سینے پر دھکا دے کر اُسے پیچھے اچھال دیا تھا۔ میز پر گر کر وہ آدمی
پلٹا اور پھر فرش پر اوندھے منہ گرا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ بلند ہوا۔

مشین گن تیزی سے فضا میں گھومی اور پھر اس کا بھاری دستہ پوری
قوت سے اس آدمی کی کھوپڑی پر پڑا۔ چٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس
آدمی کی کھوپڑی کسی باسی تربوز کی طرح پھٹ گئی۔ عمران نے مشین گن کو
دوبارہ گھما کر دستے سے پکڑا اور پھر وہ اس آدمی کے ہاتھ سے گرنے
والی مشین گن کی طرف بڑھ گیا۔ رسالہ بھی مشین گن کے قریب ہی کھلا
پڑا تھا۔ مشین گن اٹھاتے ہوئے عمران کی نظریں اس پر پڑیں تو اس
کے لب نفرت انگیز انداز میں سکڑ گئے۔ رسالہ فحش تصویروں پر مشتمل تھا۔
عمران نے مشین گن اٹھا کر اُسے زور سے ٹھوکر ماری اور رسالہ پھڑپھڑاتا
ہوا فضا میں اچھل کر اس آدمی کی پھٹی ہوئی کھوپڑی پر جا پڑا۔ اور عمران
اُسی طرح ہونٹ سکوڑے اس کوٹھڑی کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔
لیکن ابھی وہ دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ اس کے عقب میں ہلکی سی
سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک کر مڑا۔ دوسرے لمحے
اس نے عقبی دیوار پر لگے ہوئے ایک پینل پر ایک بلب کو جلتے بجھتے
دیکھا۔ سیٹی کی آواز بھی اُسی پینل کے ایک جالی دار کونے سے نکل رہی
تھی۔ اور عمران فوراً سمجھ گیا کہ یہ کوٹھی کے مین گیٹ کے کھولنے اور بند
کرنے کا سسٹم ہے۔ اور یہ آدمی اسی مقصد کے لئے یہاں موجود
تھا۔ عمران تیزی سے پینل کی طرف بڑھا اور اس نے اس کے درمیان
موجود سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا۔ جلتا بجھتا بلب بھی بجھ گیا۔ اور
سیٹی کی آواز بھی نکلنی بند ہوگئی۔ عمران بٹن پریس کر کے تیزی سے اچھل
کر کھلے دروازے کے پٹ کی اوٹ میں ہوگیا۔ دوسرے لمحے نیلے
رنگ کی بڑی سی کار خود بخود کھلنے والے پھاٹک میں سے تیزی سے

برآمد ہوئی۔ اور سیدھی پورچ کی طرف بڑھتی گئی۔ عمران نے ایک مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور دوسری ہاتھ میں لے کر وہ کوٹھڑی کے دروازے پر آگیا۔ پھاٹک جس انداز میں کھلا تھا اب اُسی انداز میں خود بخود بند ہو رہا تھا۔ کار وسیع پورچ میں جا کر رک گئی تھی۔ کار میں دو افراد تھے جن میں سے ایک تکاشی تھا۔ اور دوسرا کوئی اور تھا۔ تکاشی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ عمران دروازے کی اوٹ میں رکا رہا تاکہ تکاشی کار کے بیک مرر سے اُسے چیک نہ کر لے۔ لیکن شاید تکاشی کو اس بات کا معمولی سا بھی گمان نہ تھا کہ یہاں صورت حال بدل چکی ہو گی۔ چنانچہ کار رکتے ہی وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ دوسری طرف سے ایک اور آدمی باہر نکلا۔ یہ خاصے لمبے قد اور چوڑے جسم کا آدمی تھا۔ اس نے بڑے بڑے خانوں والا سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں گئے۔ اور اس دروازے کی طرف بڑھے جس سے نکل کر عمران آیا تھا۔ اور عمران شاید اسی انتظار میں تھا کہ وہ دونوں اکٹھے بھی ہو جائیں اور کار کی سائیڈ پر بھی آجائیں۔ اس بڑے ہال نما کمرے کا دروازہ چونکہ اس جگہ سے کافی ہٹ کر تھا جہاں کار کھڑی تھی۔ اس لئے اب ان دونوں کے جسم براہِ راست عمران کی نظروں میں تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں بُری طرح چیختے ہوئے منہ کے بل آگے دروازے اور دیوار سے ٹکرائے اور پھر فرش پر گر کر بُری طرح تڑپنے لگے۔ عمران اطمینان سے کوٹھڑی سے باہر آیا

اور اطمینان سے ہی قدم بڑھاتا برآمدے کی طرف چل پڑا۔ وہ دونوں چند لمحوں تک فرش پر پانی سے نکلنے والی مچھلیوں کی طرح پھڑکتے رہے پھر ساکت ہو گئے۔ ان کی ٹانگوں سے خون نکل کر فرش پر بہہ رہا تھا۔ اور ان کی پتلونیں بھی خون سے لتھڑ گئی تھیں۔ کیونکہ پھڑکنے کی وجہ سے ان کی ٹانگیں اپنے ہی خون پر گھسٹتی رہی تھیں۔

برآمدے کے قریب پہنچ کر عمران نے پلٹ کر پھاٹک کی طرف دیکھا۔ اُسے صرف خطرہ اتنا تھا کہ گولیوں کی آواز سن کر کوئی ہمسایہ یا راہگیر مداخلت نہ کر لے۔ لیکن نہ ہی باہر سے کسی کی آواز سنائی تھی۔ اور نہ کوئی دوسرا ردعمل ظاہر ہوا تھا۔ پھاٹک پہلے ہی بند ہو چکا تھا۔ اس لئے عمران اطمینان سے آگے بڑھا۔ اس نے گولیاں ان دونوں کی ٹانگوں پر ماری تھیں اس لئے اُسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اتنی جلدی نہیں مر سکتے۔ اور واقعی وہ دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ لیکن ظاہر ہے ٹانگوں پر موجود زخموں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ عمران نے دونوں مشین گنیں کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ پھر اس نے جھک کر ان دونوں کا ایک ایک ہاتھ پکڑا اور انہیں گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا۔

"عمران صاحب" ـــــ اُسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں صفدر کرسی پر موجود تھا۔

"تمہیں ہوش آگیا ہے۔ ویری گڈ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ابھی چند لمحے پہلے آیا ہے۔ جب باہر سے گولیاں چلنے اور

چیخنے کی آوازیں سنائی دیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ تمہیں صرف گولیاں چلنے کی آوازیں اور چیخیں ہوش میں لاسکتی ہیں تو میں ہوائی فائرنگ ہی کر دیتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"میں نے کئی بار کہا ہے کہ تم سب بھی ناخنوں میں بلیڈ فٹ کرا لو لیکن تم میں سے کوئی تیار ہی نہیں ہوتا۔ ورنہ کم از کم اس طرح منہ لٹکائے کھڑے رہنے سے تو بچ جاتے" ـــــ عمران نے اس کی کلائی پر بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کھولتے ہوئے کہا۔

"دو چار بار کوشش تو کی ہے۔ لیکن مسلسل اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ آپ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ کہ آپ پر تو کسی تکلیف کا اثر ہی نہیں ہوتا مزے سے بلیڈ ناخنوں کے اندر گوشت میں لگائے نجانے کب سے پھر رہے ہیں" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو۔ بلیڈوں کی بجائے فوم لگوا لو۔ پھر تکلیف نہیں ہو گی" ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"اب لگوانے ہی پڑیں گے" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گانٹھ کھل گئی اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔

"عقلمندوں کا قول ہے کہ جب موت آتی دیکھی تو بخار قبول کر لینا چاہیئے۔ اور یہ تکلیف تو بہرحال اس وقت تک محسوس ہوتی ہے جب تک عادت نہ پڑ جائے۔ زیادہ سے زیادہ دو تین ماہ

کا مسئلہ ہے۔ اس کے بعد راوی چین ہی چین لکھ دے گا۔ اور نہ بھی لکھے گا تو زبردستی بھی تو لکھوایا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا تم باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ میں ذرا ان سورموں کی مرہم پٹی کر لوں" ـــــ عمران نے کہا اور دروازے کے پاس زخمی اور بے ہوش پڑے ہوئے تکاشی اور دوسرے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ ان کے زخموں سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔ اور ان دونوں کے چہرے ہلدی کی طرح زرد پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ان دونوں کی قمیضیں اتاریں۔ ان کو پھاڑ کر ان کی پٹیاں بنائیں اور پھر جہاں جہاں گولیوں کے زخم تھے وہاں اس نے پٹیاں باندھ دیں۔ اس طرح وقتی طور پر خون نکلنا بند ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے دونوں کو گھسیٹ کر ایک ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ جب کہ صفدر اس دوران اپنے دو ساتھیوں کو نہ صرف ہوش میں لا چکا تھا بلکہ اس نے ان کے ہاتھ بھی کھول دیئے تھے۔

"کیپٹن شکیل۔ تم مشین گن لے کر باہر جاؤ۔ تاکہ کوئی مداخلت نہ ہو" ـــــ عمران نے ہوش میں آجانے والے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ایک مشین گن اٹھائی اور دروازے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے اب تکاشی کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع کر دی۔ اور تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر تکاشی کے منہ سے کراہ نکلی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"پپ —— پپ —— پانی" —— تکاشی نے ہوش میں آتے ہی کراہتے ہوئے کہا۔

"خاور۔ ذرا دیکھنا کہیں پانی وغیرہ ہو تو لے آؤ۔ ورنہ یہ بغیر کچھ بولے ہی ختم ہو جائیں گے" —— عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور خاور سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف چل پڑا۔ عمران اب دوسرے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر جب خاور ہاتھ میں پانی کا جگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ تو دوسرا آدمی بھی ہوش میں آچکا تھا۔ ادھر صفدر بھی سارے ساتھیوں کو ہوش میں لا کر آزاد کرا چکا تھا۔ دوسرے آدمی نے بھی ہوش میں آتے ہی پانی طلب کیا اور پھر عمران کے اشارے پر خاور نے ان دونوں کے حلق میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔

"یہ وہ جگہ تو نہیں ہے عمران جہاں ہم بے ہوش ہوئے تھے" جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جگہ وہ نہیں ہے تو کیا ہوا۔ ہم تو وہی ہیں۔ اور بس اگر تم اسی طرح ہم کا لفظ استعمال کرتی رہیں تو ایک روز ہی ہم بے غم۔ اوہ سوری بیگم میں ہی تبدیل ہو جائے گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا نے تو مصنوعی غصے سے ہونٹ بھینچ لئے جب کہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ البتہ تنویر نے کھا جانے والی نظروں سے عمران کی طرف دیکھا ضرور لیکن زبان سے کوئی لفظ نہ نکالا۔ اور منہ دوسری طرف کر لیا۔

پانی —— تکاشی اور دوسرے آدمی کے لئے واقعی آب حیات ثابت ہوا تھا ان کے ہلدی سے بھی زیادہ زرد چہروں پر ہلکی سی سرخی دوڑ گئی تھی۔ اور آنکھوں میں بھی چمک ابھر آئی تھی۔ اب وہ پوری طرح ہوش میں آگئے تھے۔

"تت —— تت —— تم تو بندھے ہوئے تھے اور وہ رابرٹ ......" —— تکاشی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے انداز میں سامنے کھڑے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی بندھن ایسا ہے جس سے چھٹکارا مشکل ہو جاتا ہے۔ باقی یہ رسیوں والے بندھن میرے لئے کوئی پرابلم نہیں ہوتے" عمران نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"کک —— کک —— کون سا بندھن۔ یہ تو بڑی مضبوط رسی تھی" —— تکاشی نے حیران ہو کر جواب دیا۔ وہ شاید عمران کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

"اس سے زیادہ مضبوط کچا دھاگہ ہوتا ہے۔ اور جب کچے دھاگے سے آدمی بندھ جاتے تو بس پھر دھاگہ گردن تو کاٹ دیتا ہے لیکن ٹوٹتا نہیں۔ کیوں جولیا" —— عمران نے کہا۔

"تم یہ کچے پکے دھاگے چھوڑو اور انہیں گولی مار کر یہاں سے نکلو۔ آخر تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔ کبھی اس تکاشی کے پاس پہنچ جاتے ہو اور کبھی تکاشی کو یہاں لے آتے ہو" —— جولیا نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس تکاشی کے آدمی رابرٹ نے فرنانڈو بن کر کیپٹن ناصر علی

کو دھوکہ دیا۔ اور وہاں کوئی خوف ناک بم پہنچا کر اُسے فائر کر دیا۔ جس سے وہ آبدوز کیپٹن ناصر علی اور اس کے پورے عملے سمیت مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے" ــــ عمران نے یک لخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو جولیا کے ساتھ ساتھ سارے ممبر یہ خوف ناک خبر سن کر بُری طرح چونک پڑے۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو" ــــ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اس کارنامے کے انعام میں فرناڈو کی تمام جائیداد اور کاروبار اس تکاشی نے رابرٹ کو بخش دیا ہے۔ اور یہ ہے ان کا چیف باس جو جاپان سے آیا ہے اور یہ اپنے سامنے مجھے اور تمہیں قتل کرانے آیا ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر قدم بڑھاتا وہ تکاشی کی طرف بڑھ گیا۔

"فرناڈو کہاں ہے تکاشی" ــــ عمران نے اس کے سامنے جا کر رکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سرد مہری تھی۔

"مم ــــ مم ــــ مجھے نہیں معلوم" ــــ تکاشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تکاشی۔ اسے سب کچھ بتا دو۔ یہ عمران ہے۔ مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ یہ آدمی تمہارے بس کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں خود یہاں آیا تھا۔ اور وہی ہوا۔ تمہاری وجہ سے میں بھی پھنس گیا" ــــ اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے تیز لہجے میں تکاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جج ــــ جج ــــ چیف باس۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں" ــــ تکاشی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ اگر گریٹ باس تمہیں کال کرنے سے پہلے مجھے کال کر لیتا تو میں اُسے کبھی یہ مشورہ نہ دیتا کہ وہ عمران کے مقابلے پر تمہیں لے آئے۔ میں خود اپنا گروپ لے آتا۔ بہرحال اب تم اپنے آپ کو مزید ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور جو کچھ یہ پوچھتا ہے اسے بتا دو۔ اور مسٹر عمران میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ پہلے ہماری باقاعدہ مرہم پٹی کرا دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی" ــــ چیف باس نے تکاشی سے بات کرتے کرتے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گی۔ پہلے میرے سوال کا جواب دو تکاشی" عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فرناڈو اپنی ہی رہائش گاہ میں قید ہے۔ رابرٹ کے آدمی وہاں اس کی نگرانی کر رہے ہیں" ــــ تکاشی نے جواب دیا۔

"صفدر۔ تم اپنے چند ساتھیوں کو لے کر وہاں جاؤ۔ ان کی کار لے جاؤ۔ اور فرناڈو کو رہا کرا کر لے آؤ" ــــ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کیپٹن شکیل اور تنویر کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔

"خاور کو ساتھ لے جاؤ۔ تنویر کو یہیں چھوڑ دو" ــــ عمران نے کہا اور تنویر رک گیا۔ جب کہ خاور صفدر کے پیچھے دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔

"تم چیف باس۔ اب تم مجھے یہ بتا دو کہ گریٹ بال کے انچارج ڈوپے کو کال کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر فریکونسی کیا ہے"۔۔۔ عمران نے چیف باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی میرا اس سے کبھی واسطہ رہا ہے"۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"اچھا۔ پھر گریٹ باس کی فریکونسی بتا دو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"تم یقین کرو عمران۔ کہ گریٹ باس کو ہم کال نہیں کر سکتے وہ خود ہی ہمیں کال کرتا ہے"۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے اچھی طرح جاننے کے باوجود میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہو"۔۔۔ عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔ اس چیف باس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر، تم سچ اگلوانے کے ماہر ہو۔ اسے ذرا بتاؤ کہ سچ کیا ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے ایک سائیڈ پر کھڑے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس چیف باس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی تھی۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ تم سے کچھ نہیں چھپایا جا سکتا"۔۔۔ چیف باس نے تنویر کے چہرے پر موجود تاثرات اور اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک سے ہی دہشت زدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی جلدی مخصوص فریکونسی بتانی شروع کر دی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر تنویر کو روک دیا۔

"یہاں کوئی لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے"۔۔۔ عمران نے تکاشی سے پوچھا۔ اور اس نے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ایک کمرے کی نشاندہی کی جہاں یہ نصب تھا۔

"ان دونوں کا خیال رکھنا۔ میں ابھی کال کر کے چیک کر لیتا ہوں۔ کہ اس نے درست بتایا ہے یا نہیں"۔۔۔ عمران نے تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پھر اس کی واپسی تقریباً دس منٹ بعد ہوئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

"انہوں نے واقعی درست بتایا ہے۔ اس لئے انہیں مزید تکلیف سے بچا لینا چاہئے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور تنویر نے ہاتھ میں موجود مشین گن کا ٹریگر یک لخت دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں لاشوں میں تبدیل ہو گئے۔

"اوہ۔ یہ کیا کیا تم نے۔ زخمیوں کو اس طرح سرد مہری سے مارنا

کہاں کی انسانیت ہے"۔۔۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ان کے لئے ضروری تھا۔ ورنہ انہیں گولیاں لگے جتنی دیر ہو چکی ہے۔ اب ان کا علاج ناممکن ہو چکا ہے۔ تم نے ان کے چہروں پر آجانے والی نیلاہٹ نہیں دیکھی۔ ان کے خون میں بارود کا زہر پوری طرح شامل ہو چکا تھا۔ اب سوائے اس کے کہ یہ سسک سسک کر مرتے اور کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے میں نے انہیں تکلیف سے بچا لیا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور جولیا ہونٹ بھینچے خاموش ہو گئی۔

اُسی لمحے باہر سے ہارن کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صفدر ہارن بجا رہا ہو گا۔ کیونکہ جاتے وقت تو اس نے کوٹھڑی سے بٹن دبا کر گیٹ کھول لیا ہو گا۔ لیکن اب وہ باہر سے گیٹ نہ کھول سکتا تھا۔

عمران باہر آ کر کوٹھڑی میں گیا اور اس نے بٹن دبا دیا۔ گیٹ کھلتے ہی صفدر کار ڈرائیو کرتا ہوا اندر آ گیا۔ فرناڈو اس کی ساتھ والی سیٹ پر موجود تھا۔ عمران کے باقی ساتھی بھی باہر آ چکے تھے۔

"کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا"۔۔۔ عمران نے ان کے کار سے اترنے تک قریب پہنچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف دو افراد تھے۔ جلدی ہی ڈھیر ہو گئے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بھی مسکرا دیا۔

"مجھے تو ان لوگوں نے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر لٹایا ہوا تھا۔ مجھے تو صفدر صاحب نے ساری صورت حال بتائی ہے۔ کاش مجھے پہلے

معلوم ہو جاتا کہ یہ رابرٹ غدار ہے"۔۔۔ فرناڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی تو ان سے غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے بے ہوشی کی دوا انجکٹ کی ہے۔ انہیں تو کوئی زہر انجکٹ کرنا چاہیئے تھا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور عمران کے ساتھی تو ہنس پڑے جب کہ فرناڈو کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔

"اوہ۔ واقعی ان سے یہ بعید بھی نہ تھا۔ اور نجانے کیوں انہوں نے مجھے زندہ رکھا"۔۔۔ فرناڈو کو شاید عمران کی بات سن کر پہلی بار احساس ہوا تھا کہ واقعی ایسی صورت حال بھی پیش آ سکتی تھی۔ اس لئے وہ اپنا غصہ بھول کر خوف زدہ ہو گیا۔

"اس رابرٹ کو تنکاشی نے تمہارا کاروبار اور جائیداد تو بخش دی تھی۔ لیکن سارے جزیرے میں پھیلی ہوئیں تمہاری گرل فرینڈز بخشنا بھول گیا تھا۔ اس لئے رابرٹ نے تمہیں زندہ رکھا ہو گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فرناڈو نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"اب وہیں کھڑے ہو کر گرل فرینڈز کی ہی باتیں کرتے رہو گے یا کوئی کام بھی کرنا ہے"۔۔۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار موجود تھے۔ شاید اس کے لئے یہ بھی ناقابل برداشت تھا کہ عمران کا دوست بھی گرل فرینڈز رکھے۔

"فرناڈو۔ یہاں جزیرے پر کوئی ایسی مشین کہیں موجود ہے۔ جو

"سٹلائٹ ٹرانسمیٹر کالز کا محل وقوع چیک کر سکے" ____ عمران نے
یک لخت فرناڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مشین۔ سٹلائٹ ٹرانسمیٹر کالز کا حدود اربعہ مجھے تو معلوم نہیں ہے
البتہ میرا ایک دوست ہے۔ اُسے ایسی ہی مشینوں پر ریسرچ کرنے کا
جنون ہے۔ ہم سب اُسے مذاق میں پروفیسر ٹرانسمیٹر کہتے ہیں۔ کہو تو
اس سے بات کر لیتے ہیں" ____ فرناڈو نے سوچتے ہوئے کہا۔

" واہ۔ نام تو خوب صورت ہے۔ ٹھیک ہے۔ اگر وہ بولنے والا
ٹرانسمیٹر ہے تو پھر بات کر لینے میں کیا ہرج ہے" ____ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور فرناڈو ہنس پڑا۔

" لیکن اس کے پاس جانا پڑے گا۔ وہ سخت تنہائی پسند آدمی
ہے۔ اس لئے اس نے اپنی رہائش گاہ کا فون تک کٹوایا ہوا ہے۔
اکیلا رہتا ہے۔ ویسے کافی صاحب جائیداد آدمی ہے۔ یورپ کی بے شمار
مشہور کمپنیوں میں اس کے حصص موجود ہیں" ____ فرناڈو نے جواب
دیا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر ایسا کرو۔ ساتھیوں کے لئے کوئی محفوظ پناہ گاہ
تلاش کرو۔ اور میں اس پروفیسر ٹرانسمیٹر سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر
وہ کام دے گیا تو پھر گریٹ بال کے لئے بالکل ہی علیحدہ منصوبہ بندی
کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اب تو آبدوز بھی ختم ہو چکی ہے" ____ عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا۔ یہاں فون تو ہو گا۔ میں فون کر کے
کاریں منگوا لیتا ہوں" ____ فرناڈو نے کہا اور عمران نے سر ہلا

دیا۔ پھر عمران اُسے ساتھ لئے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں
فون موجود تھا۔

ٹرانسمیٹر کی مخصوص ٹوں ٹوں کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھے
ڈوچے نے چونک کر سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھایا۔ اور پھر
ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ____ واٹر پاور ہیڈ کوارٹر کالنگ اوور" ____ بٹن پریس
ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" یس ____ ڈوچے اٹنڈنگ فرام گریٹ بال اوور" ____
ڈوچے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

" چیف باس سے بات کراؤ اوور" ____ دوسری طرف سے
کہا گیا۔

" یس ____ بات کراؤ اوور" ____ ڈوچے نے چونک کر جواب

دیا۔ چیف باس کی اس وقت اچانک کال نے اُسے واقعی چونکا دیا تھا۔

"ہیلو ـــــ چیف باس سپیکنگ اوور" ـــــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ ڈوچے بول رہا ہوں اوور" ـــــ ڈوچے نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈوچے۔ میں نے تمہیں ایک خوشخبری سنانے کے لئے کال کیا ہے۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی آبدوز بھی تباہ ہو چکی ہے۔ واٹر پاور کے سر پر منڈلانے والا یہ بھیانک خطرہ اب ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا ہے۔ اب تم کھل کر گریٹ بال کا مشن مکمل کر سکتے ہو اوور" ـــــ چیف باس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو واقعی بہت بڑا خطرہ دور ہو گیا ہے اوور" ـــــ ڈوچے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے چیف باس کی اس اطلاع پر یقین نہیں آیا۔ اس لئے شاید اس نے اگر واقعی کے الفاظ جواب میں استعمال کئے تھے

"تمہارے لہجے اور فقرے سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تمہیں اس خبر پر یقین نہیں آیا اوور" ـــــ چیف باس کا لہجہ بے پناہ سخت تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے باس۔ دراصل وہ عمران اس قدر خطرناک

آدمی ہے کہ اس کی موت جب تک آنکھوں سے نہ دیکھ لی جائے یقین نہیں آتا۔ کہ یہ بھوت واقعی مر چکا ہے اوور" ـــــ ڈوچے نے فوراً ہی معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے اس لئے میں نے اس کی فوری موت تکاشی کے ہاتھوں روک دی تھی اور باچان کے چیف کو وہاں بھیجا تاکہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے انہیں ہلاک کر کے مجھے اطلاع دے اور ابھی میری اس سے بات ہوئی ہے اس نے خود اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں ماری ہیں اوور" ـــــ چیف باس نے اُسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ پھر تو واقعی یہ خطرہ ختم ہو گیا پھر گریٹ بال کو دوبارہ اگر جزیرے پر لے جایا جائے کیونکہ یہاں صاف پانی کی بے حد تنگی ہے۔ وافر مقدار میں صاف پانی میسر نہیں آ رہا جو فائرنگ سیکشن کے لئے بے حد ضروری ہے اوور" ـــــ ڈوچے نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل اب کسی قسم کے خطرے کا کوئی امکان نہیں رہا۔ تم اسے اطمینان سے واپس لے جاؤ۔ اور کھل کر کام کرو۔ لیکن جس قدر جلد ہو سکے اسے مکمل کرو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی اور گروپ مقابلے پر آ جائے۔ اس لئے کام جلد از جلد اور انتہائی تیز رفتاری سے مکمل ہونا چاہیئے اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"باس۔ اگر صاف پانی پوری مقدار میں میسر آ جائے تو دو ہفتوں میں ہم اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں اوور" ـــــ ڈوچے نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے اوور اینڈ آل" ـــــ چیف باس نے

کہا۔ او۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔ ڈوچے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف
کیا اور پھر میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے چند
بٹن پریس کر دیئے۔

"یس ___ کنگ سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے ایک
آواز سنائی دی۔

"کنگ۔ مین آپریشن روم میں آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا
ہوں" ___ ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔
اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں ابھر آئی تھیں۔
تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک سمارٹ جسم کا نوجوان
اندر داخل ہوا۔

"آؤ کنگ۔ بیٹھو" ___ ڈوچے نے اسے دیکھتے ہی میز کی
دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ___ کنگ نے حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں ابھی چیف باس نے اطلاع دی ہے کہ جزیرہ آرشیا
کے تکاشی نے باجان کے واٹر بارڈر چیف کے ساتھ مل کر پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے ایک خطرناک ترین گروپ جس کا لیڈر علی
عمران ہے کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن مجھے اس اطلاع پر یقین نہیں
آیا۔ مجھے معلوم ہے کہ تکاشی تمہارا گہرا دوست ہے۔ کیا تم آرشیا
جا کر اس کی تصدیق کر سکتے ہو" ___ ڈوچے نے آگے کی طرف

جھکتے ہوئے کہا۔

"اگر تکاشی نے ایسا کہا ہے تو پھر یقیناً درست کہا ہو گا۔ وہ جھوٹ
نہیں بولتا۔ ویسے میں وہاں جا کر اس کی آسانی سے تصدیق کر سکتا
ہوں۔ کیونکہ مجھ سے تکاشی کا کوئی راز پوشیدہ نہیں ہے" ___
کنگ نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں جب تک
اس عمران کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ مجھے یقین نہیں
آسکتا" ___ ڈوچے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم باس" ___ کنگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سپیشل آبدوز نکلواتا ہوں۔ تم اپنے سیکشن کو
اپنی عدم موجودگی میں کام کرنے کی مکمل ہدایات دے آؤ۔ تاکہ
تمہاری عدم موجودگی میں کام میں ہرج نہ ہو اور پھر سیدھے سپیشل
آبدوز سیکشن میں پہنچ جانا میں وہاں تمہارا انتظار کروں گا" ___
ڈوچے نے کہا اور کنگ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور واپس دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد گریٹ ہال سے نکلنے والی سپیشل
آبدوز انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتی ہوئی جزیرہ آرشیا کی طرف
چلی جا رہی تھی۔ ڈوچے اور کنگ دونوں ہی آبدوز کے ایک
خاص حصے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے جسموں پر جدید
فیشن کے اور قیمتی کپڑے کے سوٹ تھے۔ وہ ان سوٹوں کی وجہ
سے اعلیٰ طبقے کے بزنس مین لگتے تھے۔

"تکاشی کو تم کہاں ڈھونڈھو گے" ___ ڈوچے نے پوچھا۔

" اُسے ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ کسی بھی کلب یا جوئے خانے پہنچ کر میں اُسے پیغام دوں گا اور میرا نام سنتے ہی وہ جہاں بھی ہوگا سر کے بل دوڑتا ہوا آجائے گا" ___ کنگ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور ڈوچے نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

اُسی لمحے آبدوز کے عملے کا ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

" باس۔ ساحل آنے والا ہے۔ آپ آؤٹ روم میں آجائیں" آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ڈوچے اور کنگ دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ غوطہ خوری کا لباس پہنے آبدوز سے نکل کر ساحل کی طرف تیرتے ہوئے جا رہے تھے۔ ساحل پر پہنچ کر وہ دونوں پانی سے باہر آئے۔ آبدوز کے عملے کا ایک آدمی بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ان دونوں نے ساحل پر پہنچ کر غوطہ خوری کا لباس اتار کر اس تیسرے آدمی کے حوالے کیا اور خود تیزی سے ساحل پر کچھ دور بنے ہوئے ایک ہوٹل کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں سے انہیں آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔ اور واقعی ہوٹل کے گیٹ کے پاس پہنچتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"جیمز کلب لے چلو" ___ کنگ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے میٹر ڈاؤن کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیمز کلب کی شاندار عمارت

گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ کنگ نے ڈرائیور کو کرایہ دیا۔ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کلب کے ہال میں داخل ہو گئے۔ اعلیٰ سوسائٹی کے مرد اور عورتوں سے ہال بھرا ہوا تھا۔ اور مردوں کی سرگوشیوں اور عورتوں کے ہلکے ہلکے مترنم قہقہوں سے ہال کا ماحول بے حد رومانی سا ہو رہا تھا۔

ایک طرف بنے ہوئے طویل کاؤنٹر پر ایک نوجوان مرد اور دو خوب صورت لڑکیاں کام میں مصروف تھیں۔ نوجوان کاؤنٹر بوائے کنگ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"ہیلو جمی۔ تم یہاں ہو" ___ کنگ نے مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ۔ مسٹر کنگ۔ آپ بڑے عرصے بعد نظر آرہے ہیں۔ میں تو ایک سال سے یہاں ہوں" ___ جمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اچھا۔ ویری گڈ۔ تمہارا باس تکاشی کہاں ہے۔ میں نے اس سے فوری ملنا ہے" ___ کنگ نے کہا۔

" باس تکاشی۔ وہ تو زیرو ہاؤس گیا تھا۔ اس کے بعد تو اس کی خبر نہیں ہے۔ باجان سے ان کا کوئی دوست آیا تھا۔ چارٹرڈ طیارے پر۔ اس کے ساتھ گئے ہیں" ___ جمی نے جواب دیا۔

"زیرو ہاؤس۔ وہ آرکس کالونی کی سرخ رنگ کی کوٹھی۔ وہی ہے ناں زیرو ہاؤس" ___ کنگ نے کہا۔

" ہاں۔ وہی ہے۔ آپ شاید باس کے دوستوں میں واحد دوست

ہیں۔ جنہیں باس کے سارے اڈوں کا بخوبی علم ہے"۔۔۔ جمی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور کنگ بھی ہنس دیا۔

"وہاں فون تو ہو گا۔ فون پہ بات کر لو"۔۔۔ ڈوچے نے کنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے ابھی فون کیا ہے جناب۔ لیکن شاید باس نے فون کا ریسیور اٹھا کر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ کال ڈیڈ ملتی ہے۔ باس جب کسی اہم کام میں مصروف ہو تو اکثر ایسا ہی کرتا ہے"۔۔۔ جمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم وہیں چلے چلتے ہیں۔ کوئی گاڑی کھڑی ہے۔ اب کہاں ٹیکسی لیتے پھریں گے"۔۔۔ کنگ نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ آپ کے لئے گاڑیوں کی کیا کمی ہو سکتی ہے۔ یہ لیجیے چابی۔ نئی گاڑی ہے۔ گیراج نمبر ۲ میں کھڑی ہے"۔۔۔ جمی نے کاؤنٹر کے اندرونی خانے سے ایک چابی نکال کر کنگ کو دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو جمی"۔۔۔ کنگ نے مسکرا کر کہا۔ اور جمی کے ہاتھ سے چابی لے لی۔

"فرناڈو بھی تو آپ کا دوست تھا"۔۔۔ جمی نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

"تھا۔ کیا مطلب ہے۔ کیوں۔ کیا ہوا"۔۔۔ کنگ نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے باس تکاشی سے غداری کی۔ نتیجے میں "تھا" ہو گیا۔ اس کا سارا بزنس باس تکاشی نے اس کے اسسٹنٹ رابرٹ کے حوالے کر دیا ہے۔ رابرٹ بھی زیرو ہاؤس میں ہے"۔۔۔ جمی نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ"۔۔۔ کنگ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ اور واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈوچے اور کنگ نیلے رنگ کی جدید ماڈل کی خوب صورت کار میں بیٹھے کلب کے مین گیٹ سے باہر نکل رہے تھے۔

"یہ فرناڈو کون ہے کنگ"۔۔۔ ڈوچے نے پوچھا۔

"یہ تکاشی کے سچے موتیوں کا ٹھیکیدار ہے۔ ویسے پہلے یہ خود سچے موتیوں کے تمام کاروبار کا مالک تھا۔ اور باس تکاشی کے آرشیا میں وارد ہونے سے پہلے یہاں فرناڈو کا ہی سکہ چلتا تھا۔ تمام بڑے جرائم کے پیچھے اس کا نام ہوتا تھا۔ لیکن باس تکاشی نے یہاں آکر اسے بالکل کونے میں دھکیل دیا تھا۔ اب یہ صرف بزنس کرتا تھا۔ بس منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے کبھی کبھی جرم بھی کر لیتا تھا"۔۔۔ کنگ نے پوری تفصیل سے فرناڈو کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور ڈوچے نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک کالونی میں داخل ہوئی۔ اور پھر ایک کوٹھی کے سامنے جا کر رک گئی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ کنگ نے پوری آواز سے ہارن بجانا شروع کر دیا۔ لیکن جب کئی بار ہارن دینے کے باوجود اندر سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو کنگ کار کا

دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس نے ستون پر نصب کال بیل کے بٹن کو پریس کرنا شروع کر دیا۔ پھاٹک کے قریب ہی سے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ لیکن کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا۔

"مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے کوٹھی خالی ہو"۔۔۔ ڈوپچے نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ کوئی نہ کوئی ملازم تو ضرور ہونا چاہیئے"۔۔۔ کنگ نے کہا۔ اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن سوائے کبھی کبھار سڑک پر سے گزرنے والی کار کے علاوہ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے جھک کر پتلون کے پائینچے ذرا ذرا سے اوپر کو موڑے اور پھر وہ اس قدر تیزی سے پھاٹک کے اوپر چڑھ گیا کہ ڈوپچے بھی اس کی تیزی اور پھرتی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ چند لمحوں میں ہی کنگ دوسری طرف کود چکا تھا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد ہی پھاٹک خودبخود کھلتا گیا۔ لیکن پھاٹک سے نمودار ہونے والے کنگ کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"چوکیدار کی لاش پڑی ہوئی ہے کوٹھڑی میں۔ اس لئے وہ پھاٹک کھولنے کا سسٹم آن نہ کر رہا تھا"۔۔۔ کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے کار کھلے پھاٹک سے اندر بڑھا دی۔

"چوکیدار کی لاش۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ ڈوپچے نے بری طرح چونک کر پوچھا۔ لیکن کنگ نے صرف اثبات میں سر

ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ منہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے چہرے سے واقعی شدید ترین پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے پورچ میں جا کر کار روک دی۔ اور اس بار کنگ کے ساتھ ساتھ ڈوپچے بھی کار سے نیچے اتر آیا۔ سامنے برآمدے میں خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ اور ایک دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ جس کے اندر بھی خون کی لکیر جا رہی تھی۔ کوٹھی خالی ہی لگتی تھی۔ کنگ اور ڈوپچے دونوں ہی تیزی سے برآمدہ کراس کر کے اس دروازے کی طرف بڑھے اور پھر کنگ نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ہی ڈوپچے اندر داخل ہوا۔

"ارے اوہ"۔۔۔ کنگ کے حلق سے سہمی ہوئی آواز نکلی۔ اور ڈوپچے کے ہونٹ بھنچ گئے۔ سامنے دو کرسیوں پر دو لاشیں موجود تھیں جن کے جسم گولیوں سے چھلنی تھے اور دروازے کے قریب ہی فرش پر ایک لاش پڑی تھی۔

"یہ کون ہیں"۔۔۔ ڈوپچے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو تکاشی کی لاش ہے"۔۔۔ کنگ نے سامنے کرسی پر موجود ایک لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے تکاشی کی موت پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"تکاشی کی لاش۔۔۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کوئی لمبی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ باقی دو لاشیں کس کی ہیں"۔۔۔ ڈوپچے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"اس کو تو میں نہیں جانتا۔ ویسے چہرے مہرے سے تو یہ کوئی جاپانی لگ رہا ہے۔ اور یہ فرش پر پڑی ہوئی لاش رابرٹ کی ہے۔ کنگ

نے جواب دیا۔ اب اس کے لہجے سے ظاہر ہونے والا خوف غائب
ہو چکا تھا۔ وہ حیرت اور خوف کے پہلے جھٹکے کو برداشت کر گیا تھا۔
" اوہ باچانی۔ پھر یہ یقیناً واٹر پاور کا باچانی چیف ہوگا۔ اس کا مطلب
ہے کہ چیف باس کو جو رپورٹ ملی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اوہ
کہیں سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر مل جائے گا" ——— ڈوپچے نے
انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

" یہ تکاشی کا خاص اڈہ ہے۔ یہاں لازماً لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہوگا۔
آیئے تلاش کرتے ہیں" ——— کنگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک کمرے میں موجود جدید قسم کا
لانگ رینج ٹرانسمیٹر تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

" ارے اس پر تو چیف باس کی مخصوص فریکونسی پہلے سے
سیٹ ہے" ——— ڈوپچے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ہیلو ——— ڈوپچے کالنگ واٹر پاور ہیڈ کوارٹر اوور" ———
ڈوپچے نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

" یس ——— ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو اوور" ——— چند لمحوں بعد ہی
ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز برآمد ہوئی۔

" چیف باس سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی اوور" ———
ڈوپچے نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس ویٹ فار دن سیکنڈ اوور" ——— دوسری طرف سے
کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی چیف باس کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو ——— چیف باس اٹنڈنگ اوور" ——— چیف باس کے
لہجے میں ہلکی سی حیرت موجود تھی۔

" چیف باس۔ میں ڈوپچے بول رہا ہوں جزیرہ آرشیا سے۔ یہاں
تکاشی۔ باچانی چیف اور تکاشی کے اسسٹنٹ رابرٹ کی لاشیں
پڑی ہوئی ہیں۔ اور باس میں جس ٹرانسمیٹر سے بات کر رہا ہوں یہ
ٹرانسمیٹر تکاشی کے ایک مخصوص اڈے میں موجود ہے اور باس اس
پر آپ کی مخصوص فریکونسی پہلے سے ایڈجسٹ تھی اوور" ——— ڈوپچے
نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ تم جزیرہ آرشیا کیسے پہنچ گئے اوور" ———
چیف باس کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ حلق کے بل چیخ کر بول رہا ہے۔

" باس۔ گریٹ بال میں میرا اسسٹنٹ کنگ تکاشی کا بڑا
گہرا دوست ہے۔ میں نے سوچا کہ گریٹ بال کو ڈاکر جزیرے
واپس لے جانے سے پہلے اس تکاشی سے مل کر عمران اور اس
کے ساتھیوں کے قتل کی پوری تفصیلات معلوم کر لوں۔ کیونکہ ظاہر
ہے آپ نے بھی صرف ٹرانسمیٹر پر رپورٹ ہی سنی ہوگی۔ آپ کے
پاس تصدیق کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا۔ چنانچہ میں کنگ کے ہمراہ سپیشل
آبدوز میں جزیرہ آرشیا کے مغربی ساحل پر پہنچا۔ آبدوز ابھی تک
وہیں موجود ہے۔ یہاں ہم نے تکاشی کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے
مخصوص اڈے زیرو ہاؤس میں جو کہ آرکس کالونی میں ہے گیا ہوا ہے
اور فون بھی اٹنڈ نہیں کر رہا۔ اس پر میں اور کنگ وہاں سے کار لے
کر یہاں زیرو ہاؤس پہنچے تو یہاں برآمدے کے سامنے بڑے ہال

یہ لاشیں موجود ہیں۔ کنگ انہیں پہچانتا ہے۔ ان میں سے دو کو بخوبی پہچانتا ہے۔ ایک تکاشی کی لاش ہے اور دوسری ایک باجانی قومیت کے آدمی کی۔ تیسرا رابرٹ ہے تکاشی کا خاص اسسٹنٹ اوور۔۔۔۔ ڈوپے نے اپنی یہاں موجودگی کا جواز پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"جس باجانی چیف کی لاش کی تم بات کر رہے ہو۔ اس کا حلیہ اور قد و قامت بتاؤ اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے پوچھا اور ڈوپے نے تفصیل سے اس کا حلیہ اور قد و قامت بتا دیا۔

"اس کی لاش دیکھ کر تمہیں اندازہ تو ہو گیا ہو گا کہ اسے مرے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے پوچھا۔

"یس باس۔ میرے خیال میں کم از کم دو گھنٹے پہلے اس کی موت واقع ہوئی ہے اوور"۔۔۔۔ ڈوپے نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی دھوکہ ہوا ہے۔ کیونکہ نصف گھنٹہ پہلے باجانی چیف نے مجھے کال کیا۔ وہ مجھ سے گریٹ بال اور تمہارے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ تمہارا اور اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لئے میں نے اسے ڈانٹ دیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ تم تو کبھی باجان نہیں گئے۔ اس لئے وہ تمہیں کیسے جانتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے سوال کیا تو اس نے بتایا کہ تم اور وہ اکٹھے پڑھتے رہے ہو اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔ اب اس کے لہجے سے پریشانی نمایاں تھی۔

"اوہ باس۔ یہ سب غلط ہے۔ عمران مجھے جانتا ہے۔ اس باجانی

چیف کی تو شکل بھی میں نے پہلی بار دیکھی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب کیا دھرا عمران کا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے آپ کی فریکونسی معلوم کی اور پھر انہیں مار کر وہ اس کے لہجے میں آپ سے باتیں کرتا رہا ہے یقیناً یہ وہی ہو گا اوور"۔۔۔۔ ڈوپے نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ صورت حال بے حد خراب ہے۔ دراصل میں نے کبھی آپس میں بات کرتے ہوئے سپیشل کوڈ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کی فریکونسی صرف چیفس کو یا انتہائی خاص آدمیوں کو معلوم ہے۔ لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ مجھے فرداً فرداً سب کا مخصوص کوڈ بنانا پڑے گا۔ ٹھیک ہے۔ پہلے تم اپنا مخصوص کوڈ سن لو۔ تمہارا کوڈ ڈائٹ ایگل ہو گا۔ اور سنو۔ پہلے رپورٹ یہی ملی تھی کہ اس کی آبدوز تباہ کر دی گئی ہے۔ لیکن اب مجھے اس رپورٹ پر بھی یقین نہیں آ رہا۔ اس لئے تم فوراً اپنی سپیشل آبدوز میں واپس جاؤ اور پھر چیک کرو کہ کیا واقعی اس کی آبدوز تباہ ہو چکی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو پھر تمہارا سب سے پہلا کام اس آبدوز کو تباہ کرنا ہے۔ تاکہ گریٹ بال پر ہونے والے سائنسی حملے کو روکا جا سکے اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر باس۔ اس کی آبدوز تباہ ہو چکی ہو تو پھر کیا کرنا ہے اوور" ڈوپے نے پوچھا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر تم گریٹ بال کو فوراً واپس ڈاکر جزیرے لے جاؤ۔ ڈاکر آرشیا سے طویل فاصلے پر ہے اور عمران کو اتنی جلدی

کوئی آبدوز میسر نہیں آسکتی جس سے وہ ڈاکرہ پہنچ کر گریٹ بال پر حملہ کرنے کے قابل ہو سکے اور وہ جب تک اس قابل ہوگا ہم اپنا مشن مکمل کر چکے ہوں گے۔ اس کے بعد مسلمانوں والا اسارا بکھیڑا ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اوور" ـــــ چیف باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں کنگ کو یہاں آرشیا پر چھوڑ دوں۔ یہ تکاشی گروپ کو اپنی ماتحتی میں لے کر یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح الجھالے گا۔ اس طرح ہم اور زیادہ مطمئن ہو کر کام کر سکیں گے اوور" ـــــ ڈوچے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے تکاشی کی جگہ اس کے گروپ کا انچارج بنا رہا ہوں۔ میں تکاشی کے ایکشن گروپ کے انچارج گورما کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں۔ تکاشی صرف چیف تھا۔ اصل کام گورما کا ہی ہے۔ کنگ اس گورما کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرے گا۔ ویسے تم عمران کو جانتے ہو۔ اس لئے اس کا قد و قامت وغیرہ کنگ کو بتا دینا۔ یہ گورما سے جا کر مل لے گا۔ گورما کا ہیڈ کوارٹر بلسن روڈ پر واقع کوٹھی ڈان ولا میں ہے۔ میں گورما کو مخصوص کوڈ بتا دوں گا۔ کنگ کو بتا دو کہ اس کا کوڈ 'وائٹ وولف' ہو گا۔ یہ وائٹ وولف گورما کو بتائے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ یہ کنگ ہے اوور" ـــــ چیف باس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں آبدوز کو چیک کر کے آپ کو گریٹ بال سے کال کروں گا اوور" ـــــ ڈوچے نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے

اوور اینڈ آل کے الفاظ سنتے ہی اس نے نہ صرف ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا بلکہ اس کی فریکوئنسی بھی زیرو کر دی۔

"مبارک ہو کنگ۔ اب تم تکاشی کی جگہ چیف بن گئے ہو" ـــــ ڈوچے نے مڑ کر پیچھے کھڑے کنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو باس۔ یہ آپ کی وجہ سے ہے۔ میں آپ کا ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ اور باس آپ جب بھی چاہیں مجھے کال کر سکتے ہیں۔ میں آپ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دوں گا اوور" ـــــ کنگ نے انتہائی ممنونانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو کنگ ـــــ بہرحال اگر تم اس عمران کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ تو بس سمجھ لو کہ واٹر پاور کے اہم ترین آدمی بن سکتے ہو" ـــــ ڈوچے نے کہا۔ اور پھر اس نے اسے عمران کا قد و قامت وغیرہ بتا دیا۔

"حلیہ اس لئے نہیں بتا رہا کہ وہ میک اپ کا ماہر ہے۔ بس اس کی خاص نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر احمقوں اور مسخروں جیسی گفتگو کرتا رہتا ہے" ـــــ ڈوچے نے کہا۔ اور اس کمرے سے باہر آ گیا۔

"اگر وہ جزیرے پر موجود ہے تو پھر بے فکر رہیں۔ میں اس جزیرے کو اتنی اچھی طرح جانتا ہوں کہ جیسے یہ میرا اپنا وطن ہو۔ میں اسے چوہے کے بل سے بھی کھینچ نکالوں گا۔ اور ایک بار مجھے اس کا پتہ چل گیا تو پھر میں اس پر بھوکے بھیڑیئے کی طرح ٹوٹ پڑوں گا" ـــــ کنگ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تمہارا کوڈ بھی تو وائٹ وولف یعنی سفید بھیڑیا ہے۔ اب دیکھو سفید بھیڑیا کب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اب تم ایسا کرو مجھے ساحل پر ڈراپ کر دو۔ اور خود اس گورما کے پاس چلے جاؤ۔ تاکہ جلد از جلد اپنا کام شروع کر سکو" ——— ڈوچے نے باہر برآمدے میں پہنچتے ہوئے کنگ سے کہا۔ اور کنگ سر ہلاتا ہوا کار کی طرف بڑھ گیا۔

"کچھ پتہ چلا پروفیسر" ——— عمران نے سامنے رکھے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے کمرے کی دائیں دیوار میں نصب ایک بڑی سی مشین کے سامنے کھڑے دبلے پتلے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ مشین کسی سپیشل سٹلائٹ کا پتہ دے رہی ہے لیکن اس سے آگے پتہ نہیں چلتا۔ میرا خیال ہے یہ فریکونسی کسی خاص سٹلائٹ کی ہے۔ جس کا علم دنیا میں کسی کو نہیں ہے۔ ورنہ دوسرے اس سٹلائٹ کی تفصیلات تو اس مشین میں موجود ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی سٹلائٹ ہوتا تو لازماً پتہ چل جاتا" ——— اس نوجوان نے واپس عمران کی طرف مڑتے ہوئے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ نوجوان فرناڈو کا دوست پروفیسر تھا۔ جسے وہ پروفیسر ٹرانسمیٹر کہہ رہا تھا۔ عمران اور فرناڈو ایک گھنٹہ پہلے اس کے پاس پہنچے

تھے۔ اور عمران نے محسوس کیا تھا۔ کہ ٹرانسمیٹر مشنری کے سلسلے
واقعی اس نوجوان کا علم انتہائی ایڈوانس ہے۔ اس وقت وہ ا
کی مخصوص لیبارٹری میں موجود تھے۔ اور ان کے درمیان طویل گفتگو
کے بعد یہ طے ہوا تھا کہ عمران دوبارہ اس فریکونسی پر جس سے ا
نے پہلے واٹر پاور کے چیف باس سے بات کی تھی بات کرے
اس طرح چیف باس کے ریسیونگ ٹرانسمیٹر کا محل وقوع تلاش
کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ عمران نے اس فریکونسی پر باچانی چیف
کے لہجے میں بات کی۔ پہلے بھی زیر دہاؤس میں اس نے اُسی
لہجے میں بات کی تھی۔ اس وقت تو بہر حال اُسے بتایا گیا تھا
چیف باس موجود نہیں ہیں۔ لیکن اب چیف باس سے براہِ راست
بات ہو گئی تھی اور عمران نے اپنے طور پر کوشش کی تھی کہ گرین
بال اور اس کے انخارج ڈوپچے کے متعلق تفصیلات معلوم کرے
لیکن چیف باس زیادہ کایاں تھا وہ بات ٹال گیا تھا۔

"تمہارا آئیڈیا درست ہے پروفیسر۔ واقعی ان لوگوں نے مخصوص
سٹلائٹ خلا میں بھیجا ہو گا۔ مجھے پہلے ہی ایسا اندازہ تھا"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پہلے تمہیں کیسے اندازہ ہو گیا۔ مجھے ایسے لوگوں سے بڑی
ہے جو خواہ مخواہ اپنی برتری جتلانے کے لئے باتیں کرتے ہیں"
نوجوان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی سنکی دماغ کا
مالک تھا۔

"چڑ کیا ہوتا ہے پروفیسر۔ چڑیا کہو یا چڑا۔ یہ ادھورا لفظ بو

تمہاری شان کے خلاف ہے"——— عمران جو صرف اپنے خاص مقصد
کی وجہ سے اب تک اس سے انتہائی سنجیدہ گفتگو کر رہا تھا یکلخت
اپنے مخصوص موڈ میں آگیا۔

"یہ کیسی بکواس ہے"——— پروفیسر نے اور زیادہ غصیلے لہجے
میں کہا۔

"واقعی خالی چڑ کہنا بکواس ہی ہے۔ اور جہاں تک تمہارے
اس سوال کا تعلق ہے کہ یہ کیسی بکواس ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ تمہیں بکواس کی قسموں کا علم ہے۔ اسے گرامر کے لحاظ سے
پروفیسر بکواس کہتے ہیں۔ یعنی عالمانہ بکواس۔ واہ۔ کیا خوب صورت
نام ہے۔ بکواس بھی ہو اور ہو بھی عالمانہ۔ اس پر تو شاندار تحقیقی
مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ کیوں پروفیسر"——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو نوجوان پروفیسر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا عام حالات
میں زرد چہرہ اس وقت غصے کی شدت سے قندھاری انار کی
طرح سرخ ہو رہا تھا۔

"تت——— تت——— تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ فرناڈو۔ سنو
میں اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ تمہارا دوست نہ
ہوتا۔ تو میں اسے گولی مار دیتا"——— پروفیسر اس بُری طرح چیخا کہ
اس کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

"اور اگر دوست ہوتا تو پھر کیا کرتے۔ یہ بھی بتا دو۔ ویسے پروفیسر
تمہارا زیرو فیکس ٹرانسمیٹر پراجیکٹ کم از کم تمہاری زندگی میں تو
کامیاب نہیں ہو سکتا۔ چاہے تم کتنی ہی طویل زندگی لے کر کیوں

نہ آئے ہو" ___ عمران نے مذاق کرتے کرتے بات کا رخ بدلا
کیونکہ پروفیسر کی حالت واقعی غیر ہوتی جا رہی تھی۔ غصے کی شدت
سے اس کا پورا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔ ہونٹوں کے کنارے جھاگ
آلود ہو گئے تھے۔ اور چہرے پر اس قدر خون جمع ہو گیا تھا کہ جیسے
ابھی اس کی کھال پھٹ جائے گی۔ اور خون اس میں سے فوارے
کی طرح باہر اچھلنے لگے گا۔ عمران نے اس کی یہ حالت دیکھتے
اپنی بات کا رخ بدل دیا تھا۔ کیونکہ پروفیسر کی حالت بتا رہی تھی
کہ وہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض ہے۔ اور اگر اُسے اور غصہ دلایا گیا
تو اس کے دماغ کی رگ لازماً پھٹ جائے گی اور عمران صرف مذاق
کے لئے ایک ذہین نوجوان کی جان ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے
اس نے مذاق کرتے کرتے بات کا رخ اس طرح بدل دیا کہ فوری طور
پر پروفیسر کا ذہن بھی بدل گیا۔ اور ہائی بلڈ پریشر کے دورے کو فوری
ریلیف دینے کا یہی ایک سادہ طریقہ ہوتا ہے۔ اس کا ذہن اس
پوائنٹ سے جس پر اُسے غصہ آیا ہو کسی دوسرے اس کی دلچسپی
کے پوائنٹ پر موڑ دیا جائے۔ اور یہی پروفیسر کے ساتھ ہوا۔
عمران کی بات سنتے ہی پروفیسر کا غصے سے تمتماتا ہوا چہرہ یکلخت
تبدیل ہونے لگ گیا۔

"کیا ___ کیا ___ کیسے تم کہہ سکتے ہو کہ زیرو فیکس ٹرانسمیٹر
پراجیکٹ کامیاب نہیں ہو گا۔ اور ہاں تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ
زیرو فیکس پراجیکٹ ہے" ___ پروفیسر کے لہجے میں اب غصے
کی بجائے شدید حیرت نمایاں تھی۔

"اس کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ اگر حب تھری زیرو ایکس اینگل پر رکھ کر
تھرٹی سیون ایم۔ ایم پر فکس کر دی جائے تو سٹلائٹ زیرو زیرو ون
بی۔ ایکس کی کتنی لائنیں کنکٹ ہو جائیں گی" ___ عمران کا لہجہ
یکلخت بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"تھرٹی ہنڈرڈ لائنیں۔ یہ تو سیدھی سی بات ہے" ___ پروفیسر
اب بالکل ہی نارمل ہو چکا تھا۔

"اور اگر اینگل زیرو زیرو الیون تھرٹی اپ کر دیا جائے تو" ___
عمران نے ایسے کہا جیسے وہ کسی نوکری کے امیدوار سے باقاعدہ
انٹرویو لے رہا ہو۔

"زیرو زیرو الیون تھرٹی اپ۔ اوہ۔ اوہ۔ بالکل۔ بالکل۔ مکمل زیرو
زیرو ون بی ایکس کور ہو جائے گا۔ اوہ ویری گڈ۔ تم کون ہو۔ اوہ تم
نے تو سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔ میں تو پچھلے دو سالوں سے اس پر سر
کھپا رہا تھا۔ کمال ہے۔ تم تو ٹرانسمیٹر لائن پر اتھارٹی ہو" ___ پروفیسر
کی حالت واقعی قابل دید تھی۔ اس کی آنکھیں شدید حیرت کی وجہ سے
پھٹی پڑ رہی تھیں۔ اور وہ اس طرح عمران کو گھور رہا تھا جیسے اُسے
عمران کی بجائے کوئی بھوت نظر آ گیا ہو۔

"اب بتاؤ۔ اگر میں فرناڈو کا دوست نہ ہوتا تو تم مجھے گولی مار دیتے۔
اگر میں دوست ہوتا تو ......" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"مم ___ مم ___ میں شرمندہ ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔
تم تو عظیم ترین ذہن کے مالک ہو۔ تمہارے ذہن کو میں سلام کرتا

ہوں۔ مجھے تو فخر ہو رہا ہے کہ میں دنیا کے عظیم ترین سائنسدان سے
باتیں کر رہا ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دو" ____ پروفیسر کے چہرے
پر شدید پچھتاوے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔
" ارے ارے۔ اب میں اس قدر بھی ذہین نہیں ہوں جتنا تم
رہے ہو۔ میں نے تو بس ڈاکٹر لارگان کی دو تھیوریوں کو جوڑ دیا ہے
اور تمہارا پراجیکٹ مکمل ہو گیا" ____ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
" ڈاکٹر لارگان ____ دو تھیوریاں ____ کیا مطلب۔ ڈاکٹر لارگان
میرے استاد رہے ہیں۔ اور میں نے ان کی ہر تھیوری کا بغور مطالعہ
کیا ہے۔ تم کن تھیوریوں کی بات کر رہے ہو" ____ پروفیسر
زیادہ حیران ہو گیا۔
" تمہارا وہ استاد ہے۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے۔ تم
احمق پن کے جراثیم وراثتی ہیں۔ ویسے ڈاکٹر لارگان میرا شاگرد رہے
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" ڈاکٹر لارگان تمہارا شاگرد ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ڈاکٹر لارگا
کی عمر تو اس وقت ستر اسی سال کے قریب ہے جب کہ تم ابھی جوا
ہو" ____ حیرت کی شدت سے پروفیسر کے لب سیٹی بجانے کے
سے انداز میں گول ہو گئے تھے۔
" اُس نے مجھ سے خضاب بنانے کا نسخہ نہیں سیکھا"! ____ عمران
نے بڑے روکھے سے لہجے میں جواب دیا۔ اور اس بار پروفیسر
کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
" تم بے حد دلچسپ آدمی ہو۔ فرناڈو میں تمہارا بے حد ممنون ہوں

کہ تم اس جیسے ذہین آدمی کو اپنے ساتھ لے آئے ہو۔ ویسے تم کن
دو تھیوریوں کی بات کر رہے تھے" ____ پروفیسر نے ہنستے ہوئے
کہا۔ وہ اب پوری طرح نارمل ہو چکا تھا۔
" تم نے ان کی ایکس۔ بقری دن اور ایس۔ ایس۔ بی تھیوری پڑھی
ہے" ____ عمران نے کہا۔
" ہاں بالکل پڑھی ہیں" ____ پروفیسر نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
" بس دونوں تھیوریوں کے مرکزی نکتہ کو آپس میں جوڑ دو۔ اور
صرف اینگل اپ کر دو تو وہی رزلٹ نکلے گا۔ جو میں نے تمہیں بتایا
ہے" ____ عمران نے کہا۔
اور پروفیسر پہلے تو چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ جیسے وہ اپنے
ذہن میں دونوں تھیوریوں کے مرکزی نکتہ کو جوڑ رہا ہو۔ اور دوسرے
لمحے وہ یک لخت کرسی سے اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کرسی
کی سیٹ اچانک کسی طاقتور اسپرنگ میں تبدیل ہو گئی ہو۔
" اوہ اوہ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ اوہ اس پر تو میں نے
کبھی سوچا بھی نہیں۔ اوہ واقعی ڈاکٹر لارگان جیسا عظیم سائنسدان
تمہارا شاگرد ہو گا۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے۔ ڈاکٹر لارگان کے
ذہن میں بھی یہ نکتہ نہیں تھا۔ میں نے اُسے اس بارے میں خط لکھا
تھا۔ لیکن وہ بھی اس پراجیکٹ کا کوئی حل نہ بتا سکا تھا۔ لیکن تم
نے بتا دیا۔ اوہ اوہ" ____ پروفیسر کی حالت دیکھنے والی تھی۔
یوں لگ رہا تھا کہ اگر پہلے شدید غصے کی وجہ سے اس کے دماغ

کی رگ پھٹنے سے بچ گئی تھی تو اب شدید حیرت کی بنا پر لازماً پھٹ جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی اچانک دیوار میں نصب مشین سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور یہ آوازیں سنتے ہی عمران سمیت سب یک لخت چونک پڑے۔

"ہیلو ہیلو ——— ڈوچے کالنگ ہیڈ کوارٹر اوور" ——— ایک آواز اس مشین سے نکلی اور اس بار عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کے آثار موجود تھے۔ پروفیسر اور فرناڈو بھی اس کے قریب پہنچ گئے تھے۔ عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ان کو خاموش رہنے کی ہدایت کی۔

"یس ——— ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو اوور" ——— چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی اوور" ——— ڈوچے کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— ویٹ فار ون سیکنڈ اوور" ——— اُسی بھاری آواز میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ چیف باس اٹنڈنگ اوور" ——— چیف باس کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"چیف باس۔ میں ڈوچے بول رہا ہوں جزیرہ آرشیل سے......"

ڈوچے بات کر رہا تھا۔ اور عمران اس کی باتیں سن کر اور زیادہ چونک پڑا۔ اور پھر جیسے جیسے ڈوچے اور چیف باس کے درمیان گفتگو آگے بڑھتی رہی۔ عمران کی آنکھوں میں چمک تیز ہوتی گئی۔ جب گفتگو

ختم ہوئی اور مشین پہلے کی طرح خاموش ہو گئی تو عمران نے جلدی سے اس کا ایک بٹن دبا کر ایک ناب کو تیزی سے دائیں طرف گھمایا۔ اس کی نظریں اس ناب کے اوپر لگے ہوئے ایک ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر موجود مختلف رنگوں کی چار سوئیاں تیزی سے آگے پیچھے حرکت کر رہی تھیں۔ اور ایک لمحے بعد سوئیاں اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئیں۔ عمران غور سے ان ہندسوں کو دیکھتا رہا۔

"دنیا کا نقشہ تو دکھاؤ پروفیسر" ——— عمران نے مڑ کر پاس کھڑے ہوئے پروفیسر سے کہا۔

"یہ فریکونسی کیسے فکس ہو گئی ہے۔ حالانکہ پہلے تو ہم نے بے پناہ کوشش کی تھی۔ فکس ہی نہ ہو رہی تھی" ——— پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کال ان کے اپنے سپیشل ٹرانسمیٹر سے کی گئی ہے۔ چونکہ ہماری چیکنگ کے دوران فریکونسی تو سیٹ تھی اس لئے مشین نے کال کیچ کر لی۔ اور سپیشل ٹرانسمیٹر سے کال ہونے کی وجہ سے مشین نے فریکونسی چیک کر کے فکس کر دی" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور پروفیسر نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک الماری سے دنیا کا بڑا اور تفصیلی طور پر ایسا نقشہ اٹھا لایا جو خاص طور پر ٹرانسمیٹر فریکونسز ایڈجسٹ کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ عمران نے نقشہ اُسی مشین کے نیچے موجود میز پر پھیلایا اور پھر سوئیوں اور ڈائل کے نمبروں کو احتیاط سے چیک کر کے اس کے مطابق نقشے پر جگہ جگہ نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ جب چاروں سوئیوں کے نمبروں

پر نشان لگ گئے تو عمران غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔ پروفیسر بھی نقشے پر جھکا ہوا تھا۔

"یہ تو گرین لینڈ کا علاقہ گوڈ تھاب بنتا ہے" ــــ پروفیسر نے کہا۔

"نہیں۔ تم شمال مغرب کی طرف والے ہندسے کے آگے پوائنٹ تھری کو بھول رہے ہو۔ پوائنٹ تھری کو ساتھ شامل کر کے دیکھو" عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ پوائنٹ تھری تو میری نظر پر ہی نہ چڑھا تھا۔ یہ تو گرووٹ لینڈ بنتا ہے۔ بحر منجمد شمالی کی طرف زمین کا آخری حصہ۔ لیکن یہاں تو کسی انسان کا زندہ رہنا ہی ناممکن ہے۔ کجا کہ وہاں سے بیٹھ کر کوئی ٹرانسمیٹر پر اتنی دور بات کرے" ــــ پروفیسر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تم اسے چھوڑو۔ انسان جب چاند اور مریخ پر پہنچ سکتا ہے تو گرووٹ لینڈ میں بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ یہ جدید دور ہے۔ یہاں ہر ناممکن ممکن بن سکتا ہے۔ بہرحال یہ ٹرانسمیٹر کال واقعی گرووٹ لینڈ میں ریسیو کی گئی ہے۔ ریلیز میر جزائر کے بالکل اوپر اور کوئن ریلزبتھ جزائر کے مشرق میں۔ بالکل ہی علاقہ ہے" ــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر نقشے کو تہہ کر دیا۔

"مجھے تو اب بھی یقین نہیں آرہا کہ وہاں کوئی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ وہاں تو درجہ حرارت اس قدر نیچے رہتا ہے کہ وہاں انسان پلک جھپکنے میں آئس کریم بن جائے گا" ــــ پروفیسر نے کہا۔

"درجہ حرارت کہہ کر تم بحر منجمد شمالی کی توہین کر رہے ہو پروفیسر۔ حرارت کا لفظ ہی وہاں کی لغت میں شامل نہیں ہے۔ درجہ یخ کہو۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اجازت۔ تمہارے تعاون کا بے حد شکریہ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"نہیں۔ تم عظیم سائنسدان ہو۔ تم نے میرا اہم ترین پراجیکٹ مکمل کرنے کا فارمولا بتا دیا ہے۔ میں ساری عمر تمہارا ممنون رہوں گا۔ اگر ہو سکے تو مجھے اپنا پتہ اور فون نمبر دے دو۔ شاید مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت پڑ جائے" ــــ پروفیسر نے بڑے پرجوش انداز میں عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"خانہ بدوش لوگوں کا پتہ اور فون نمبر نہیں ہوتا۔ مجھ سے تو تم البتہ اس خیمے کا نمبر اور سائز پوچھ سکتے ہو۔ جو میں ساتھ ساتھ لادے پھرتا رہتا ہوں۔ بہرحال تم کام جاری رکھو۔ کسی بھی وقت دوبارہ ملاقات ہو سکتی ہے۔ گڈ بائی۔ آؤ فرناڈو" ــــ عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔ فرناڈو جو اس سارے عرصے میں بالکل خاموش کرسی پر بیٹھا رہا تھا اٹھ کر پروفیسر کی طرف بڑھا۔

"شکریہ پروفیسر ٹرانسمیٹر۔ آج تم نے دوستی کا حق ادا کر دیا ہے۔ گڈ بائی" ــــ فرناڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے پیچھے چل پڑا۔

"اب کہاں جانا ہے" ــــ فرناڈو نے پروفیسر کی رہائش گاہ کے پھاٹک سے باہر کار نکالتے ہوئے ساتھ بیٹھے عمران سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔

"گورما اور کنگ کو جانتے ہو"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"کنگ تو فلپائنی ہے۔ کسی زمانے میں سچے موتیوں کی سمگلنگ میں خاصا بدنام تھا اس زمانے سے میرے ساتھ اس کی دوستی ہے۔ اور پھر وہ تکاشی کا بھی دوست بن گیا۔ آرشیا کا مستقل رہائشی نہیں ہے۔ کبھی کبھار آجاتا ہے۔ اب تو کافی عرصے سے اُسے آرشیا میں نہیں دیکھا گیا۔ اور گورما البتہ تکاشی کا خاص آدمی ہے۔ اس کے پاس پورا گروپ ہے۔ جسے تکاشی ایکشن گروپ کہتا تھا۔ انتہائی ماہر لڑاکا۔ نشانہ باز اور حد سے زیادہ ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ جسمانی لحاظ سے بھی انتہائی طاقتور ہے۔۔۔۔ یہاں جزیرہ آرشیا میں اُسے آئرن مین کہا جاتا ہے"۔۔۔ فرناڈو نے کار چلاتے چلاتے ان دونوں کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آج دیکھتے ہیں کہ آئرن مین کو زنگ تو نہیں لگ چکا۔ پہلے تو وہاں چلو جہاں میرے ساتھی موجود ہیں۔ اس کے بعد اس آئرن مین کو بھی چیک کر لیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فرناڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈوچے ایک جدید انداز میں سجے ہوئے لاؤنج میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ لاؤنج کا دروازہ کھلا اور کنگ کے ساتھ ساتھ گورما اندر داخل ہوا۔ گورما کا جسم واقعی فولادی تھا۔ اس نے سرخ رنگ کی ہاف آستین کی بنیان پہنی ہوئی تھی۔ نیچے جینز تھی اور ماتھے پر اس نے سرخ رنگ کی پٹی باندھی ہوئی تھی۔ جس کے عین درمیان سنہرے رنگ سے موت کا مخصوص نشان ایک کھوپڑی اور اس کے دونوں اطراف میں ہڈیاں بنی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھیں بیضوی انداز کی تھیں جس سے اس کی ذہنی عیاری کا پتہ چلتا تھا۔

"باس۔ ہم نے پورا جزیرہ چھان مارا ہے۔ لیکن نہ ہی فرناڈو کا پتہ چلا ہے اور نہ ہی اس عمران کا"۔۔۔ کنگ نے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ گورما بھی اُسی صوفے پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ بولا نہیں۔

"فرناڈو کے تمام اڈے تم نے چیک کر لئے۔ کوئی ایسا اڈہ تو نہیں

جس کا علم تمہیں نہ ہو"۔۔۔۔ ڈوچے نے گورما سے مخاطب ہو کر کہا۔
"نہیں باس۔ اس کے سارے اڈے چیک کر لئے گئے ہیں۔ اور اس کے خاص آدمیوں کی ہم نے ہڈیاں توڑ ڈالی ہیں۔ لیکن واقعی کسی کو بھی فرناڈو کے بارے میں علم نہیں ہے"۔۔۔۔ گورما نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بات تو طے ہے کہ عمران فرناڈو کے ساتھ ہے۔ کیونکہ تکاشی کے اڈے پر وہ ان کے ساتھ آیا تھا اور پھر ساتھ ہی وہ تکاشی سمیت واپس اپنی رہائش گاہ پر گیا تھا۔ اس کے بعد رابرٹ نے وہاں انہیں بے ہوش کیا اور پھر رابرٹ کے آدمیوں نے سوائے فرناڈو کے باقی سب افراد کو زیرو ہاؤس پہنچا دیا۔ فرناڈو کو وہیں اس کی رہائشگاہ پر قید کر لیا گیا۔ لیکن اب وہاں رابرٹ کے دو ساتھیوں کی لاشیں ہی ملی ہیں اور فرناڈو غائب ہے"۔۔۔۔ ڈوچے نے اب تک کی انکوائری کو سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں نے تو یہاں تک چیک کیا ہے کہ کہیں فرناڈو انہیں لے کر جزیرے سے نکل تو نہیں گیا۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہوا"۔۔۔۔ کنگ نے جواب دیا۔

"تو پھر میں واپس چلا جاؤں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ اپنے ہاتھوں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو انجام تک پہنچا کر ہی واپس جاؤں۔ لیکن اب جب کہ ان کا پتہ ہی نہیں چل رہا تو پھر میرا یہاں رہنا بے کار ہے" ڈوچے نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی

بج اٹھی اور گورما نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔
"یس"۔۔۔۔ گورما نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"باس۔ میں پارکر بول رہا ہوں۔ میں نے ابھی فرناڈو کو ایک کار میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ گرینڈ روڈ کی ایک عمارت میں گیا ہے۔ اور ابھی تک وہیں ہے"۔۔۔ پارکر نے کہا۔

"اوہ۔ کیا وہ اکیلا تھا یا اس کے ساتھ اور لوگ بھی تھے"۔۔۔۔ گورما نے چونک کر پوچھا۔
"وہ اکیلا تھا باس"۔۔۔۔ پارکر نے جواب دیا۔
"گرینڈ روڈ میں وہ جس عمارت میں گیا ہے۔ وہ کون سی عمارت ہے"۔۔۔۔ گورما نے پوچھا۔
"اس پر کوئی نمبر وغیرہ نہیں ہے۔ سرخ پتھروں کی بنی ہوئی ہے"۔ پارکر نے جواب دیا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ یہ اس کا خاص اڈہ ہے۔ تم وہیں ٹھہرو میں گروپ کو بھیج رہا ہوں۔ اس فرناڈو کو زندہ یہاں ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہئے"۔۔۔۔ گورما نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا۔ اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔
"یس۔۔۔ جیکی اٹنڈنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"جیکی۔۔۔ پارکر نے ابھی اطلاع دی ہے کہ فرناڈو گرینڈ روڈ پر اپنے خاص اڈے میں موجود ہے۔ سرخ پتھروں والی عمارت۔ تم

گروپ کو ساتھ لے جاؤ۔ اور وہاں سے فرناڈو کو پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ خیال رکھنا کہ وہ صحیح سلامت اور زندہ یہاں تک پہنچے۔ اس سے ضروری معلومات حاصل کرنی ہیں "۔۔۔ گورما نے کہا۔

"یس باس۔ پہنچ جائے گا۔ اس اڈے کا کیا کرنا ہے "۔۔۔ جیکی نے پوچھا۔

"اڑا دو۔ اگر اڑتا ہے "۔۔۔ گورما نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"یہ اچھا ہوا کہ فرناڈو کا پتہ چل گیا۔ اب اس سے ساری بات اگلوا لی جائے گی "۔۔۔ ڈوپچے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کنگ نے بھی جواب میں سر ہلا دیا۔

"فرناڈو کو یہیں لے آنا ہے یا نیچے ٹارچنگ روم میں لے جایا جائے" گورما نے رکتے ہوئے پوچھا۔

"ٹارچنگ روم بھی بنایا ہوا ہے تم نے "۔۔۔ ڈوپچے نے چونک کر پوچھا۔

"جدید ترین ٹارچنگ روم ہے باس۔ ایسا ٹارچنگ روم کہ پتھر بھی فرفر بولنا شروع کر دیتے ہیں "۔۔۔ گورما نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آج تجربہ ہو جائے گا۔ جب فرناڈو وہاں پہنچ جائے تو مجھے اطلاع کر دینا "۔۔۔ ڈوپچے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور گورما سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے بعد بھی میں یہاں کا انچارج رہوں گا یا آپ کے ساتھ واپس گریٹ بال میں جانا

ہو گا "۔۔۔ کنگ نے پوچھا۔

"تم کیا چاہتے ہو "۔۔۔ ڈوپچے نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں تو چاہتا ہوں کہ گریٹ بال کے عظیم مشن میں شامل رہوں کیونکہ یہ یہودی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا۔ جس کی وجہ سے دنیا سے مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کروڑوں۔ اربوں مسلمانوں اور مسلمانوں کے بڑے بڑے ملکوں کا مکمل خاتمہ یہودیوں کے لئے اتنا بڑا خواب ہے کہ جس کی تعبیر ان کا سر صدیوں کے لئے فخر سے بلند کر دے گی۔ اور میں اس سنہرے خواب کی تعبیر میں عملی طور پر شامل رہنا چاہتا ہوں "۔۔۔ کنگ نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ کنگ ویری گڈ۔۔۔ تم واقعی سچے یہودی ہو۔ مجھے تمہارے جذبات اور خیالات سن کر دلی مسرت ہوئی ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ عمران کے خاتمے کے بعد میرے ساتھ واپس گریٹ بال چلنا۔ پھر مسلمانوں کے خاتمے کے بعد تمہیں واپس یہاں انچارج بنا کر بھجوا دوں گا یہ میرا وعدہ رہا "۔۔۔ ڈوپچے نے مسرت بھرے لہجے میں کنگ کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور کنگ کا چہرہ کھل اٹھا۔

تھوڑی دیر بعد گورما اندر داخل ہوا۔

"آئیے باس۔ فرناڈو ٹارچنگ روم میں پہنچ چکا ہے "۔۔۔ گورما نے کہا۔ اور ڈوپچے اور کنگ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ گورما کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دونوں ایک لفٹ کے ذریعے نیچے ایک بڑے

تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ جو واقعی جدید ترین ٹارچنگ روم تھا وہاں
تشدد کرنے والی ایسی مشینیں موجود تھیں۔ جو انسان کی رگوں کے اندر
دوڑتے ہوئے خون کو اندر ہی اندر جلا سکتی تھیں۔ ناخن اکھاڑنے
سے لے کر انسانی جسم پر زخم پیدا کرنے اور ان زخموں پر تیزاب
ڈالنے تک ٹارچنگ کی تقریباً تمام مشینری نصب تھی۔ اس کے
علاوہ دیواروں کے ساتھ ساتھ تشدد کے قدیم آلات جس میں
خاردار گرز۔ خاردار کوڑے۔ کھال اتارنے والے مخصوص خنجر۔ ہاتھوں
اور پیروں میں ٹھونکنے والے مخصوص کیلوں کے ساتھ ساتھ قوت
سماعت کے تحت خوف ناک تشدد کرنے والا لوہے کا وہ مخصوص
انسانی ماڈل بھی موجود تھا۔ جس میں آدمی کو بند کر کے جب اس لوہے
پر ہتھوڑے کی ضرب لگائی جاتی تو انسان آہستہ آہستہ پاگل ہو جاتا
اس بڑے سے تہہ خانے کے درمیان میں لوہے کے راڈز
سے بنی ہوئی کرسی پر ایک جوان آدمی بے ہوشی کے عالم میں ٹکا ہوا تھا
لوہے کے راڈز کرسی کے ایک بازو سے نکل کر دوسرے بازو
میں غائب ہو رہے تھے۔ اس طرح اس کا جسم ان راڈز کے اندر جکڑا
ہوا تھا۔ اس کی ٹانگیں بھی اسی طرح راڈز میں جکڑی ہوئی تھیں۔ کمرے
میں دو پہلوان نما آدمی موجود تھے۔ جو شکل و صورت سے ہی جلاد دکھائی دے
رہے تھے۔

"اسے ہوش میں لاؤ یار کر" ۔۔۔۔ گورما نے ایک جلاد نما آدمی
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی
سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی پر بے ہوش پڑے آدمی کے چہرے
پر زوردار تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چار پانچ تھپڑوں کے بعد ہی
وہ آدمی ہوش میں آ گیا۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے منہ سے کراہ
سی نکلی اور وہ حیرت سے سامنے کھڑے گورما۔ کنگ اور ڈوچے
کو دیکھنے لگا۔

"فرناڈو۔ مجھے جانتے ہو۔ میرا نام کنگ ہے۔ تم نے یہودیوں کے
دشمن کو پناہ دے کر اور ان کی مدد سے تکاشی کو قتل کر کے اتنا بڑا
جرم کیا ہے کہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔
لیکن پھر بھی دوستی کے ناطے میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر تم
عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو تو
تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ورنہ تم دیکھ رہے ہو یہ جدید ترین
ٹارچنگ روم ہے۔ یہاں آ کر پتھر بھی فر فر بولنا شروع کر دیتے ہیں"
کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی تو واپس چلے گئے ہیں پاکیشیا" ۔۔۔
فرناڈو نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ یہیں ہیں۔ اور تمہیں بتانا پڑے گا چھچھوندر کے بچے"
گورما نے آگے بڑھ کر اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر زور سے اوپر کی
طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ اور تکلیف کی شدت سے فرناڈو کا چہرہ
بگڑنے لگا۔

"بتاؤ" ۔۔۔۔ گورما نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی
پوری قوت سے فرناڈو کے چہرے پر انتہائی زوردار تھپڑ مارا کہ اس

کے منہ سے دانت پھلجڑی کی طرح نکل کر نیچے گر گئے۔ اور منہ سے
خون کی لکیریں بہہ اٹھیں۔ گال پر جس جگہ تھپڑ لگا تھا گہرے سرخ
نشانات پڑ گئے تھے۔

"بتاؤ"۔۔۔ گورما نے انتہائی جارحانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔ آگے تمہاری مرضی"۔
فرناڈو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور گورما اس کے بال چھوڑ
کر تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تمتما رہا تھا۔

"تم ابھی بولو گے۔ ضرور بولو گے۔ مارکر۔ اس کے ہاتھوں پیروں
کے تمام ناخن اکھاڑ ڈالو"۔۔۔ گورما نے غراتے ہوئے کہا۔ اور
مارکر اور اس کا دوسرا پہلوان نما ساتھی بجلی کی سی تیزی سے دیوار
کے ساتھ نصب ایک مشین کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اس کے
ساتھ لٹکی ہوئی تاروں کا گچھا ہک سے نکالا۔۔۔ اور فرناڈو کی کرسی
کے پاس آ گئے۔ ہر تار کے سامنے ایک پائپ نما خول سا لگا ہوا تھا۔
ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے یہ خول فرناڈو کے ہاتھوں اور پیروں
کی انگلیوں پر چڑھا دیئے۔ اور واپس مشین کی طرف بڑھ گئے۔

"ایک ایک کر کے ناخن اکھاڑنا"۔۔۔ گورما نے تیز لہجے میں
کہا۔ اور مارکر نے سر ہلاتے ہوئے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔
مشین میں زندگی کی لہریں سی دوڑ گئیں۔ اور اس کے بعد مارکر نے ایک
ناب کو پکڑ کر آہستہ آہستہ دائیں طرف گھمانا شروع کر دیا۔ اور فرناڈو
کے حلق سے اس قدر زوردار چیخیں نکلنے لگیں جیسے ناب کے ساتھ
اس کے جسم سے روح بھی نکلتی جا رہی ہو۔ اس کی حالت تیزی سے

بگڑنے لگی۔

"بتاؤ۔ ورنہ"۔۔۔ گورما نے تیز لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں۔ پلیز روک دو۔ اس بھیانک تکلیف
کو روک دو"۔۔۔ فرناڈو نے بری طرح پھڑکتے اور چیختے ہوئے کہا۔
اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔ اور آنکھیں پھٹ گئی تھیں
چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ گورما نے ہاتھ اٹھا کر مارکر کو روکا اور اس
نے ناب کو واپس دائیں طرف گھما دیا۔ فرناڈو کا چہرہ تیزی سے بحال
ہونے لگا۔

"پپ۔۔۔ پپ۔۔۔ پانی پلا دو۔ میں مر جاؤں گا۔ پانی"۔۔۔
فرناڈو نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے پانی دو۔ یہ تو بہت ہی بودا نکلا ہے۔ دو چار ناخن تو اکھڑوا
لیتا"۔۔۔ گورما نے بڑے طنزیہ لہجے میں مارکر کے ساتھی سے
کہا۔ اور وہ ایک طرف موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند
لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جگ تھا۔ اس
نے جگ سے فرناڈو کے کھلے منہ میں پانی دھار کی صورت میں
انڈیلنا شروع کر دیا۔ اور فرناڈو لمبے لمبے گھونٹ لے کر پانی پینے
لگا۔ آدھا جگ جب اس کے حلق کے اندر چلا گیا تو جگ ہٹا لیا گیا۔

"ہاں۔ اب بولنا شروع کر دو۔ اور یہ سن لو۔ اب اگر تم نے نہ
بتایا تو پھر نہ مارکر کا ہاتھ رکے گا اور نہ پانی ملے گا"۔۔۔ گورما نے
کرخت لہجے میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی پارک کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو تیرہ

میں موجود ہیں۔ وہ تمہارے اس ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں"۔۔۔۔ فرناڈو نے کہا۔

"یہاں ۔۔۔ وہ کیوں ۔۔۔ انہیں یہاں کا کیا علم"۔۔۔۔ گورما نے چونک کر کہا۔ اور فرناڈو کی بات سن کر کنگ اور ڈوچے بھی چونک پڑے۔

"عمران نے وہ ٹرانسمیٹر کال سن لی تھی۔ جو کسی ڈوچے نے اپنے چیف باس کو کی تھی۔ اس طرح اُسے پتہ چل گیا کہ کنگ کو تلاشی کے بعد نیا انچارج بنایا گیا ہے۔ اور کنگ گورما کے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ انہوں نے مجھے اسلحہ کے لئے لسٹ دی تھی۔ میں وہ اسلحہ لینے کے لئے اپنے خاص اڈے پر گیا تھا۔ کہ مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر میری آنکھ یہاں کھلی"۔۔۔۔ فرناڈو واقعی سب کچھ تفصیل سے بتاتا جا رہا تھا۔

"وہ لسٹ کہاں ہے"۔۔۔۔ اس بار ڈوچے نے پوچھا۔

"میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہے۔ میں نے اسلحہ پہنچانے کے آرڈر دے دیئے تھے۔ اس کے بعد مجھے بے ہوش کیا گیا تھا"۔۔۔۔ فرناڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ڈوچے خود تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے فرناڈو کے کوٹ کی اندرونی جیب سے کاغذ کی ایک لمبی سی پٹی نکال لی۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ غور سے اس کاغذ کو پڑھنے لگا۔

"اوہ اوہ۔ یہ اسلحہ۔ یہ صرف یہاں کے لئے نہیں ہے۔ عمران گریٹ بال پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ خوفناک اور جدید ترین

اسلحہ یقیناً گریٹ بال کے لئے ہے"۔۔۔۔ ڈوچے نے اس بار قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔ کنگ کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ اسلحہ تمہارے پاس ہے یا یہاں آرشیا میں مل سکتا ہے"۔۔۔۔ ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے فرناڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس میں سے بیشتر تو میرے پاس ہے۔ جب کہ باقی انہوں نے گورما کے اسلحہ خانے سے لینا تھا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ گورما کے اسلحہ خانہ میں یہ تمام آئیٹمز موجود ہیں"۔۔۔۔ فرناڈو نے جواب دیا۔

"جو اسلحہ تمہارے پاس ہے وہ تم نے ان تک پہنچا دیا ہے یا ابھی پہنچنا ہے"۔۔۔۔ ڈوچے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ اسلحہ میرے مختلف خفیہ سٹوروں میں تھا۔ میں نے اس کے بھیجے جانے کے احکامات دے دیئے تھے۔ دو آئیٹم اس اڈے پر موجود تھے۔ جہاں سے مجھے اغوا کیا گیا ہے۔ وہ میں نے خود ساتھ لے جانے تھے"۔۔۔۔ فرناڈو نے جواب دیا۔

"گورما۔ اسے ختم کر دو۔ جلدی۔ وہ معاملہ بے حد سیریس ہو گیا ہے"۔۔۔۔ ڈوچے نے چیخ کر کہا۔ تو گورما نے پلک جھپکنے میں پتلون کی سائیڈ پر لٹکے ہوئے ہولسٹر سے ریوالور کھینچا اور دوسرے لمحے مسلسل تین دھماکوں کے ساتھ تین گولیاں فرناڈو کے سینے میں گھس گئیں۔ اور فرناڈو کا منہ چیخ مارنے کے لئے کھلا ضرور۔

لیکن اُسے چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی اور براہِ راست دل پر گولیاں لگنے سے وہ ختم ہو گیا۔

"آؤ میرے ساتھ ٹرانسمیٹر روم میں۔ جلدی کرو"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ اور گورما سر ہلاتا ہوا انہیں ساتھ لے کر اس ٹارچنگ روم سے باہر نکلا۔ اور ایک راہداری کراس کر کے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں مختلف رینج کے ٹرانسمیٹر نصب تھے ڈوچے نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک ٹرانسمیٹر پہ فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ سپیشل سب میرین ڈوچے کالنگ یو اوور" ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ سپیشل سب میرین اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"سنو سپیشل لانچ تھری۔ ساحل پر بھیج دو۔ میں اور گنگ وہاں پہنچ رہے ہیں۔ فوراً۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"گورما۔ کسی تیز رفتار کار پہ ہمیں ساحل پر بھیج دو۔ مجھے یقین ہے کہ عمران نے اس فرناڈو سے غلط بیانی کی ہے۔ اس نے جو اسلحہ منگوایا ہے۔ وہ صرف گریٹ بال کے خلاف ہی استعمال ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود تم اس کوٹھی کو چیک کرو۔ اور اگر وہ لوگ وہاں موجود ہوں تو انہیں ختم کر دو۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر کی بھی حفاظت کرو۔ لیکن مجھے فوراً گریٹ بال پہنچنا ہے"۔۔۔ ڈوچے

نے گورما سے کہا۔ اور گورما نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر صرف ایک لفظ کہنے پر اکتفا کیا۔ کیونکہ وہ اور اس کے ساتھی اس وقت فرناڈو کے ایک خفیہ اڈے پر موجود تھے۔ اور فرناڈو عمران سے مطلوبہ اسلحے کی لسٹ لے کر اسلحے کی سپلائی کے لیے گیا ہوا تھا۔ عمران نے جو منصوبہ بندی کی تھی۔ اس کے مطابق عمران ایک گروپ کو لے کر گریٹ بال سے علیحدہ مگر قریبی ایک ویران جزیرے پر پہنچ جائے گا۔ جب کہ تنویر دوسرے گروپ کو لے کر گورما کے اڈے پر ریڈ کرے گا۔ اور وہاں سے مزید اسلحہ حاصل کر کے وہ بھی وہاں جزیرے پر آجائے گا۔ کیونکہ فرناڈو نے اُسے بتایا تھا کہ گورما

کے پاس انتہائی جدید ترین اسلحہ کا کافی بڑا اسٹاک موجود ہے۔ اس لئے عمران نے اسلحے کی دو لسٹیں تیار کی تھیں۔ ایک لسٹ میں ایسا اسلحہ تھا جو فرناڈو مہیا کر سکتا تھا۔ اور دوسری لسٹ میں وہ اسلحہ تھا۔ جو بقول فرناڈو گورما کے اسلحہ خانے سے مل سکتا تھا۔ فرناڈو کا آدمی تھوڑا سا اسلحہ ابھی چند لمحے پہلے پہنچا گیا تھا۔ اور اب عمران کو دوسری کھیپ کی انتظار تھی۔ کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"آپ عمران صاحب ہیں"—— دوسری طرف سے ایک ناآشنا سی آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ کرب تھا۔ جیسے کوئی شدید زخمی رک رک کر بول رہا ہو۔

"آپ کون ہیں"—— عمران نے ایک اجنبی کے منہ سے اپنا نام سن کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں فرناڈو کا آدمی ہوں۔ میرا نام آسکر ہے۔ میں اس وقت شدید زخمی حالت میں بول رہا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے باس فرناڈو نے مجھ سے سارا معاملہ ڈسکس کیا ہے۔ آپ کے متعلق بھی تفصیلات بتائیں۔ کیونکہ اسلحے کا تمام چارج میرے پاس ہے اور میں نے ہی اسے اکٹھا کر کے آپ تک پہنچانا تھا۔ ابھی میں نے باس کے کہنے پر ایک سٹور میں موجود اسلحہ آپ تک پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ اور دوسرے سٹور سے رابطہ قائم کر رہا تھا کہ اڈے پر نکاشی گروپ کے آدمیوں نے حملہ کر دیا۔ اڈے کے سارے آدمی مار ڈالے گئے ہیں۔ پورا اڈہ تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور باس فرناڈو کو وہ لوگ اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے ہیں۔ مجھے

بھی گولیاں لگی ہیں۔ اور میں ابھی ہوش میں آیا ہوں۔ ٹیلی فون کام کر رہا تھا۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں۔ آپ برائے مہربانی گورما کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے باس کو چھڑوائیں۔ میں زخمی نہ ہوتا تو یہ کام خود کر لیتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ موت تیزی سے میری طرف بڑھ رہی ہے۔ پلیز باس کو چھڑوائیں۔ یہ لوگ درندے ہیں۔ درندے۔ ہیڈ کوارٹر۔ گورما کے آدمی تھے ظالم لوگ ...."—— رابرٹ کی آواز آہستہ ہوتے ہوتے ڈوبتی چلی گئی۔ اور پھر ریسیور پر صرف چند ہلکی سی کراہیں سنائی دیں۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران نے جلدی سے ریسیور کریڈل پر رکھا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جلدی چلو۔ فرناڈو کو گرفتار کر کے گورما کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہے۔ وہ اب فرناڈو سے میرے متعلق تفصیلات معلوم کریں گے۔ اور فرناڈو میں اتنی جان نہیں ہے کہ وہ زیادہ دیر تک تشدد برداشت کر سکے"—— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس اڈے میں دو کاریں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھی ان دو کاروں میں لدے ہوئے کوٹھی سے باہر نکلے۔ اور تیزی سے کالونی کے چوک کی طرف بڑھنے لگے۔ آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا۔ اس کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور پچھلی سیٹ پر صدیقی، چوہان اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ جب کہ پچھلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر صفدر

اور پچھلی سیٹ پر خاور اور نعمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھیں۔

"تمہیں اس گورما کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں میں نے فرناڈو سے اس کی پوری تفصیل معلوم کر لی تھی"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

"کیا ہمیں براہ راست ریڈ کرنا ہوگا"۔۔۔ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں۔ براہ راست اور زوردار حملہ۔ اگر انہیں ذرا بھی موقع مل گیا تو وہ نہ صرف فرناڈو کو مار ڈالیں گے بلکہ مقابلے پر بھی آ جائیں گے۔ اور پھر ظاہر ہے یہاں کی پولیس پہنچ جائے گی۔ اور پولیس کے آنے کا نقصان ہمیں ہوگا۔ کیونکہ ہم اجنبی ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور سارے ساتھیوں نے تائید میں سر ہلا دیئے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیسے ہی عمران نے کار ایک چوک سے دائیں طرف موڑی ایک نیلے رنگ کی لمبی سی کار اس کی سائیڈ سے گزر کر مخالف سمت میں بڑھتی گئی۔ اور سٹیرنگ پر بیٹھا ہوا عمران اس کار کی عقبی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ وہ ڈوپجے تھا۔ اس کے ساتھ عقبی نشست پر ایک اور آدمی بھی موجود تھا۔ عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ اور پیچھے آنے والی تنویر کی کار کو رکنے کا اشارہ

دے دیا۔ تنویر نے کار اس کی سائیڈ پر آ کر روک دی۔

"تنویر۔ ابھی نیلے رنگ کی کار ہمارے پاس سے گزر کر گئی ہے۔ اس کی عقبی سیٹ پر گریٹ بال کا انچارج ڈوپجے موجود ہے۔ میرے خیال میں یہ ساحل کی طرف جا رہے ہیں۔ تم ان کے پیچھے جاؤ اور ہر قیمت پر اس ڈوپجے کو گھیر کر زندہ رکھو۔ جب تک میں ہیڈ کوارٹر سے واپس نہ آ جاؤں۔ بی فائیو ٹرانسمیٹر پر رابطہ رکھنا"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں تنویر اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ تنویر کی کار کچھ دور تک اس کے پیچھے آئی۔ اور پھر ایک ٹرن سے گھوم کر اس کی طرف کو بڑھ گئی۔ جدھر نیلے رنگ کی کار گئی تھی۔

عمران نے کار کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچ گیا۔ جہاں دور دور بڑی بڑی کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اور علاقہ بجائے آباد لگنے کے ویران سا لگ رہا تھا۔ لیکن اس علاقے میں داخل ہوتے ہی عمران نے جیسے ہی کار ایک سائیڈ پر موڑی۔ چار سرخ رنگ کی کاریں بجلی کی سی تیز رفتاری سے اسے کراس کرتی ہوئی نکل گئیں۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ چاروں کاروں میں چھ چھ افراد موجود تھے اور ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ ان کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ سرخ کاریں سائیڈ روڈ سے مڑ کر مین روڈ پر پہنچیں اور پھر آگے بڑھ گئیں۔ عمران نے کچھ آگے لے جا کر کار ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار

کی سائیڈ میں روک دی۔

"یہ سامنے والی سرخ کوٹھی ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ چار سرخ کاریں اس اڈے سے نکل کر گئی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھی بھی کاروں سے نیچے اتر آئے۔ کوٹھی کا بڑا پھاٹک بند تھا۔

"اسلحہ لے لو۔ لیکن میرے اشارے کے بغیر کوئی فائر نہیں کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھیوں نے کار میں موجود اسلحہ لے لیا۔ ایک مشین گن عمران کو بھی دے دی گئی۔ جسے اس نے دوسرے ساتھیوں کی طرح اپنی بغل میں کوٹ کے اندر اس طرح ایڈجسٹ کر لیا کہ بوقت ضرورت فوری نکل بھی سکے اور بظاہر نظر بھی نہ آئے۔ اس کے ساتھیوں نے مختلف ٹائپ کے بم بھی جیبوں میں ڈال لئے تھے۔ اور پھر وہ سب پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔

عمران نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ اس نے جولیا کو اپنے ساتھ آگے آنے کا اشارہ کیا۔ اور جولیا جو اس سے دو قدم پیچھے کھڑی تھی قدم بڑھاتی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان جس کی لمبی لمبی مونچھیں تھیں باہر نکل آیا۔ اس نے ہاتھ میں جدید قسم کی مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔

"باس گورما کو اطلاع دو کہ واٹر پاور کا سپیشل گروپ آیا ہے" عمران نے بڑے باوقار لہجے میں اس ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران نے چونکہ ریڈ کی پہلے سے تیاری کر رکھی تھی۔ اس لئے اس نے خود بھی اور اپنے سارے ساتھیوں کا خصوصی طور پر میک اپ کیا تھا۔ اور وہ سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔ جولیا کا میک اپ بھی کر دیا گیا تھا تاکہ وہ سوئس کی بجائے ایکریمی لڑکی دکھائی دے۔ عمران نے ایکریمی میک اپ کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ جزیرہ آرشیا میں ایکریمی افراد کی کثرت تھی۔ اس لئے یہاں ایکریمیوں کو اجنبی نہ سمجھا جاتا تھا۔

"اوہ۔ اچھا جناب"۔۔۔۔ مسلح آدمی نے واٹر پاور اور سپیشل گروپ کے الفاظ سنتے ہی مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ جلد ہی وہ واپس آیا۔

"آیئے جناب۔ باس آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔۔ دربان نے کہا۔ اور اس کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی پھاٹک کراس کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ عمارت خاصی بڑی تھی۔ سامنے برآمدے میں چار مسلح افراد کھڑے تھے۔ دربان انہیں ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے طور پر سجایا گیا تھا۔

ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں پہنچے چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک فولادی جسم والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ماتھے پر سرخ ربن بندھا ہوا تھا۔ جس کے درمیان موت

کا نشان سنہرے رنگ سے بنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے وہی چار
مسلح افراد تھے جو پہلے سے برآمدے میں کھڑے انہیں نظر آئے
تھے۔ عمران چونکہ فرناڈو کے ذریعے گورما کے حلیے اور قد وقامت
سے واقف ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اس سرخ ربن والے کو دیکھتے
ہی سمجھ گیا کہ یہی گورما ہے۔ اس اڈے کا انچارج اور سکاشی کے
ایکشن گروپ کا انچارج۔

"ہیلو گورما ——— مجھے واکر کہتے ہیں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔
ہم جنرل سمروے کے لئے ہیڈکوارٹر سے آئے ہیں۔ ہمیں
اطلاع ملی ہے کہ ڈوبے اور کنگ گریٹ بال کو چھوڑ کر یہاں
موجود ہیں۔ حالانکہ چیف باس نے انہیں فوری طور پر گریٹ
بال پہنچنے کا حکم دیا تھا" ——— عمران نے تیز اور تحکمانہ لہجے
میں کہا۔

"وہ دونوں تھوڑی دیر پہلے چلے گئے ہیں۔ ویسے آپ کا
کوڈ وغیرہ شناخت" ——— گورما نے غور سے عمران کو دیکھتے
ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سپاٹ پن تھا۔

"کوڈ اور شناخت اور وہ بھی سپیشل گروپ کی۔ کیا تمہاری عقل
گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ فرناڈو نے تمہیں کیا بتایا ہے۔ اور
اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا" ——— عمران نے
انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"انہیں کور کرنے کے لئے میرے آدمی گئے ہوئے ہیں لیکن
اگر آپ ہیڈکوارٹر سے آئے ہیں تو آپ کو فرناڈو کے بارے

میں کیسے معلوم ہوا ہے" ——— گورما نے حیرت اور شک بھرے لہجے میں
کہا۔

"تم نے ہیڈکوارٹر والوں کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں کسی بات
کا علم نہیں ہوتا۔ کہاں ہے فرناڈو۔ وہ ہیڈکوارٹر کی نظروں میں اہم آدمی
قرار دیا گیا ہے۔ اور ہماری یہاں آمد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے
ہیڈکوارٹر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جا سکیں۔ کیونکہ
چیف باس کو اطلاع ملی ہے کہ فرناڈو کو ہیڈکوارٹر کے بارے میں
خاص اطلاعات حاصل ہیں" ——— عمران کا لہجہ اُسی طرح سخت اور تلخ
تھا۔

"فرناڈو کو ہیڈکوارٹر کے بارے میں اطلاعات۔ یہ کیسے ممکن ہے۔
وہ تو انتہائی غیر اہم مقامی آدمی ہے۔ بہرحال اگر اُسے معلومات حاصل
بھی تھیں تو اب وہ ان کا اظہار کسی سے نہ کر سکے گا۔ کیونکہ میں نے
اُسے گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے" ——— گورما نے تیز لہجے میں کہا۔
اور پھر اچانک اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال
لیا۔

"اب تم پہلے اپنی شناخت کراؤ۔ مجھے شک پڑ رہا ہے کہ تم
لوگ وہ نہیں ہو جو اپنے آپ کو پوز کر رہے ہو" ——— گورما نے غراتے
ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"کیا واقعی تم نے فرناڈو کو ختم کر دیا ہے" ——— عمران نے اس
کے ریوالور اور لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"ایک بار تو بتا دیا ہے۔ تم شناخت کراؤ۔ اگر میں تمہاری شناخت

سے مطمئن نہ ہوا تو تمہیں بھی اُسی ٹارچنگ روم میں لے جاؤں گا۔ جہاں فرناڈو کی بگڑی ہوئی لاش پڑی ہے"۔۔۔۔ گورما نے تیز لہجے میں کہا۔

" لیکن موت صرف تمہارے ٹارچنگ روم تک ہی محدود نہیں ہے مسٹر گورما "۔۔۔۔ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی کوٹ کی جیب سے شعلہ سا نکلا اور گورما کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اور ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا۔ ابھی گورما کی چیخ سے کمرہ گونج ہی رہا تھا کہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ اس کے چاروں مسلح افراد بھی چیختے ہوئے فرش پر گرے۔

" باہر دیکھو۔ جو نظر آئے اڑا دو "۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اچھل کر اس نے گورما کے سینے پر زوردار فلائنگ کک جما دی۔ جو اب لڑکھڑا کر سیدھا کھڑا ہو ہی رہا تھا۔ زوردار فلائنگ کک کھا کر گورما چیختا ہوا پشت کے بل ایک صوفے پر گرا۔ اور پھر وہ صوفے سمیت پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ جب کہ عمران کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے سے باہر کی طرف نکل گئے۔ گورما اس انداز میں گرا تھا کہ اس کا سر نیچے اور دونوں ٹانگیں الٹے ہوئے صوفے کے اوپر سے اٹھی ہوئیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے ہاتھ جیب سے نکال لیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھا تھا۔ کیونکہ اُسے گورما کی طاقت اور پھرتی کا اندازہ اس کا جسم دیکھ کر ہی ہو گیا تھا۔ اور وہی ہوا۔ نیچے گرتے ہی گورما بجلی کی سی تیزی سے واپس اچھلا۔ اور اگر عمران ذرا بھی آگے بڑھ جاتا۔ تو لازماً وہ پوری قوت سے اس سے آ ٹکراتا۔ اور ظاہر ہے عمران کو خاصی ضرب لگ جاتی۔ لیکن اب جیسے

ہی گورما اچھل کر کھڑا ہوا۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گورما بھاری جسم رکھنے کے باوجود چیختا ہوا اس طرح اچھل کر سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا جیسے اس کا وزن ہی نہ ہو۔ دیوار سے ٹکرا کر گورما اتنی ہی رفتار سے واپس آیا مگر عمران پہلے سے اس کے لئے تیار تھا۔ عمران نے لات گھمائی اور گورما چیختا ہوا لٹو کی طرح گھوما اور پشت کے بل نیچے جا گرا۔ عمران نے اچھل کر اس کی گردن کے مخصوص حصے پر اپنے بوٹ کی ٹھوکر ماری اور بُری طرح تڑپتا ہوا گورما یکلخت اس طرح ساکت ہو گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔

" باہر صرف ایک آدمی تھا۔ وہ ختم ہو گیا "۔۔۔۔ اُسی لمحے کیپٹن شکیل اور جولیا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اس کے آدمی ہماری طرف گئے ہیں۔ وہ لازماً واپس لوٹیں گے۔ اس لئے تم سب انتہائی محتاط رہو گے۔ میں اس دوران اس سے پوچھ گچھ مکمل کر لینا چاہتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے گورما کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور سٹنگ روم سے باہر آ گیا۔ ابھی وہ برآمدے میں ہی تھا کہ اندر ایک کمرے سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ عمران تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے گورما کو وہیں فرش پر پٹخا اور ساتھ آنے والی جولیا کو اشارہ کیا کہ وہ اس کا خیال رکھے اور خود اس نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

" یس "۔۔۔۔ عمران کے حلق سے گورما کی آواز نکلی۔

"باس میں جمی بول رہا ہوں۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے، وہاں کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ اب کیا حکم ہے۔ وہاں ان کا انتظار کیا جائے یا نہ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"اوہ۔ تم لوگ وہیں ٹھہرو۔ وہ لازماً واپس آئیں گے۔ ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ اور سنو۔ تم نے وہیں رہنا ہے چاہے تمہیں ان کے انتظار میں دو گھنٹے کیوں نہ لگ جائیں"۔۔۔۔ عمران نے گورما کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"چلو۔ یہ خطرہ تو دو گھنٹے تک ٹل گیا۔ میں ذرا تنویر سے رپورٹ لے لوں"۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے ڈبے کی شکل کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ فکسڈ فریکوینسی ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔ عمران کالنگ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد تنویر کی آواز ابھری۔

"کیا رپورٹ ہے تنویر اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ نیلی کار تو مغربی ساحل کے قریب ایک جنرل پارکنگ میں کھڑی مل گئی ہے۔ لیکن وہ آدمی غائب ہیں۔ ہم اس کار کی نگرانی کر رہے ہیں کہ شاید وہ واپس آئیں اوور"۔۔۔۔ تنویر نے

جواب دیا۔

"او۔کے۔ خیال رکھنا۔ ہم نے بھی یہاں گورما کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ہم بھی یہاں سے فارغ ہو کر سیدھے وہیں آئیں گے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"صدیقی کو کہو کہ کہیں سے رسی ڈھونڈھ لائے۔ میں جلد از جلد اس جگہ سے واپس جانا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔ اور جولیا سر ہلاتی ہوئی باہر چلی گئی۔ عمران نے جھک کر گورما کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن گورما کی جیبیں یکسر خالی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد جولیا اور صدیقی دونوں اندر داخل ہوئے۔ صدیقی کے ہاتھ میں نائلون کی رسی کا ایک گچھا موجود تھا۔

"اسے اچھی طرح باندھ دو صدیقی۔ اور اس کے بعد میں تو اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ تم کیپٹن شکیل اور جولیا مل کر اس پورے اڈے کی تلاشی لو۔ ہمارا ٹارگٹ اس کا اسلحہ خانہ ہے۔ وہاں سے ضروری اسلحہ حاصل کرنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد گورما کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے۔ اور اسی رسی سے اس کے پیر باندھ کر صدیقی نے اسے گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اور پھر وہ جولیا سمیت کمرے سے باہر چلا گیا۔

عمران نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور دوسرے لمحے اس کا بٹ پوری قوت سے گورما کے جبڑے پر مار دیا۔ دو زوردار

ضربوں کے ساتھ ہی گورما ہوش میں آگیا۔ اس کے منہ سے کراہیں
نکلنے لگیں۔ لیکن پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے آپ کو
جلد ہی کنٹرول کر لیا۔ اب اس کی آنکھوں میں سختی کے تاثرات ابھر
آئے تھے۔ اور وہ بندھا ہونے کے باوجود انتہائی سخت نظروں سے
عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جو خاموش اور مطمئن کھڑا ہوا تھا۔

"ہاں تو گورما۔ تم نے فرناڈو پر تشدد کر کے اس سے ہمارے متعلق
اگلوایا۔ اور پھر ہماری کوٹھی پر ریڈ کرنے کے لئے اپنے آدمی بھجوا دیئے۔
لیکن ایک بات بتاؤ کہ ڈوچے کیوں مغربی ساحل پر گیا ہے۔ حالانکہ وہ
پہلے یہاں موجود تھا" ـــــ عمران نے ڈوچے کے متعلق اندازہ لگاتے
ہوئے کہا۔

"ڈوچے اور کنگ دونوں اپنے ہیڈ کوارٹر چلے گئے ہیں۔ ان کی
وہاں ضرورت تھی" ـــــ گورما نے سخت اور مطمئن لہجے میں کہا۔

"ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ اور نہ انہوں نے مجھے بتایا ہے" ـــــ گورما
نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جولیا اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہوئے۔

"ہمیں یہاں کوئی اسلحہ خانہ نہیں مل سکا" ـــــ جولیا نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔ اور کرسی پر بندھا بیٹھا گورما جولیا کی بات سن کر
چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ اب گورما خود بتلائے گا کہ اس کا اسلحہ خانہ کہاں

ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اگر ویسے ہی مل جاتا تو مجھے اس پر وقت
ضائع نہ کرنا پڑتا" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی اسلحہ خانہ نہیں ہے۔ تم بے شک سارے ہیڈ کوارٹر
کی تلاشی لے لو۔ ویسے کیا تم واقعی وہی عمران ہو۔ جس کا ذکر باس
ڈوچے نے کیا تھا" ـــــ گورما نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں وہی عمران ہوں۔ تمہارے باس ڈوچے کا پرانا دوست
اور یہ بھی بتا دوں کہ ڈوچے کو میں نے گریٹ بال پہنچنے سے پہلے ہی
روک دیا ہے۔ وہ شاید اب پہلے سے کہیں زیادہ احمق ہو گیا ہے۔
کہ لانچ پر گریٹ بال تک جانا چاہتا تھا" ـــــ عمران نے منہ
بناتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"باس ڈوچے اتنا احمق نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھ رہے ہو۔
وہ سپیشل آبدوز پر آیا تھا اور اسی سے واپس جائے گا۔ اور تم
لاکھ سر پٹک لو۔ اسے نہیں روک سکتے۔ کیونکہ تمہاری آبدوز
تباہ ہو چکی ہے۔ اور گریٹ بال تک بغیر آبدوز کے کوئی نہیں پہنچ
سکتا" ـــــ گورما نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔ وہ یہی
بات گورما کے منہ سے اگلوانا چاہتا تھا۔ کہ ڈوچے کس ذریعے سے
واپس جائے گا۔ اور سپیشل آبدوز کے سامنے آجانے سے وہ سمجھ
گیا کہ اب وہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ نہیں آسکتا۔

"سنو گورما۔ مجھے فرناڈو نے بتایا تھا کہ تمہارے اسلحہ خانہ
میں انتہائی جدید اسلحہ موجود ہے۔ اور مجھے وہی اسلحہ چاہیئے۔
اگر تم نے نہ بتایا تو میں تمہیں یہیں بندھا چھوڑ جاؤں گا۔ اور واپس

کنٹرول ڈائنامنٹ فٹ کر جاؤں گا۔ پھر تم جانتے ہو۔ کہ جب ڈائنامنٹ
پھٹنے کے بعد تمہارا وہ جدید اسلحہ خانہ پھٹے گا تو تمہارا کیا حشر ہو
گا "۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہونہہ۔ اول تو یہاں کوئی اسلحہ خانہ ہے ہی نہیں۔ اور اگر ہوتا
بھی تو کم از کم اتنی حماقت تو کوئی بھی نہ کر سکتا کہ اس قدر جدید
اسلحہ خانہ کو اس انداز میں تیار کراتا کہ وہ ڈائنامنٹ کے پھٹنے سے
تباہ ہو سکتا۔ ڈی اسٹان اسلحہ خانے ڈائنامنٹ تو کیا ایٹم بم
سے بھی تباہ نہیں ہو سکتے "۔۔۔ گورما نے بڑے طنزیہ لہجے میں
کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" بہت شکریہ گورما۔ تم نے اپنے اسلحہ خانے کی لوکیشن خود ہی
بتا دی ہے۔ تمہارا انداز بتا رہا تھا کہ تم جسمانی طور پر بے پناہ طاقتور
ہو۔ اس لئے تم پر تشدد بے کار ثابت ہوتا۔ لیکن جس قدر تم جسمانی
طور پر بے پناہ طاقتور ہو۔ اتنے ہی ذہنی طور پر پس ماندہ ہو۔ اس
لئے میں نے چکر دے کر تم سے اگلوا لیا ہے۔ اور اب ڈی اسٹان
طرز تعمیر کے سامنے آجانے کے بعد تمہارا اسلحہ خانہ تلاش کرنا
میرے لئے مشکل نہ ہو گا "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور گورما کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

" تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم ڈی اسٹان کو کیسے جان سکتے ہو "۔۔۔
گورما نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" تم ڈی اسٹان طرز تعمیر کی بات کر رہے ہو۔ یہ تو اسلحہ خانے
کے لئے اب متروک ہو چکا ہے۔ اب تو خطرناک اسلحہ خانے کے لئے

الیکٹران طرز تعمیر استعمال ہو رہا ہے "۔۔۔ عمران نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی وہ جولیا کی طرف مڑ گیا۔

" جولیا۔ تم اس کا خیال رکھنا۔ میں جا کر اس کا اسلحہ خانہ چیک کروں۔
اگر مطلوبہ اسلحہ مل جاتا ہے تو اچھا ہے۔ اس طرح ہمارا مزید
وقت ضائع نہ ہو گا۔ اور ہم براہ راست یہیں سے گریٹ بال پر
حملہ آور ہو جائیں گے "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر ہاتھ میں پکڑی
ہوئی مشین گن جولیا کی طرف اچھالتے ہوئے وہ اس کمرے کے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ دروازے تک پہنچا بھی نہ
تھا کہ کیپٹن شکیل اندر داخل ہوا۔

" عمران صاحب۔ یہاں ایک مکمل ٹرانسمیٹر روم موجود ہے۔
اور ٹرانسمیٹر پر کال آ رہی ہے "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اوہ۔ اچھا۔ کہاں ہے۔ آؤ "۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
اور پھر وہ کیپٹن شکیل کے ساتھ تقریباً دوڑتا ہوا تھوڑی دیر بعد
واقعی ایک چھوٹے کمرے میں پہنچ گیا۔ جس میں جدید ترین ساخت
کے ٹرانسمیٹر نصب تھے۔ ایک ٹرانسمیٹر پر واقعی کال آ رہی تھی۔
عمران چند لمحے غور سے اس ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ
بڑھا کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ ڈوچے کالنگ فرام گریٹ بال اوور "۔۔۔
تیز آواز ٹرانسمیٹر سے بلند ہوئی۔

" یس باس ۔۔۔ گورما اٹنڈنگ یو اوور "۔۔۔ عمران نے
گورما کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"گورما۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے اوور" ڈوچے نے اُسی طرح تیز لہجے میں پوچھا۔

"ان کی کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے اپنے آدمی اس کے گرد لگا دیئے ہیں۔ وہ جیسے ہی واپس آئے ہم انہیں کور کر لیں گے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تمہارے ہیڈ کوارٹر پر تو انہوں نے حملہ نہیں کیا اوور"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں یہاں بھی ان کا منتظر ہوں اوور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ وہ گریٹ بال پر حملے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اب تم اس سے خود ہی نمٹتے رہو۔ میں فوری طور پر گریٹ بال کو ڈاکر جزیرے پر شفٹ کر رہا ہوں۔ تاکہ عمران کی پہنچ سے نکل جاؤں۔ بس صرف چند دن چاہئیں۔ مجھے۔ اس کے بعد ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا اور پھر نہ عمران رہے گا اور نہ مسلمان اور مسلم ممالک۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ بہرحال تم بے پناہ محتاط رہنا اوور"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ اور عمران کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"باس۔ میں تو بہرحال ان کا خاتمہ کر دوں گا۔ لیکن آپ کو اطلاع کیسے دوں اوور"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"تم اپ سپیشل فریکونسی نوٹ کر لو۔ اس پر تم مجھے کال کر سکتے ہو۔ اس عمران کی لاش کو مسخ نہ ہونے دینا۔ تمہاری اطلاع ملنے کے

بعد میں کنگ کو بھیجوں گا جو اس کی لاش یہاں گریٹ بال میں لے آئے گا۔ تاکہ میں خود اُسے چیف باس کے پاس روانہ کر سکوں"۔۔۔ ڈوچے نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک فریکونسی بتانی شروع کر دی۔

"یس باس۔۔۔ میں آپ کو فوراً اطلاع کر دوں گا اوور" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا اوور اینڈ آل" ڈوچے نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چلو اب اسلحہ خانہ ڈھونڈنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ ڈاکر جزیرہ یہاں سے بہت دور ہے۔ اور یہاں سے اس اسلحے کے ذریعے اس پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ پہلے میرا یہی پروگرام تھا کہ یہیں سے سپیشل راکٹ میزائل فائر کر کے گریٹ بال کو سطح سمندر پر آنے پر مجبور کر دوں گا۔ اس کے بعد اس کی تباہی آسان ہو جاتی۔ اب ہمیں براہِ راست ڈاکر جزیرے پر جانا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہو گا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بھی اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

"ڈوچے کی اس کال سے میرے ذہن میں ایک نیا منصوبہ ابھرا ہے۔ ڈاکر جزیرے تک گریٹ بال کو پہنچتے پہنچتے ایک دو روز تو لگ ہی جائیں گے۔ کیونکہ اس قدر وزنی اور بڑا پراجیکٹ

اتنی تیزی سے تو سمندر میں سفر نہیں کر سکتا۔ ہم یہاں سے کوئی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر اغوا کر کے اس سے پہلے اگر ڈاکر جزیرے پر پہنچ جائیں تو پھر اس گریٹ بال کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ چیف باس اٹنڈنگ"۔۔۔ اس آدمی نے جو وارٹ پاور کا چیف باس تھا انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ میں آرمیر بول رہا ہوں ٹرانسمیٹر سیکشن سے۔ آپ نے آرشیا سے کئی ٹرانسمیٹر کالیں ریسیو کی ہیں آخری ٹرانسمیٹر کال، جوڈ وپچے نے کی۔ اس کال کے دوران ہماری مشینری نے بتایا ہے کہ ریسیونگ لوکیشن چیک کی گئی ہے"۔۔۔ آرمیر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری کال چیک کی جا سکے"۔۔۔ چیف باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں - بظاہر تو یہ ناممکن ہے - لیکن ایسا ہوا ہے - اس کا علم اس وقت ہوا جب ہم نے سٹلائٹ سے کراس کالز کا ریکارڈ طلب کیا - اس پر ہم نے مزید چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ یہ کال آرشیلا سے ہی چیک کی گئی ہے - اور چیک کرنے والی مشین ایل - آر - سی ہے" آرمیر نے جواب دیا -

" اوہ - ویری بیڈ - اس طرح تو ہیڈ کوارٹر لوکیشن سامنے آ گئی ہو گی" ___ چیف باس نے دانت پیستے ہوئے کہا -

" نہیں باس - ہیڈ کوارٹر لوکیشن چونکہ پہلے سے ہی ڈاجنگ رکھی گئی تھی - اس لئے چیکنگ مشین نے اسے پلان کے مطابق گرموٹ لینڈ ہی بتایا ہو گا - انہیں کسی صورت بھی بلیک پاگوس کا علم نہ ہو سکا ہو گا " ___ آرمیر نے جواب دیا - اور چیف باس کے حلق سے اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا -

" اوہ - شکر ہے - ورنہ میں تو بری طرح پریشان ہو گیا تھا - ٹھیک ہے - وہ گرموٹ لینڈ میں برف کی تہہ کھنگالتے رہیں گے " ___ چیف باس نے مطمئن لہجے میں کہا -

" ٹھیک ہے باس - میں نے تو صرف یہ بات آپ کے نوٹس میں لانی تھی " ___ آرمیر نے جواب دیا -

" آرمیر - آرشیا میں تکاشی گروپ کے علاوہ بھی ہمارے مخبر موجود ہیں - کیا تم ان سے رابطہ کر کے حالات معلوم کر سکتے ہو " ___ چیف باس نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا -

" یس باس ___ زیرو زیرو ون وہاں موجود ہے - میں اس سے

بات کرتا ہوں "

" او - کے - اس سے آرشیا کی پوری تفصیل معلوم کرو " ___ چیف باس نے کہا - اور رسیور رکھ دیا - اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں -

" یہ عمران تو واقعی بھوت بن کر ہم سے چمٹ گیا ہے - اس سے تو پیچھا چھڑانا ہی مشکل ہو گیا ہے " ___ چیف باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا -

تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی -

" یس ___ چیف باس اٹنڈنگ " ___ چیف باس نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا -

" آرمیر بول رہا ہوں باس - زیرو زیرو ون سے میں نے رپورٹ لے لی ہے - باس انتہائی تشویش ناک خبر ہے تکاشی کا ہیڈ کوارٹر جس میں خوفناک اسلحے کا سٹور تھا - ایک خوفناک دھماکے سے تباہ ہو چکا ہے - اور باس اس ہیڈ کوارٹر کے انچارج گورما کی لاش کے ٹکڑے بھی ملبے سے دستیاب ہوئے ہیں - ویسے اس گروپ کے آدمی بچ گئے ہیں - وہ دھماکے کے وقت ہیڈ کوارٹر میں نہیں تھے - اب زیرو زیرو ون ہی انہیں کنٹرول کر رہا ہے " آرمیر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا -

" اوہ - ویری بیڈ - اس کا مطلب ہے کہ آرشیا میں عمران اور اس کے ساتھی سپر ہینڈ ہو چکے ہیں - اور گریٹ بال مشن سخت خطرے میں ہے - اب تو مجھے آرشیلا سے ملنے والی کسی رپورٹ

پر بھی اعتبار نہیں رہا۔ میرا خیال ہے۔ مجھے اب ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے رہنے کی بجائے خود گریٹ بال کا چارج سنبھال لینا چاہیئے۔ آرمیر، تم ایسا کرو کہ فوراً ڈوچے سے ٹرانسمیٹر پر میرا رابطہ کراؤ" ——— چیف باس نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

چیف باس نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن اب اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ کچھ دیر بعد میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ چیف باس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— ڈوچے کالنگ اٹنڈنگ فرام گریٹ بال اوور" ڈوچے کی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سپیکنگ ڈوچے۔ گریٹ بال کس پوزیشن میں ہے اوور" ——— چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہم ڈاکر جزیرے کی طرف واپس جا رہے ہیں چیف باس۔ میں نے محسوس کیا ہے۔ کہ عمران اور اس کے ساتھی تکاشی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کی بجائے گریٹ بال پر براہِ راست حملہ کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ اس کے آدمی فرناڈو سے مجھے اس اسلحے کی لسٹ مل گئی تھی جو عمران نے اس فرناڈو کو مہیا کرنے کے لیئے دی تھی۔ یہ اسلحہ ایسا ہے کہ اس کی مدد سے جزیرہ آرشیا سے گریٹ بال پر خوف ناک حملہ کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ عمران کی وہ مچھلی نما آبدوز تباہ ہو چکی ہے۔ اس لیئے لازماً عمران نے جزیرہ آرشیا سے ہی گریٹ بال پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ چنانچہ اس لسٹ کو دیکھتے ہی میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور میں نے فوری طور پر گریٹ بال کو واپس ڈاکر جزیرے کی طرف لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح فاصلہ بے حد بڑھ جانے کی وجہ سے جزیرہ آرشیا پر سے گریٹ بال پر حملہ نہ کیا جا سکے گا۔ ویسے گریٹ بال پر حملہ کرنے کے لیئے آبدوز کی ضرورت لازمی ہے۔ آبدوز کے بغیر عمران کچھ نہیں کر سکتا۔ اور آبدوز اُسے کسی صورت میں بھی جزیرہ آرشیا سے نہیں مل سکتی۔ اور دوسری بات یہ کہ عمران یہی سمجھتا رہے گا۔ کہ گریٹ بال اُسی جگہ پر موجود ہے۔ جہاں وہ اُسے سمجھ کر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح وہ حملہ کرے گا۔ تو اس کا اسلحہ مکمل طور پر ضائع ہو جائے گا۔ جب کہ عمران یہی سمجھے گا کہ اس نے گریٹ بال کو تباہ کر لیا ہے۔ پھر وہ اپنی کامیابی کے نتائج چیک کرنے کے چکر میں پھنس جائے گا۔ اور ہمیں بہرحال اتنا وقت آسانی سے مل جائے گا کہ ہم اس دوران اپنے مشن کو تکمیل دے سکیں اوور" ——— ڈوچے نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ اور چیف باس کے چہرے پر ڈوچے کی تفصیلی بات سن کر گہرے اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"اوہ ویری گڈ پلاننگ ڈوچے۔ تم نے واقعی عمران کو ڈاج دینے کے لیئے بہترین اور فول پروف پلاننگ کی ہے۔ اب سنو ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ عمران نے تکاشی کے ہیڈ کوارٹر جس کا

انچارج گورما تھا۔ بم سے اڑا دیا ہے۔ اس کا اسلحے کا سٹور بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اور گورما کی لاش کے بھی ٹکڑے وہاں سے ملے ہیں۔ جب کہ اس کے بیشتر آدمی بچ گئے ہیں۔ وہ شاید اس وقت ہیڈ کوارٹر میں نہ تھے۔ اس پر میں بے حد پریشان ہوا۔ اور میں نے تو فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اب میں ہیڈ کوارٹر کو چھوڑ کر خود گریٹ بال میں پہنچ کر اس مشن کو کنٹرول کروں۔ لیکن تمہاری پلاننگ سن کر مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ بہرحال یہ عمران ہمارے گریٹ بال مشن کے پیچھے بھوت بن کر چمٹ گیا ہے۔ تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے کم سے کم وقت میں اس مشن کو مکمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ہاں۔ ڈاکر جزیرے پر موجود ایکشن گروپ تو واپس آ چکا ہے۔ کیا اسے دوبارہ وہاں بھجوایا جائے" ___ چیف باس نے کہا۔

"نہیں باس۔ اب ان کی ضرورت نہیں رہی۔ ویسے بھی ڈاکر جزیرے پر پہنچنے کے بعد مجھے زیادہ دن نہ لگیں گے۔ اب مشن تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے۔ میں کام اور زیادہ تیز کر دوں گا۔ مجھے ابھی اڑتالیس گھنٹے لگیں گے۔ ڈاکر جزیرے تک پہنچنے میں اور وہاں پہنچنے کے بعد جزیرے پر پانی کے حصول کے لئے مشینری وغیرہ کی فٹنگ پر آٹھ دس گھنٹے لگ جائیں گے۔ اس کے بعد میں انتہائی تیز رفتاری سے کام شروع کر دوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین روز کے اندر ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ اوور" ___ ڈوچے نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ___ یہ یہودیوں کی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ ہو

گا۔ اپنی پوری صلاحیتیں اور توانائی اس کی تکمیل پر لگا دو۔ اور جب یہ مکمل ہو جائے تو مجھے کال کرنا۔ میں سپیشل جہاز پر خود وہاں آؤں گا۔ اور اس مشن کا فائنل بٹن خود اپنے ہاتھوں سے آن کروں گا جس کے اندر لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی موت چھپی ہوئی ہے اوور"۔ چیف باس نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"یس باس ___ آپ قطعی بے فکر رہیں اوور" ___ ڈوچے نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ___ چیف باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میں دیکھوں گا عمران کہ تم یہودیوں کا کب تک مقابلہ کر سکتے ہو۔ صرف چند روز رہ گئے ہیں۔ تمہاری اور تمہارے ساتھ کروڑوں مسلمانوں کی زندگی کے" ___ چیف باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ___ موگی سپیکنگ" ___ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"موگی ___ میرے سپیشل ___ طیارے کو ہر وقت اوکے رہنا چاہیئے۔ میں کسی بھی وقت اس پر طویل سفر کر سکتا ہوں" ___ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں آپ کے احکامات پہنچا دیتی ہوں۔ طیارہ اوکے رہے گا باس" ___ موگی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس ہفتے میں کسی بھی وقت سفر کر سکتا ہوں۔ صرف پانچ منٹ کے نوٹس پر۔ سمجھ گئیں"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ موگی نے جواب دیا۔ اور چیف باس نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اور پھر میز پر پڑی ہوئی کئی فائلوں میں سے ایک فائل اپنی طرف گھسیٹ لی۔ اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ کامیابی کی چمک بھی نمایاں تھی۔ شاید ڈوپچے کی پلاننگ سن کر اسے گریٹ بال مشن کی کامیابی کا سو فیصد یقین ہو گیا تھا۔

سپیشل نیول طیارہ انتہائی بلندی پر سمندر کے اوپر پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ طیارے میں اس وقت عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے ۔۔۔ غوطہ خوری کے مخصوص لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کی بیلٹس کے ساتھ ایک ایک سیاہ رنگ کے واٹر پروف کینوس کا بنا ہوا ۔۔۔ تھیلا بھی علیحدہ بندھا ہوا تھا۔ عمران نے گورما کے ہیڈ کوارٹر سے نکلنے سے پہلے اس کا اسلحہ خانہ چیک کر لیا تھا۔ اور پھر اس میں سے نہ صرف مخصوص قسم کا اسلحہ اس نے نکال لیا تھا۔ بلکہ اس کے اندر ایک انتہائی طاقت کا ٹائم بم بھی اس طرح نصب کر دیا تھا کہ جو ان کے گورما کے ہیڈ کوارٹر سے نکلنے کے دو گھنٹے بعد فائر ہونا تھا۔ دو گھنٹے کا وقت اس نے جان بوجھ کر رکھا تھا۔ کیونکہ اسلحہ خانہ اس قسم کا تھا کہ اس میں یقیناً گورما کے علاوہ اور کوئی آدمی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اور گورما

کو وہ پہلے ہی گولی مار چکا تھا۔ اس لئے ٹائم بم کی چیکنگ نہ ہو سکتی
تھی۔ اور ان دو گھنٹوں کے دوران اس نے ڈاکر جزیرے تک پہنچنے
کے فوری انتظامات کرنے تھے۔ اس کی پلاننگ یہی تھی کہ جب
وہ جزیرہ آرشیا چھوڑیں تو اس کے دس پندرہ منٹ بعد ہی گورما
کے ہیڈ کوارٹر میں تباہی آ جائے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ گورما کے
آدمی اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں جس میں پہلے عمران اور اس کے
ساتھی موجود تھے۔ اور عمران نے گورما کی آواز میں انہیں وہاں رکنے کا
حکم دے رکھا تھا۔ اس لئے اُسے معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی
خبر ملتے ہی وہ سب ان کی تلاش میں جزیرے کا ایک ایک چپہ چھان
ماریں گے۔ اور چھوٹے سے جزیرے میں ان کا چھپنا محال ہو جائے گا۔
اور اگر وہ ان آدمیوں سے الجھ کر رہ گئے تو پھر کسی طرح بھی وہ گریٹ
بال کے جزیرہ ڈاکر پہنچنے سے پہلے جزیرے تک نہ پہنچ سکیں گے اور
عمران یہی چاہتا تھا کہ وہ ڈوبے اور گریٹ بال کے ڈاکر جزیرے پر
پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ اس نے اپنی ساری پلاننگ کا
بنیادی پوائنٹ یہی بنایا تھا۔ اس لئے اس نے گورما کے ہیڈ کوارٹر
سے نکلتے ہی سب سے پہلے فارن کال کے ذریعے پاچان میں اپنے
دوست ایڈمرل کو کال کیا۔ اور اس سے فوری طور پر سپیشل نیول طیارہ
جزیرہ آرشیا کے شمالی ساحل پر پہنچانے کے لئے کہا۔ جس کے ذریعے
وہ آسانی سے ڈاکر جزیرے پر اتر سکیں۔ اور ایک گھنٹے کے انتظار
کے بعد سپیشل نیول طیارہ جزیرہ آرشیا پر پہنچ گیا۔ اور اس وقت
وہ اسی طیارے میں سوار انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ڈاکر جزیرے

کی طرف پرواز کر رہے تھے۔ اس نے سپیشل نیول طیارہ اس لئے بھی
منگوایا تھا تاکہ اگر سمندر کی تہہ میں حرکت کرتے ہوئے گریٹ بال
میں سے فضائی نگرانی کی جا رہی ہو تو وہ اُسے عام طیارہ سمجھیں۔ کیونکہ
ایسے طیارے عام طور پر سمندر کے اوپر پرواز کرتے رہتے تھے۔
گو سپیشل نیول طیارہ چھوٹے سے چھوٹے جزیرے پر بھی اتر سکتا تھا۔
لیکن عمران نے جان بوجھ کر بغیر پیراشوٹوں کے جزیرے سے ہٹ کر سمندر
میں اترنے کا پروگرام بنایا تھا۔ تاکہ اگر ڈاکر جزیرے پر کوئی مشین یا چیکنگ
پارٹی موجود ہو تو وہ طیارے کے اترنے سے حرکت میں نہ آ جائے۔
اور پیراشوٹوں کی وجہ سے بھی وہ کسی جگہ سے چیک نہ ہو سکیں۔ کیونکہ
بغیر پیراشوٹ کے تو انہوں نے کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرنا تھا۔
"یہ گریٹ بال تو سمندر کی تہہ میں موجود ہو گا۔ اور ہم اس عام سے
غوطہ خوری کے لباس کی مدد سے تو سمندر کی تہہ تک نہیں جا سکتے"۔
عمران کے قریب بیٹھے صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہو سکتا ہے سمندر کی تہہ ہی ہمارے استقبال کے لئے اوپر
آ جائے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر تو
اس کا جواب سن کر جھینپ سا گیا۔ مگر سوائے تنویر کے باقی ساتھیوں
کے حلق سے بے اختیار قہقہے نکل گئے۔
"صفدر درست کہہ رہا ہے۔ تم سب کو تو سوائے عمران کی باتوں
پر ہنسنے کے اور کچھ آتا ہی نہیں"۔۔۔ تنویر۔ صدیقی اور چوہان پر
الٹ پڑا۔ کیونکہ ان دونوں کے قہقہے ہی سب سے بلند تھے۔
"ہم عمران کی بات پر ہی نہیں تمہاری بات پر اس سے بھی زیادہ

زور دار قہقہہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن ذرا صفدر سے پوچھو کہ جب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ ہم نے ڈاکر جزیرے پر جانا ہے۔ تو کیا وہ گریٹ بال ڈاکر جزیرے کے اوپر پہنچے گا"۔۔۔۔ جوہان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ہمارا ٹارگٹ تو گریٹ بال ہے۔ ڈاکر جزیرہ تو نہیں ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"یار اس میں لڑنے والی کونسی بات ہے۔ ٹارگٹ کے اوپر کھڑے ہو کر تو تیر نہیں چلایا جا سکتا۔ کچھ تھوڑا بہت دور ہٹ کر ہی نشانہ باندھا جاتا ہے۔ جیسے جولیا مجھ سے ہٹ کر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے ٹارگٹ میں ہی ہوں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں بنانے لگی تمہیں ٹارگٹ۔ شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں"۔۔۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تنویر آئینے کے سامنے سے ہٹے گا تو شکل بھی دیکھوں گا"۔۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پھر بکواس پر اتر آئے۔ مجھے کیا ضرورت ہے آئینے کے سامنے کھڑے رہنے کی"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر کسی روز کھڑے ہو ہی جاؤ۔ تاکہ کم از کم جولیا پر تو تمہارا شک باقی نہ رہے گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس بار طیارہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اور تنویر عمران کے اس کاٹ دار جواب سے واقعی کھسیانا ہو کر رہ گیا۔

"بس تمہیں یہی کام آتا ہے۔ کہ اپنی بات دوسروں پر الٹ دو۔ تنویر تم سے کہیں زیادہ خوب صورت ہے"۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر کنٹرول کیا ہے۔ اور اب وہ جان بوجھ کر تنویر کو چھیڑ رہی ہے۔ وہ بھی شاید اپنے متعلق تنویر اور عمران کے درمیان ہونے والی نوک جھونک سے لطف لیتی تھی۔ اور یقیناً ایسا اس کی مخصوص نسوانی نفسیات کی وجہ سے تھا۔ جب کہ تنویر کی اپنی نفسیات تھی۔ جولیا کے اس فقرے سے اس کی آنکھوں میں چمک اور گالوں پر سرخی پھوٹ پڑی۔ اور اس کا پہلے سے پھیلا ہوا سینہ مزید دو تین انچ تک پھیل گیا۔ حالانکہ وہ بھی جانتا تھا کہ جولیا عمران کے مقابلے میں اُسے کبھی ترجیح نہیں دے سکتی۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی نفسیات سے مجبور تھا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔۔۔ اس کے گورے چٹے گال پر سیاہ نشان لگا دو۔ خوب صورت بچوں کو نظر جلدی لگ جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ اور طیارہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تنویر کا تو منہ بالکل اس طرح بگڑ گیا جیسے اس کے حلق میں یک لخت کسی نے کونین کی دو تین گولیاں نہیں بلکہ پورا پیکٹ ہی الٹ دیا ہو۔ جب کہ جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جناب ڈاکر جزیرہ قریب آنے والا ہے۔ اب کیا حکم ہے"۔۔۔ اُسی لمحے باچانی پائلٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک پڑے۔

"جزیرے سے کم از کم پانچ سو میٹر دور مشرق میں ہم نے سمندر

میں اترنا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ
ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو
گئے۔ ان سب کے چہروں پر یک لخت گہری سنجیدگی کے آثار نمودار
ہو گئے تھے۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی سمجھتے تھے کہ اس جہاز سے اترنے
کے بعد ان کا اصل مشن شروع ہو جائے گا۔ اور یہ ایسا مشن تھا جس
میں سب کچھ ممکن تھا۔ گریٹ بال بھی تباہ ہو سکتا تھا۔ یا وہ سب اپنی جانوں
سے بھی ہاتھ دھو سکتے تھے۔ اور ان کی لاشیں سمندری مچھلیوں کی خوراک
بن جاتیں۔

"سنو۔ نیچے کودنے کے بعد تم سب نے سمندر کے اندر رہنا
ہے۔ صرف میں جزیرے پر جاؤں گا۔ اور پھر جیسی بھی صورت حال ہو
گی۔ میں تمہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دوں گا" ـــــ عمران نے مڑ کر اپنے
ساتھیوں سے کہا۔ اور اس کے بعد وہ اس دروازے کی طرف بڑھ
گیا جس سے اس نے نیچے کودنا تھا۔ یہ بات وہ پہلے ہی طے کر چکا تھا۔
کہ پہلے وہ کودے گا۔ اور جب وہ سمندر میں اتر جائے گا تو پائلٹ
باقی ساتھیوں کو کاشن دے گا اور پھر وہ سب نیچے کود دیں گے۔ سپیشل
نیول طیارہ اس وقت انتہائی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ اس لئے
انہیں طیارے سے کودنے کے بعد سمندر تک پہنچنے میں باوجود اس
کے کہ ان کے جسموں پر پیراشوٹ موجود نہ تھے کچھ وقت لگ جانا تھا۔
عمران کی نظریں دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔ کیونکہ اس کے کھلنے اور
بند ہونے کا کنٹرول پائلٹ کے پاس تھا۔ اور پائلٹ نے ہدایات
کے مطابق مخصوص جگہ طیارہ پہنچنے پر اس کے کودنے کے لئے

دروازہ کھولنا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب جل اٹھا۔
اور اس کے ساتھ ہی بغیر کسی آواز کے دروازہ کھسک کر سائیڈ میں
غائب ہو گیا۔ اب باہر کی فضا صاف دکھائی دینے لگی تھی۔ بادل
طیارے کے ارد گرد تیرتے پھر رہے تھے۔ عمران نے مڑ کر اپنے
ساتھیوں کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ زوردار چھلانگ لگا کر
دروازے سے باہر فضا میں آ گیا۔ وہ کسی بھاری پتھر کی طرح سر کے
بل انتہائی تیز رفتاری سے اتنی بلندی سے نیچے سمندر کی طرف گرتا جا
رہا تھا۔ گرنے کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور اگر
عمران نے جان بوجھ کر آنکھیں بند نہ کی ہوتیں تو لازماً درمیان
میں ہی وہ بے ہوش ہو جاتا۔ لیکن اب بھی بے پناہ رفتار سے نیچے
گرنے کی وجہ سے اسے اپنے جسم پر ہوا کا دباؤ اس طرح محسوس ہو
رہا تھا جیسے کوئی اس کے جسم میں موجود ہڈیوں کو دو پتھروں کے درمیان
رکھ کر کچل رہا ہو۔ اور پھر کچھ دیر بعد یک لخت اس کو ایک زوردار جھٹکا
لگا۔ اور اس کے گرنے کی رفتار میں خاصی کمی آ گئی۔ اسی لمحے عمران
نے آنکھیں کھول دیں۔ غوطہ خوری کا جدید انداز کا بنا ہوا کنٹوپ اس
کے سر اور چہرے پر چڑھا ہوا تھا۔ اور وہ آسانی سے اس کنٹوپ
میں لگے ہوئے مخصوص شیشے میں جس پر پانی نہ ٹھہرتا تھا اپنے آپ
کو تیزی سے سمندر کی تہہ تک جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ لیکن
اسے نمایاں طور پر محسوس ہو رہا تھا۔ کہ اس کے گرنے کی رفتار پانی
کے دباؤ کی وجہ سے لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد

اس کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی پانی نے اُسے اوپر
کی طرف اچھال دیا۔ اب عمران کا جسم تیزی سے اوپر کی طرف جا رہا
تھا۔ لیکن تھوڑا سا اوپر جانے کے بعد عمران نے اپنے آپ کو سنبھالا۔
اور پھر اس نے تیزی سے اندازے کے مطابق مغرب کی طرف تیرنا
شروع کر دیا۔ غوطہ خوری کا لباس جسم پر ہونے کی وجہ سے وہ اطمینان
سے تیرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ جس جگہ وہ تیر رہا تھا وہاں پانی
میں ہلکی سی ہلچل موجود تھی۔ اور اس ہلکی سی ہلچل کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ
سمندر کی سطح پر خاصی زوردار طوفانی کیفیت موجود ہو گی۔ تھوڑی دیر
بعد اُسے سمندر کے اندر جزیرے کا سایہ نظر آنے لگا۔ اور اس
نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ جزیرے کے قریب جا کر اس نے پہلے
تو جزیرے کے گرد چکر لگایا وہ کسی ایسی مشینری کی تلاش میں تھا
جسے سمندر کے اندر چیکنگ کے لئے لگایا گیا ہو۔ لیکن وہاں
اُسے کوئی ایسی مشینری نظر نہ آئی تو وہ سطح کی طرف بلند ہونے لگا۔
تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے ساحل پر پہنچ گیا۔ وہاں واقعی خاصی
طوفانی کیفیت موجود تھی۔ لیکن اتنی بھی نہ تھی کہ اُسے کوئی نقصان پہنچ
سکتا۔ عمران چند لمحے تو ساحلی چٹانوں پر چڑھ کر ادھر ادھر کا محتاط انداز
میں جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے اپنا غوطہ خوری والا لباس اتارا اور
اُسے ایک چٹان کے پیچھے چھپا کر وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھتا گیا۔
جزیرے پر خاصا گھنا جنگل موجود تھا۔ لیکن جزیرے پر کوئی آدمی نظر
نہ آ رہا تھا۔ عمران درختوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ لیکن تھوڑی
دیر بعد ہی اُسے احساس ہو گیا کہ جزیرہ واقعی خالی پڑا ہوا ہے۔

تو اب اس نے زیادہ آزادی سے جزیرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔
پورے جزیرے کا چکر لگانے کے بعد جب اُسے مکمل یقین ہو گیا کہ
جزیرہ واقعی خالی ہے۔ تو اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر
سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کر کے اُسے دوبارہ بند کیا
تو ڈائل پر موجود چھ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔
"ہیلو ہیلو — عمران کالنگ اوور" — عمران نے واچ ٹرانسمیٹر
منہ کے قریب لاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔
"یس — جولیا اٹنڈنگ اوور" — چند لمحوں بعد واچ
ٹرانسمیٹر سے جولیا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔
"آپ لوگوں کی کیا پوزیشن ہے۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہے اوور"
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
"نہیں۔ ہم بخیریت اتر آئے ہیں۔ اور اس وقت سمندر کے اندر
اکٹھے موجود ہیں اوور" — جولیا نے جواب دیا۔
"او۔ کے۔ تم سب جزیرے پر آ جاؤ۔ جزیرہ فی الحال خالی پڑا
ہوا ہے اوور اینڈ آل" — عمران نے کہا۔ اور ونڈ بٹن کو دوبارہ
باہر کی طرف کھینچ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سوئیاں واپس وقت
والے ہندسوں پر خود بخود پہنچ گئیں۔
کال کرنے کے بعد عمران اب جزیرے کے درمیانی حصے کا
بغور جائزہ لینے کے لئے اس طرف کو جانے لگا۔ کیونکہ اُسے درختوں
کے درمیان کسی لکڑی کے کیبن کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔
اور پھر اس نے دیکھا کہ واقعی جزیرے کے عین درمیان میں گھنے

جنگل کے اندر لکڑی کا ایک بڑا سا کیبن موجود تھا۔ جس پر سبز رنگ
کیا گیا تھا۔ کیبن کے سامنے ایک قدرتی چشمہ تھا۔ جس کا پانی
چھوٹی سی ندی کی صورت میں مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ لیکن جس چیز
کو دیکھ کر عمران ٹھٹھکا تھا وہ اس چشمے کے ساتھ دو بڑے بڑے
پتھروں پر ایسے نشانات تھے جیسے ان پتھروں پر کوئی مشینری نصب
کی گئی تھی۔ کیونکہ ان پر اس مشینری کے بیس کی فٹنگ اب بھی
موجود تھی۔ عمران نے قریب جا کر انہیں دیکھا اور دوسرے لمحے
اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ کیونکہ بیس فٹنگ سے
ہی اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ان پتھروں پر پانی کھینچنے کیلئے بڑا سا
پمپ فٹ کیا گیا تھا۔ موٹی سی نال کے بھی زمین پر موجودگی کے نشانات
اس نے ٹریس کر لئے تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ انتظام ڈاکر جزیرے
کے قریب گریٹ بال کے اندر تازہ اور پینے کے پانی کی سپلائی
کے لئے کیا گیا ہو گا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ گریٹ بال
واقعی پہلے اس جزیرے کے ساتھ موجود تھا۔ جسے بعد میں یہاں
سے حرکت دے کر دوسرے جزیرے تک پہنچایا گیا تھا۔ اور
اب واپس یہاں لایا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں یہ انتظام دیکھ کر
چمک اٹھیں۔ اور گریٹ بال کے اندر داخل ہونے کا راستہ اس
کی سمجھ میں آگیا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس
گریٹ بال کے اندر داخل ہونے کا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے
غوطہ خوری کے لباس اتار دیئے تھے۔

"اپنے لباس ایسی جگہوں پر چھپا دو کہ جہاں سے آسانی سے ٹریس
نہ کیا جا سکے" ۔۔۔۔ عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم نے پہلے ہی ایسا کر دیا ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب
دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"ان پتھروں پر کوئی مشینری نصب کی گئی تھی" ۔۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں پانی کھینچنے والا پمپ نصب تھا۔ اور اس نے ہمارا
ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ جب گریٹ بال یہاں پہنچے
گا۔ تو لازماً اس میں پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے کچھ لوگ
یہاں پمپ دوبارہ نصب کرنے آئیں گے۔ ہم نے یہاں چھپا رہنا
ہے۔ جیسے ہی وہ پمپ نصب کریں ہم نے ان پر قابو پا لینا ہے
اور پھر ان کے میک اپ میں گریٹ بال میں داخل ہو جانا ہے"۔
عمران نے کہا۔ اور اس کی بات سن کر سب کی آنکھوں میں چمک
ابھر آئی۔

"عمران۔ اس چشمے میں زہر نہ ملا دیا جائے۔ اس طرح گریٹ بال
کے اندر موجود سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اور ہم اطمینان
سے گریٹ بال کو تباہ کر سکیں گے" ۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"نہیں تنویر۔ یہ غیر انسانی حرکت ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا"۔
عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیا اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اُسے
تنویر کی یہ تجویز قطعی پسند نہیں آئی۔

"انہیں قتل کرنا انسانی حرکت ہے" ۔۔۔۔ تنویر نے بگڑے

ہوئے لہجے میں کہا۔
"یہ بات نہیں تنویر۔ اخلاقیات بہرحال ہمیں ملحوظ رکھنی چاہئیں"۔ صفدر نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
" البتہ تنویر کی تجویز پر ایک اور پہلو سے عمل ہو سکتا تھا۔ کہ اگر ہمارے پاس بے ہوشی کی دوا موجود ہوتی۔ تو ہم اس چشمے میں ڈال دیتے۔ لیکن اب نہ بے ہوشی کی دوا ہے اور نہ ہمارے پاس زہر۔ اس لئے اس آئیڈیے کو ذہن سے نکال دو"۔۔۔ عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔
"اوہ ہاں۔ یہ اچھی تجویز تھی"۔۔۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" اس کیبن میں چھپا جائے یا درختوں پر"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔
"پانی کے موٹے پائپ کے جانے کے نشانات مغرب کی طرف ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ گریٹ بال جزیرے کے جنوبی حصے کی طرف ہی سمندر کی تہہ میں موجود ہو گا۔ اور شاید یہ سائیڈ انہوں نے اس لئے منتخب کی ہے۔ کہ اس طرف کا ساحل کٹا پھٹا نہیں ہے۔ اس طرح پائپ گھسنے سے بچ جاتا ہے۔ یہ لوگ یقیناً آبدوز کے ذریعے اس بھاری پمپ کو اوپر ساحل پر پہنچائیں گے۔ اور گریٹ بال چونکہ سمندر کی انتہائی گہرائی میں ہو گا۔ اس لئے پمپ نصب کرنے والوں کو لازماً اس آبدوز کے ذریعے ہی واپس جانا ہو گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس آبدوز پر بھی قبضہ کریں اور

ساحل پر موجود افراد کا بھی خاتمہ کر دیں۔ تاکہ یہ اوپر سے ہم پر فائر نہ کھول سکیں۔ چنانچہ صفدر اور کیپٹن شکیل اوپر چھپ کر رہیں گے۔ اور مجھ سمیت باقی افراد غوطہ خوری کے لباس پہن کر جزیرے کی چٹانوں کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ پھر موقع ملتے ہی ہم آگے بڑھیں گے۔ اور اس آبدوز پر قبضہ کر لیں گے۔ پھر ہمارے کاشن دینے پر صفدر اور کیپٹن شکیل اوپر موجود افراد کا خاتمہ کر کے ہمارے ساتھ آملیں گے۔ اور اس کے بعد ہم سب اس آبدوز کے ذریعے اس گریٹ بال کے اندر پہنچ جائیں گے۔ اور اندر جانے کے بعد کیا ہو گا یہ بعد میں دیکھا جائے گا"۔۔۔ عمران نے باقاعدہ پلاننگ بتاتے ہوئے کہا۔ اور ان سب نے اس پلاننگ پر تائیدی انداز میں سر ہلا دیئے۔ اس کے بعد اس پلاننگ پر مکمل عمل درآمد کے لئے ان کے درمیان تفصیلی بات چیت ہونے لگی۔ ان کے اندازے کے مطابق گریٹ بال کو یہاں تک پہنچنے میں ابھی کافی دیر تھی۔ اور جب تک گریٹ بال میں سے آدمی اوپر جزیرے تک نہ آجائیں انہیں گریٹ بال کے پہنچ جانے کا علم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ سب فی الحال تو وہیں گھاس پر بیٹھ کر بات چیت میں مصروف ہو گئے۔

ڈوچے اپنے خاص کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ یک لخت میز پر رکھے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی وہ چونک پڑا۔ گریٹ بال کو ڈاکر جزیرے کے ساتھ اپنی مخصوص جگہ پر پہنچے دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ اور ڈوچے تازہ پانی کا پمپ اوپر جزیرے پر فٹ کرنے کے احکامات دے کر اپنے خاص کمرے میں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی پہنچا تھا۔ چونکہ اس نے گریٹ بال کے ہر سیکشن کو پانی کی سپلائی مکمل ہوتے ہی پوری صلاحیتوں سے اور انتہائی برق رفتاری سے کام کرنے کے احکامات دے دیئے تھے۔ اس لئے اب وہ اطمینان سے بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے پر وہ اس وجہ سے چونکا تھا کہ ابھی تو وہ تفصیلی ہدایات دے چکا ہے۔ پھر اتنی جلدی مزید ہدایات لینے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ اس

نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے ریسیور اٹھالیا۔

"یس ——— ڈوچے اٹنڈنگ" ——— ڈوچے کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"باس۔ میں وائنڈ چیکنگ سیکشن سے آسکر بول رہا ہوں۔ جزیرے پر کچھ افراد موجود ہیں۔ یہ سب افراد ایشیائی لگتے ہیں۔ ان میں ایک عورت بھی ہے۔ جو یورپی ہے" ——— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ اور ڈوچے کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"کک ——— کک ——— کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ ایشیائی آدمی اور یورپی عورت۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— ڈوچے حیرت کی شدت سے ایک لمحے تک تو پتھر کے مجسمے کی طرح ساکت بیٹھا رہا۔ دوسرے لمحے وہ اتنے زور سے چیخا کہ یقیناً دوسری طرف آسکر کے کان کا پردہ پھٹ نہیں تو تڑخ ضرور گیا ہوگا۔

"مم ——— مم ——— درست کہہ رہا ہوں باس" ——— آسکر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اسے ڈوچے کی طرف سے اس قدر شدید ردعمل کی توقع ہی نہ تھی۔

"اوہ اوہ ——— ویری بیڈ۔ وہ سپیشل آبدوز کہیں پمپ لے کر ساحل کی طرف روانہ تو نہیں ہوگئی" ——— ڈوچے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نو باس۔ ویسے وہ جانے ہی والے ہوں گے۔ لیکن ابھی آبدوز سے نکلی نہیں ہے" ——— آسکر نے جواب دیا۔

"میں ابھی آتا ہوں۔ تم انہیں چیک کئے رکھو"۔۔۔۔ ڈو
نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا او
دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے اس نے دو تین نمبر پر
کر دیئے۔

"یس ۔۔۔۔ سپیشل سیکشن"۔۔۔۔ فوراً ہی دوسری طرف
سے آواز سنائی دی۔

"سپیشل آبدوز پمپ لے کر روانہ تو نہیں ہو گئی"۔۔۔۔ ڈو
نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"بس جناب روانہ ہونے ہی والی ہے۔ کیوں باس"۔۔۔۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اُسے روک دو۔ جب تک میں مزید احکامات نہ دوں
فوراً روک دو"۔۔۔۔ ڈوچے نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور ڈوچے نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور مڑ کر اس طرح ک
کے بیرونی دروازے کی طرف دوڑا جیسے موت اس کے تع
میں ہو۔ وہ راہداریوں میں دوڑتا ہوا آنڈ چیکنگ سیکشن ک
طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اور راہداریوں میں سے گزرنے وال
اس کے ساتھی حیرت سے اُسے اس طرح دوڑتے ہوئے دیک
رہے تھے۔ لیکن ڈوچے کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔ اس کے ذہن
تو آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اُسے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ عمر
اور اس کے ساتھی اس سے پہلے ڈاکر جزیرے پر پہنچ گئے

حالانکہ انہیں تو معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ کہ گریٹ بال ڈاکر جزیرے
پر جائے گا۔ لیکن جو کچھ آسکر نے بتایا تھا اس لحاظ سے تو یہ لوگ
عمران اور اس کے ساتھی ہی ہو سکتے تھے۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد
وہ آنڈ چیکنگ سیکشن میں داخل ہو گیا۔ اس ہال نما کمرے میں
ہر طرف بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ جن کے سامنے آپریٹر کام
کر رہے تھے۔ ایک طرف اندھے شیشے کا بنا ہوا ایک کیبن تھا،
جس میں آسکر کا دفتر تھا۔ اس سیکشن میں اس قدر جدید ترین اور
طاقتور ترین مشینیں نصب تھیں کہ پوری دنیا کے شہروں کو خلا
میں موجود سٹلائیٹس سے لنک کر کے اس طرح چیک کیا جا
سکتا تھا کہ سڑک پر پڑا ہوا تنکا تک واضح طور پر نظر آ سکتا تھا۔
یہ سیکشن خاص طور پر اس لئے بنایا گیا تھا تاکہ مشن کی تکمیل کے
وقت ان مسلم ممالک کو صحیح طور پر رینج میں لایا جا سکے۔ جنہیں
سمندری پانی سے مکمل طور پر تباہ کرنا تھا۔ کوئی ملک رہ نہ جائے
اندھے شیشے سے بنے ہوئے کیبن کی سامنے والی دیوار پر ایک
جہازی سائز کی سکرین نصب تھی۔ اور سامنے ایک میز پر مستطیل
شکل کی مشین موجود تھی۔ جس پر بلامبالغہ ہزاروں نہیں تو لازماً
سینکڑوں چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے بلب موجود تھے۔ لیکن
اس وقت ایک طرف موجود دس بارہ بلب باری باری جل بجھ
رہے تھے باقی بجھے ہوئے تھے۔ اسی طرح مشین پر موجود بہت
سے ڈائلوں میں سے ایک ڈائل پر سوئیاں مختلف ہندسوں پر
تھرک رہی تھیں۔ سکرین صاف تھی۔

"آیئے باس" ـــــ مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے ڈوچے کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"بیٹھو بیٹھو ـــــ کہاں ہیں وہ لوگ جن کا تم کہہ رہے ہو۔ جلدی انہیں سکرین پر لاؤ" ـــــ ڈوچے نے ساتھ پڑی خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ آسکر نے بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس ڈائل کے نیچے موجود سرخ رنگ کے ایک بڑے سے بٹن کو پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ پھر اس پر آڑھی ترچھی لکیریں سی دوڑتی نظر آنے لگیں۔ اس کے بعد جھماکے سے اس پر ایک جنگل کا منظر ابھر آیا۔ جس کے درمیان ایک بڑا سا کیبن موجود تھا۔ کیبن پر گہرا سبز رنگ کیا گیا تھا۔ کیبن کے ایک طرف بڑا سا چشمہ تھا۔ لیکن کیبن اور اس کے سامنے اور ارد گرد کا سارا علاقہ جو سکرین پر نظر آرہا تھا۔ اس میں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔

"کہاں گئے وہ آدمی۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے" ـــــ ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی چیک کر لیتا ہوں باس۔ میں نے مسلسل اس لئے چیکنگ قائم نہیں رکھی کہ اس طرح وہاں فضا میں چمک بڑھ جاتی اور وہ لوگ ہوشیار بھی ہو سکتے تھے۔ کیونکہ جزیرہ بالکل قریب

ہے" ـــــ آسکر نے ایک ناب کو گھماتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم وہ آدمی پیدا کرو" ـــــ ڈوچے نے غرا کر کہا اور آسکر نے سر ہلا دیا۔ ناب گھمانے سے سکرین پر منظر بدلتا جا رہا تھا۔ اور پھر ایک منظر ابھرتے ہی ڈوچے یک لخت چونک پڑا۔ اور آسکر نے بھی ناب سے ہاتھ اٹھا لیا۔ سکرین پر اس وقت جزیرے کے جنوبی ساحل کے آخری حصے کا منظر نمایاں تھا۔ جس کے بعد دور تک سمندر نظر آرہا تھا۔ ساحل سے ذرا پیچھے ہٹ کر ایک یورپی عورت اور چھ مرد کھڑے تھے۔ جب کہ دو آدمی اوپر درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ سکرین پر ان کی پشت نظر آرہی تھی۔ اس لئے ڈوچے ان کی شکلیں نہ دیکھ سکتا تھا۔

"ان کی شکلیں سامنے لاؤ احمق" ـــــ ڈوچے نے غراتے ہوئے آسکر سے کہا تو آسکر نے جلدی سے مختلف بٹن دبائے۔ سکرین پر جھماکے سے ہوئے۔ لیکن پھر سکرین پر دوبارہ منظر ابھر آیا۔ لیکن اس بار منظر کا رخ پلٹ گیا تھا۔ اب سامنے دور تک گھنا جنگل نظر آرہا تھا۔ اور ساحل پر کچھ پیچھے ہٹ کر جو آدمی کھڑے نظر آرہے تھے اب وہ سامنے کے رخ سے نظر آرہے تھے۔

"اوہ اوہ ـــــ یہ اس عورت کے ساتھ کھڑا ہوا عمران ہے۔ بالکل عمران ہے۔ اوہ۔ یہ شیطان یہاں کیسے پہنچ گیا" ڈوچے نے منظر سامنے آتے ہی لاشعوری طور پر اس طرح چیختے ہوئے کہا۔ کہ آسکر حیرت سے اُسے دیکھنے لگا۔

"عمران۔ باس وہ جس کی وجہ سے ہم واپس آئے ہیں" ـــــ

آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ یہ وہی لوگ ہیں اور پھر جس انداز میں اور جس جگہ کھڑے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں گریٹ بال کے واپس آجانے کے بارے میں پورا علم ہے۔ اور یہ اب یقیناً سپیشل آبدوز کی انتظار میں کھڑے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب میں سارا کھیل سمجھ گیا ہوں۔ انہوں نے گریٹ بال میں داخل ہونے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا ہے" ——— ڈوپے نے بے اختیار سامنے رکھی میز کے کنارے پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب باس۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ گریٹ بال میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں" ——— آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے باس کی بات پر قطعاً یقین نہ آیا ہو۔

"میں سمجھ گیا ہوں۔ اگر تم انہیں چیک نہ کر لیتے تو یقیناً ہم مار کھا جاتے۔ انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم نے پانی کی سپلائی کے لئے چشمے پر پمپ لگا رکھا ہے۔ کیونکہ پتھروں پر پمپ کی بیس فٹنگ موجود ہے۔ اس سے اس شیطان عمران نے ساری بات سمجھ لی ہو گی۔ پمپ اور آدمی کو ساحل تک پہنچانے اور واپس لانے کے لئے ظاہر ہے ہم نے سپیشل آبدوز استعمال کرنی تھی۔ اور ان کا پلان یہ ہو گا کہ وہ خاموشی سے سپیشل آبدوز پر قبضہ کر کے اس کے ذریعے اطمینان سے گریٹ بال میں داخل ہو جائیں گے۔ بالکل یہی پلاننگ بنائی ہو گی عمران نے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔

یہ شخص خوف ناک ذہانت کا مالک ہے۔ شیطانی ذہانت کا" ——— ڈوپے اس طرح بول رہا تھا جیسے ساری بات اپنے آپ کو ... بتا رہا ہو۔

"پھر تو باس ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے" ——— آسکر نے کہا۔

"ہاں بالکل۔ ورنہ ہم اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بغیر تازہ پانی کے ہماری مشینری کام نہیں کرے گی۔ اور جزیرے پر ان کا قبضہ ہے" ——— ڈوپے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ جزیرے پر میزائل فائر کر دیں یہ لوگ جل کر راکھ ہو جائیں گے" ——— آسکر نے کہا۔

"احمق ہو تم۔ نانسنس۔ میزائلوں کے فائر سے یہ تو ہلاک ہو جائیں گے لیکن وہ چشمہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ جس سے ہم نے پانی لینا ہے۔ اور پانی نہ ہو تو ہمارا سارا مشن مکمل طور پر بے کار ہو جائے گا۔ اور نزدیک اور ایسا کوئی جزیرہ نہیں ہے جس پر پانی کا چشمہ موجود ہو۔ نہیں۔ میزائلوں والا حربہ غلط ہو جائے گا۔ ان کا اس طرح خاتمہ کرنا پڑے گا کہ چشمے کو معمولی سا نقصان بھی نہ پہنچے۔ اوہ ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ یہی صورت ہو سکتی ہے" ——— ڈوپے نے کہا۔ اور ساتھ ہی پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اس نے جھپٹ کر اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس ——— سیکشن تھرٹین۔ مارک بول رہا ہوں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"مارک ——— میں ڈوپے بول رہا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی

حیرت انگیز طور پر ہم سے پہلے جزیرہ ڈاکر پر پہنچ گئے ہیں اور اس
وقت وہ جزیرے پر قابض ہیں۔ تم ایسا کرو کہ جزیرے کے کوٹا رگٹ
میں لا کر اس پر سکس ون تھرٹی کی پوری طاقت فائر کر دو۔ اس طرح
یہ لوگ بھی ختم ہو جائیں گے اور جزیرے یا اس پر موجود چشمے کو بھی
نقصان نہ پہنچے گا۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے ان کا خاتمہ کر سکیں
گے"۔۔۔ ڈوپے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن باس۔ سکس ون تھرٹی ریز کے صرف دو کیپسول گریٹ
بال پر باقی رہ گئے ہیں۔ باقی تو فائنل مشن میں کام آ گئے ہیں۔ اور
یہ دو کیپسول بھی کام آئیں گے۔ ورنہ ورکنگ مشینری عین آخری
لمحات میں کام چھوڑ بھی سکتی ہے"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ مجھے اس کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ ٹھیک ہے۔ مت
کرو اسے فائر۔ ورنہ ہمارے اصل مشن میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے"
ڈوپے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر آپ کہیں تو ان پر جی۔ زیرو ریز فائر کر دوں۔ اس
کی وافر مقدار ہمارے پاس موجود ہے۔ کام تو بہر حال ہو جائے
گا اس سے بھی"۔۔۔ مارک نے کہا۔

"جی۔ زیرو ریز۔ لیکن اس سے تو صرف ان کے جسم مفلوج ہو جائیں
گے۔ اور وہ بھی صرف تھوڑے وقت کے لئے"۔۔۔ ڈوپے نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔ فل پاور فائر کر دیتا ہوں۔ اس سے ایک گھنٹے
تک یہ مفلوج رہیں گے اور ان کے خاتمے کے لئے ایک گھنٹہ

کافی ہے"۔۔۔ مارک نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم فل پاور فائر کر دو۔ میں خود وہاں جا کر ان
کا خاتمہ کر دوں گا"۔۔۔ ڈوپے نے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔

"اب میں دیکھوں گا کہ یہ کس طرح بچ کر جاتا ہے"۔۔۔ ڈوپے
نے ریسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی
ہوئی تھیں۔ اب وہ سارے لوگ واپس کیبن کی طرف جا رہے
تھے۔ جب کہ درختوں پر چڑھے ہوئے دونوں آدمی ویسے ہی اوپر
رہ گئے تھے۔

ابھی عمران اور اس کے ساتھی کیبن کے قریب پہنچے ہی تھے کہ
یک لخت سکرین دھندلا سی گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے تیز بارش ہونے
لگ گئی ہو۔ دھند گہری ہوتی گئی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ صاف ہو
گئی۔ ڈوپے کی آنکھیں اس طرح سکرین سے چپکی ہوئی تھیں جیسے
لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ کیونکہ سکرین کے دھندلانے سے
ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ جزیرے پر جی۔ زیرو ریز فائر ہو چکی ہے۔ اور
اب اس کا رزلٹ دیکھنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد جب سکرین
صاف ہوئی تو ڈوپے بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے
پر انتہائی مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ سکرین پر عمران اور
اس کے ساتھی زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔
سکرین پر ساحل کے ساتھ والا منظر بھی نظر آ رہا تھا۔ جہاں زمین
پر دو آدمی پڑے ہوئے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو درختوں پر چڑھے
ہوئے تھے۔ اور لازماً جی۔ زیرو ریز فائر ہوتے ہی مفلوج ہو کر درختوں

سے نیچے آگرے تھے۔

"ہا ــ ہا ــ آخر کار یہ شیطان اور اس کے ساتھی قابو آہی گئے" ـــــ ڈوپچے نے بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑا۔ اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ مسرت کی شدت سے اس کے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑک رہے تھے۔

"اب تک انہیں آجانا چاہیئے۔ لیکن یہ لوگ یہاں ساحل پر کیوں نہیں پہنچ رہے" ـــــ ساحل کے قریب کھڑے عمران نے ساتھ موجود ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن انداز ایسا تھا جیسے خود کلامی کر رہا ہو۔

"ہو سکتا ہے انہیں پانی وغیرہ کی اب ضرورت نہ رہی ہو۔ اور ہم یہاں بیٹھے ان کا انتظار ہی کرتے رہیں" ـــــ جولیا نے کہا۔

"تو ہم اس قدر گہرائی میں جا نہیں سکتے۔ اور گہرائی میں گئے بغیر یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ گریٹ بال واقعی واپس آیا بھی ہے یا نہیں" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ وہ لوگ اس جزیرے پر آنے کی بجائے کسی اور طرف نکل گئے ہوں" ـــــ پاس کھڑے خاور نے کہا۔

"نہیں ـــــ کال میں انہوں نے ڈاکر جزیرے کا ہی نام لیا تھا۔ اور جہاں تک میری معلومات ہیں اس پورے علاقے میں اس ڈاکر جزیرے کے علاوہ وہ کوکوز جزیرہ ہی ایسا ہے جس میں پانی کے چشمے موجود ہیں۔ ورنہ باقی ویران جزیرے پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ اس لئے اگر واقعی انہیں پانی کی ضرورت ہے تو پھر تو انہیں کوکوز سے یہیں ڈاکر پر ہی آنا چاہیئے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے اس گریٹ بال کی رفتار ہمارے اندازے سے سست ہو" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آج رات تک اور انتظار کر لیتے ہیں۔ کل دن کو پھر کوئی پلان بنائیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔ اس کے مڑتے ہی باقی ساتھی بھی مڑے اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کیبن کی طرف بڑھنے لگے۔ صدیقی اور چوہان درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ ان کے ذمے سمندر کی نگرانی تھی۔ عمران نے ایسا سیٹ اپ کیا تھا کہ ہر دو گھنٹوں کے بعد باری باری وہ نگرانی کے لئے درختوں پر چڑھ جاتے تھے۔ تاکہ آبدوز سے آنے والے اچانک نہ ان کے سروں پر پہنچ جائیں اور اس وقت صدیقی اور چوہان نگرانی پر موجود تھے۔ عمران کی پیشانی پر موجود شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ اس وقت گہری سوچ میں غرق ہے۔

"اب تو طیارہ بھی واپس جا چکا ہے۔ ہم یہاں سے واپس کیسے جائیں گے" ـــــ چلتے چلتے تنویر نے کہا۔

"کچھ لوگوں کو تو یہاں سے جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہنی مون منانے کے لئے یہ آئیڈیل جگہ ہے" ـــــ عمران نے یک لخت مسکرا کر کن انکھیوں سے تنویر اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اکٹھے ہی چل رہے تھے۔

"بکواس مت کرو اور سنجیدگی سے اس مسئلے پر سوچو۔ یہ ہماری موت اور زندگی کا مسئلہ ہے" ـــــ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بالکل بالکل۔ یہ رشتہ ہی ایسا ہے کہ جو شریفوں کے لئے موت تک قائم رہتا ہے" ـــــ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ تنویر کی بات درست ہے۔ فرض کیا کہ گریٹ بال یہاں اس جزیرے پر آنے کی بجائے کسی اور طرف نکل جاتا ہے تو پھر ہم یہاں سے اس جزیرے تک کیسے پہنچیں گے۔ اس قدر طوفانی سمندر میں۔ نہ ہم زیادہ دور تک تیر سکتے ہیں اور نہ ہمارے پاس لانچ یا کشتی ہے" ـــــ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"درخت تو موجود ہیں۔ انہیں کاٹ کر کشتی بنا لیں گے۔ ساتھ ساتھ فرض بھی کرتے رہیں گے اور سفر بھی ہوتا رہے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ ابھی کیبن سے کچھ فاصلے پر پہنچے ہی تھے کہ آسمان پر یک لخت تڑاکا سا ہوا۔ اور اس کے ساتھ فضا اس طرح دھندلا گئی جیسے تیز بارش میں ماحول دھندلا جاتا ہے۔ اور ابھی وہ اس تبدیلی پر چونکے بھی نہ تھے۔ کہ

یک لخت خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گئے۔
انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے جسموں سے کسی نے اچانک
طاقت اور توانائی باہر کھینچ لی ہو۔ ان کے جسم مکمل طور پر مفلوج ہو چکے
تھے۔ لیکن ذہن اُسی طرح بیدار تھا۔ مگر وہ نہ حرکت کر سکتے تھے اور
نہ بول سکتے تھے۔

عمران پہلو کے بل زمین پر گرا۔ اور اُسی طرح پہلو کے بل ہی پڑا ہوا
تھا۔ اُسے سامنے اپنے تین ساتھی۔ جولیا۔ تنویر اور صفدر بھی ٹیڑھے
میڑھے انداز میں پڑے نظر آ رہے تھے۔ جب کہ باقی ساتھی دوسری
سمت میں تھے۔ اور وہ چونکہ اپنے سر کو گھما نہ سکتا تھا۔ اس لئے
وہ ان کی حالت نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن بہرحال یہ بات تو طے تھی کہ
ان کا بھی یہی حال ہو گا جو عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہوا ہے۔ عمران
کا ذہن تیزی سے یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا
کیوں ہوا ہے۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ وہ تو
گریٹ بال کو نہیں چیک کر سکے۔ لیکن گریٹ بال سے انہیں ضرور
چیک کر لیا گیا ہے اور انہوں نے ہی کسی سائنسی حربے کی مدد سے
انہیں اس طرح مفلوج کر دیا ہے۔ اور ظاہر ہے وہ ابھی موت کی باتیں
کر رہے تھے۔ اور موت ہی نتیجے کے طور پر ان کے سامنے آ بھی
گئی۔ عمران کو علم تھا کہ ڈوپے اُسے اچھی طرح پہچانتا اور جانتا ہے۔
اور وہ تھے بھی اصل شکلوں میں۔ اس لئے صورت حال زیادہ گھمبیر تھی۔
ڈوپے کسی طرح بھی اس موقعے کو ہاتھ سے نہ جانے دے گا۔ اور
وہ جلد ہی عزرائیلی روپ میں ان کے سروں پر آدھمکے گا۔ لیکن وہ

بے بس تھا۔ معمولی سی حرکت بھی اس کے بس میں نہ رہی تھی۔ اور یہ حربہ
نجانے کس قدر طاقتور ہو اس کا اثر نجانے کتنی دیر تک رہے۔ گو یہ
اور بات تھی کہ اس نے اپنے جسمانی مدافعاتی نظام کو اس طرح مخصوص
ورزشوں کی مدد سے ڈیولپ کیا ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے باقی ساتھیوں
سے نسبتاً جلدی حرکت میں آ جاتا۔ لیکن پھر بھی مفلوج نظام کو حرکت
میں آنے تک وقت تو لگنا ہی تھا۔ اس طرح پڑے پڑے نجانے
کتنا وقت گزر گیا کہ عمران کے کانوں میں دوڑنے کی آوازیں
سنائی دیں۔ یہ آوازیں عمران کی پشت کی طرف سے آ رہی تھیں۔
اور قدموں کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ ان کی تعداد دس بارہ کے
قریب ضرور ہو گی۔ اور چند لمحوں میں ہی وہ لوگ ان کے سروں
پر پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے جسم کو جھٹکا لگا۔ عمران جو
پہلو کے بل پڑا تھا اب پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ اور اس
کے ساتھ ہی اُسے اپنے سامنے کھڑا ڈوپے نظر آنے لگ گیا۔
ڈوپے کا چہرہ مسرت سے پھٹا پڑ رہا تھا۔ وہ بڑے فاتحانہ انداز
میں عمران کو گھور رہا تھا۔ اس کے کاندھے سے جدید قسم کی
مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"مجھے پہچانتے ہو عمران۔ میرا نام ڈوپے ہے۔ تمہیں یاد ہے
کہ تم نے ایک بار مجھے شکست دی تھی۔ میں اس دن سے تم
سے انتقام لینے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ اور آج وہ موقع آ ہی
گیا ہے ـــــ" ڈوپے نے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ
ہی اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی جدید قسم کی مشین گن اتار لی اور

اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت اور فتح کے ساتھ ساتھ وحشیانہ سی چمک ابھر آئی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کو مارنے کی بجائے کسی خوفناک درندے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو۔ ظاہر ہے عمران بے بس پڑا ہوا تھا۔ اس کی زبان بھی حرکت نہ کر رہی تھی۔ ورنہ وہ لازماً ڈوچے کو چکر دینے کی کوشش کرتا۔

"باس۔ اب کیا حکم ہے" ۔۔۔ اسی لمحے ڈوچے کے دائیں طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مارنا تو نہیں ہے ہی۔ لیکن یہ عمران اس قدر بے بس پڑا ہے کہ بول بھی نہیں سکتا۔ میں نے اسے گولی ماردی ہے تو یہ چپ چاپ مر جائے گا۔ جب کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ چیخیں مارے۔ میرے سامنے رحم کی بھیک مانگنے کے لئے گڑگڑائے۔ گولی کھا کر تڑپے" ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو باس انہیں رسیوں سے باندھ لیتے ہیں۔ جب یہ حرکت میں آجائیں گے پھر انہیں قتل کر دیں گے۔ اس طرح آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی" ۔۔۔ اسی بھاری آواز نے جواب دیا۔

"ہاں۔ مگر یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ حرکت میں آکر کوئی ایسی حرکت کر ڈالے جس سے الٹا ہم خطرے میں پڑ جائیں۔ اس کا اس طرح بے بسی سے مرنا ہی ٹھیک ہے جیگر" ۔۔۔ ڈوچے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر جم سی گئی۔

"باس۔ ایک بندھا ہوا آدمی بھی اتنا ہی بے بس ہوتا ہے جس قدر مفلوج۔ یہ اب کوئی جن بھوت تو نہیں ہیں۔ کہ رسیوں کی گرفت میں ہی غائب ہو جائیں گے۔ بہرحال انسان ہی ہیں۔ ویسے آپ کی مرضی۔ جیسے آپ حکم کریں" ۔۔۔ جیگر نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ اس کی چپ چاپ موت سے مجھے واقعی تسکین نہ ہو گی۔ جاؤ۔ آبدوز سے نائلون کی رسی اٹھا لاؤ اور ان سب کو اچھی طرح باندھ دو۔ اس طرح کہ یہ زیادہ حرکت بھی نہ کر سکیں" ڈوچے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ انہیں حرکت میں لانے کے لئے تو ہمیں طویل انتظار کرنا پڑے گا" ۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ جی۔ زیرو ریز کی فل پاور فائر ہوئی ہے۔ چار گھنٹوں تک تو کسی طرح بھی یہ حرکت میں نہیں آسکتے" ۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔

"باس۔ پھر ایسا کیوں نہ کریں کہ انہیں باندھ کر گریٹ ہال میں لے جائیں اور وہاں اطمینان سے ان کا شکار کھیلیں" ۔۔۔ جیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں انہیں زندہ یا مردہ کسی بھی حالت میں گریٹ ہال میں نہیں لے جا سکتا۔ اس بات کو ذہن سے ہی نکال دو۔ تم ایسا کرو۔ کہ ان سب کو باندھ کر کیبن میں ڈال دو۔ اور خود یہیں رہو۔ میں گریٹ ہال میں واپس جا کر وہاں سے پمپ اور پائپ بھجواتا ہوں۔ جب تک یہ حرکت میں آئیں تم یہاں پمپ وغیرہ فٹ کر لو۔ تاکہ پانی کی سپلائی

جاری ہو سکے۔ جب یہ حرکت میں آجائیں تو ٹرانسمیٹر پہ مجھے اطلاع کرنا
میں خود یہاں آکر اپنے ہاتھوں سے ان کا خاتمہ کر دوں گا"۔۔۔ ڈوپے
نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے
چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کے مفلوج جسم کو رسیوں سے باندھ کر
کیبن کے اندر پہلو کے بل لٹا دیا گیا۔ اس کے ساتھی۔۔۔ بھی اس کے
ساتھ ہی بندھے ہوئے پڑے تھے۔ اور پھر وہ لوگ کیبن سے باہر نکل
گئے۔ انہوں نے کیبن کا دروازہ بھی باہر سے بند کر لیا۔

عمران کیبن کے فرش پہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔ کہ یک لخت اُسے
احساس ہوا کہ کوئی کیڑا آہستہ آہستہ اس کے بازو پہ رینگ رہا ہو۔
وہ یہ احساس ہوتے ہی ذہنی طور پہ انتہائی حیران ہوا۔ کیونکہ مفلوج
جسم پہ تو ایسے کسی احساس کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا
تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُسے ایک اور خیال آیا اور اس کے ذہن
پہ مزید حیرت کے تاثرات چھا گئے۔ اُسے اب احساس ہو رہا تھا۔
کہ جب اُسے باندھا گیا اور اٹھا کر یہاں کیبن میں لایا گیا تو باندھنے
والے اور اٹھانے والے کے ہاتھ جہاں جہاں اس کے جسم سے
لگے تھے۔ وہاں اُسے ایسا احساس ہوا تھا۔ کہ جیسے کسی نے اُسے
چھوا یا پکڑا ہو۔ پہلے چونکہ وہ مستقبل کی سوچوں میں گم تھا اس لئے اُسے
احساس نہ ہوا تھا۔ لیکن اب اس کیڑے کے رینگنے کے احساس
نے اُسے سابقہ احساسات بھی یاد دلا دیئے تھے۔ اس کا مطلب تھا
کہ اس کا جسم ضرور مفلوج تھا لیکن اس کے اعصاب ابھی تک اثر پذیری

کی قوت بھی رکھتے تھے۔ یہ ایک خوش آئند بات تھی۔ اس کا مطلب
ہے کہ وہ توقع سے کہیں پہلے صحیح ہو سکتا ہے۔ کیڑا آہستہ آہستہ
اس کی کمر کے نیچے رینگتا جا رہا تھا۔ اور اب اُسے اس کیڑے کی موٹائی
کا بھی احساس ہونے لگ گیا تھا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ
کہیں یہ کوئی سانپ نہ ہو۔ کیونکہ اس کی موٹائی خاصی تھی۔ لیکن
بہرحال وہ نہ ہی حرکت کر سکتا تھا۔ اور نہ اس سانپ یا کیڑا یا جو کچھ
بھی تھا اُسے چیک کر سکتا تھا۔ اس لئے مجبوراً اُسی طرح پڑا رہا۔
لیکن چند لمحوں بعد اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ جب اس نے محسوس
کیا کہ وہ سانپ یا کیڑا اس کی کلائیوں پہ بندھی ہوئی رسیوں والی
جگہ پہ اس طرح رینگ رہا تھا جیسے اس کے بہت سے منہ ہوں اور
ہر منہ اس کی کلائیوں کے گرد جگہ جگہ رینگ رہے ہوں۔ اُسے سمجھ
نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ کیا چیز ہے۔

"عمران صاحب۔ میں چوہان ہوں۔ میں نے آپ کے ہاتھوں
کی رسیاں کھول دی ہیں"۔۔۔ اچانک عمران کو اپنے کان میں
چوہان کی انتہائی مدھم سی آواز سنائی دی۔ آواز اتنی مدھم تھی جیسے
چوہان کہیں دور سے بات کر رہا ہو۔ چوہان کی آواز اس کی پشت
کی طرف سے آ رہی تھی۔ لیکن ظاہر ہے عمران کوئی جواب نہ دے
سکتا تھا۔ لیکن وہ یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ چوہان بول کیسے رہا
ہے۔ اس پہ ان ریز کا اثر کیوں نہیں ہوا۔ چونکہ وہ پہلو کے بل پڑا ہوا
تھا۔ اس لئے وہ اپنی پشت پہ نہ دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحوں تک
خاموشی رہی۔ اس کے بعد عمران کو کسی کے گھسٹنے کی آواز سنائی

دی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم ایک جھٹکے سے پشت کے بل زمین سے آلگا۔ جھٹکا لگنے کا انداز ایسا تھا۔ جیسے کسی نے اُسے زور سے پشت کی طرف سے کھینچا ہو۔ ابھی اُسے پشت کے بل لیٹے ایک لمحہ گزرا تھا کہ اس نے اپنے بالکل ساتھ موجود چوہان کے جسم کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھتے دیکھا۔ چونکہ اب وہ چوہان کے بالائی جسم کو دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے دیکھا کہ چوہان کی اس کی طرف پشت تھی۔ اور وہ اس حالت میں اس طرح اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کا جسم ٹیڑھا سا ہو گیا تھا۔ اس کے دونوں بازو اس کی پشت پر مڑے ہوئے تھے۔ چوہان کا بالائی جسم سیدھا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ابھی فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن شاید اس کے ساتھ اور ساتھی بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ بجائے اٹھ کر کھڑا ہونے کے لڑکھڑا کر دوسری طرف اپنے کسی ساتھی کے جسم پر گر گیا۔ اس کا دوسری طرف گرا ہوا جسم آہستہ آہستہ اس طرح حرکت کر رہا تھا جیسے اُسے تیز حرکت کرنے سے تکلیف محسوس ہوتی ہو۔ کافی دیر تک چوہان کا جسم آہستہ آہستہ لرزتا اور حرکت کرتا رہا۔ پھر چوہان نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی۔ پہلے اس کا بالائی جسم سیدھا ہوا اور پھر وہ اس طرح اٹھنے لگا جیسے کوئی بچہ پہلی بار اٹھنا سیکھ رہا ہو۔ اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ گر پڑے گا۔ لیکن پھر وہ حیرت انگیز طور پر سنبھل گیا۔ اور اس بار وہ اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ عمران کی طرف ابھی تک اس کی پشت تھی۔ اور اس

کے دونوں بازو اُسی طرح پشت کی طرف مڑ کر بندھے ہوئے تھے۔ لیکن عمران نے دیکھا کہ اس کے بازوؤں کے ساتھ ڈھیلی سی رسی بھی لٹک رہی تھی۔ چوہان کے مڑے ہوئے بازو آہستہ آہستہ نیچے ہو رہے تھے۔ چوہان کا اوپر والا جسم آگے کی طرف جھکتا جا رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ آہستہ سے اچھلا اور اس کے دونوں بازو ٹانگوں کے نیچے سے نکل کر آگے کی طرف ہو گئے تھے۔ لیکن چوہان کا جسم عجیب انداز میں جھکا ہوا تھا۔ ابھی چوہان کو اس انداز میں جھکے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ عمران نے دیکھا کہ اس کے مڑے ہوئے بازو آہستہ آہستہ کھل کر سیدھے ہو گئے۔ اور پھر چوہان اُسی طرح آہستہ آہستہ عمران کی طرف مڑنے لگا۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ حرکت ضرور کر رہا تھا۔ لیکن اس کی حرکت بے حد آہستہ تھی۔ چوہان کا رخ جب عمران کی طرف ہوا تو عمران نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک تھی۔ وہ آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل عمران کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اُسی لمحے سلوموشن میں اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ اُسی طرح سلوموشن میں باہر آیا تو عمران نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں دو لیموں نما پھل تھے چوہان نے ایک پھل کو منہ کے قریب لے جا کر اس پر اپنے دانت جما دیئے۔ پھر اس کا ہاتھ اُسی طرح سلوموشن میں واپس ہوا اور اس نے دوسرے ہاتھ سے عمران کا منہ پکڑ کر آہستہ سے اس کے دونوں جبڑے دبائے۔ عمران کا منہ تھوڑا سا کھلا تو چوہان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس لیموں نما پھل کو دبایا تو اس پھل سے مٹیلے سے پانی کی دھار نکل کر

عمران کے حلق میں گرنے لگی۔

چند لمحوں بعد چوہان نے اُسے پھینک دیا اور پھر دوسرے پھل کو دانتوں سے کتر کر اس کا پانی بھی عمران کے حلق میں انڈیل دیا۔

"عمران صاحب۔ جس وقت میرا جسم مفلوج ہوا میں یہی پھل کھا رہا تھا۔ یہ قدرے ترش تو ضرور ہے لیکن اس کا پانی رس بھری کی طرح قوت بخش ہے۔ جس درخت پر میں بیٹھا تھا اس پر یہ تین پھل ہی میرے بازو کی پہنچ میں تھے۔ اور میں نے تینوں توڑ لئے۔ دو تو جیب میں ڈال لئے جب کہ تیسرا میں کھانے لگا کہ یک لخت میرا جسم مفلوج ہو کر نیچے آ گرا۔ اس وقت تو میرا سارا جسم مکمل طور پر مفلوج تھا۔ لیکن جب یہ لوگ دروازہ بند کر کے باہر گئے تو میرے جسم میں حرکت ہونے لگی۔ لیکن یہ حرکت بے حد سست تھی۔ میری پشت چونکہ آپ کی پشت سے بندھی ہوئی تھی۔ پھر رسی ایک ہی تھی اس لئے میں نے اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے آپ کی کلائی پر موجود رسی کی آخری گانٹھ انگلیوں سے ٹٹول کر کھول دی۔ اس طرح میرا جسم آپ سے علیحدہ ہو گیا۔ لیکن دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اسی طرح بندھا ہوا تھا اور ہاتھ بھی پشت کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ میرے ساتھ دوسری طرف صدیقی بندھا ہوا تھا۔ میں گھوم کر اس پر گرا۔ اور میں نے دانتوں سے آہستہ آہستہ وہ رسی کاٹ دی۔ جس سے میرا اور اس کا تعلق قائم تھا۔ پھر میں نے کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ اپنی ٹانگوں کے نیچے سے گزار کر آگے کی طرف کئے۔ تو میں نے دیکھا کہ کلائیوں کے گرد بندھی ہوئی گانٹھ اتنی ٹائٹ نہ تھی۔ میں نے

ایک ہاتھ کو آگے اور دوسرے کو پیچھے کی طرف کھسکایا۔ اور پھر میرا ایک ہاتھ اس کی اس گرفت سے قدرے تنگی سے نکل گیا۔ اس طرح میرے ہاتھ بھی آزاد ہو گئے۔ اب دو صورتیں تھیں کہ یا تو میں ان پھلوں کا رس خود پی لیتا کہ شاید میری حرکات تیز ہو جاتیں۔ یا دوسری صورت یہ تھی کہ میں رس کا تجربہ آپ پر کرتا۔ کیونکہ اگر آپ اس کی وجہ سے حرکت میں آ گئے تو پھر میری نسبت آپ زیادہ اچھی طرح اس سچویشن کو کنٹرول کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ چوہان نے رک رک کر اور انتہائی آہستگی سے ساری صورت حال بتائی۔

لیکن ان پھلوں کے رس کے باوجود عمران کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اُسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا۔ چوہان چند لمحے غور سے عمران کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور وہ اٹھ کر کھڑا ہونے لگا۔

"شش ۔۔۔ شش ۔۔۔ شکریہ"۔۔۔۔ اچانک عمران کے لبوں سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسے کوئی سیٹی بجا کر بات کر رہا ہو۔ اور اُسے محسوس ہوا کہ اس کی زبان کی نوک نے ذرا سی حرکت کی ہے۔ اور لاشعوری طور پر اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں چوہان یہ آواز سن کر چونک کر مڑا۔

"اوہ ۔ آپ پر اثر ہو رہا ہے۔ ویری گڈ"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں ہاں، میرا جسم حرکت کرنے لگا ہے"۔۔۔۔ عمران کی زبان

واقعی آہستہ آہستہ حرکت میں آ رہی تھی۔ اور پھر اس نے کوشش
کی تو اس کا ہاتھ بھی اس طرح حرکت کرنے لگا جیسے کوئی انتہائی
سست رفتار کیڑا حرکت کر رہا ہو۔

کیبن سے باہر لوگوں کی باتیں کرنے کی آوازوں کے ساتھ
ساتھ ایسی آوازیں بھی آ رہی تھیں جیسے کوئی بھاری مشینری کی
فٹنگ کی جا رہی ہو۔

"تم ابھی اُسی انداز میں لیٹ جاؤ چوہان۔ ہماری سست حرکت
کافی دیر میں تیز ہوگی۔ اور ابھی اگر کوئی اندر آ گیا تو وہ ہمیں فوراً
ہی گولی مار دے گا"۔۔۔۔ عمران نے آہستہ آہستہ بولتے ہوئے
کہا۔ اور چوہان بھی آہستہ سے سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر وہ عمران
کے ساتھ چت لیٹ گیا۔

عمران کا جسم حرکت تو کرنے لگا تھا لیکن یہ حرکت اس قدر
سست تھی کہ عمران کو محسوس ہو رہا تھا کہ اگر یہی حالت رہی تو
مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں اُسے سال دو سال تو لگ ہی
جائیں گے۔ لیکن ظاہر ہے عمران کے پاس اس صورت حال سے
نکلنے کے لئے فوری طور پر کوئی حل بھی موجود نہ تھا۔ ابھی چوہان کو
لیٹے ہوئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کیبن کا دروازہ کھلا اور
ایک آدمی نے سر اندر کر کے جھانکا۔ چند لمحے جھانکنے کے بعد
اس کا سر واپس غائب ہو گیا اور دروازہ ایک بار پھر بند ہو
گیا۔ عمران کا جسم اب قدرے زیادہ حرکت کرنے لگا تھا۔ چنانچہ
اس نے اپنی قوت مدافعت کو مجتمع کرتے ہوئے اٹھ کر بیٹھنے کی

کوشش کی۔ اور چونکہ اس نے شعوری طور پر کوشش شروع کر
دی تھی۔ اس لئے چند لمحوں کی کوششوں کے بعد وہ واقعی اٹھ کر
بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ گو اس کے جسم میں حرکت پہلے سے
قدرے زیادہ تھی۔ لیکن ابھی تک بہرحال کسی حملے کے مقابل
مدافعت کرنے کے قابل نہ ہوا تھا۔ بیٹھنے کے بعد اس نے اٹھ
کر کھڑا ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ اور کافی دیر تک مسلسل
کوششوں کے بعد وہ کسی نہ کسی طرح کھڑا ہونے میں بھی کامیاب
ہو گیا۔ جب اس کے لڑکھڑاتے ہوئے قدم قدرے زمین پر جم
گئے۔ تو اس نے آہستہ سے قدم آگے بڑھایا۔ لیکن دوسرے
لمحے وہ ایک دھماکے سے فرش پر آ گرا۔ اس کی ٹانگوں نے
چلنے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ نیچے گرنے کے بعد وہ کچھ دیر تک
تو اُسی طرح پڑا رہا۔ پھر اس نے اٹھ کر چلنے کی بجائے فرش پر
گھسٹنا شروع کر دیا۔ وہ دروازے کی طرف ہی گھسٹ رہا تھا۔
دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا ہی تھا کہ
یک لخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا
آدمی اچھل کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اور عمران
کے ہونٹ بے اختیار بھنچ سے گئے۔ کیونکہ ظاہر ہے اب موت
ایک یقینی انجام کی صورت میں سامنے آ گئی تھی۔

"ارے ۔۔۔۔ یہ کیا۔ یہ ٹھیک ہو گئے"۔۔۔۔ اس آدمی نے
بیک وقت ان کی طرف گھومتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس کی مشین گن بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف اٹھی۔

لیکن دوسرے لمحے جس طرح کوئی تیز رفتار بادل اچانک افق کے کنارے سے نمودار ہوتا ہے۔ اس طرح اس آدمی کے پیچھے چت پڑا ہوا چوہان اتنی تیزی سے گھوما کہ اس کی دونوں ٹانگیں اس آدمی کی پنڈلیوں سے زور سے ٹکرائیں اور وہ آدمی چیختا ہوا آگے کی طرف جھٹکا کھا کر عمران کے اوپر آگرا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف جا گری تھی۔ عمران نے اپنے اوپر گرنے والے آدمی کو جھٹکا دے کر ایک طرف کرنا چاہا۔ لیکن عمران کے جسم میں ابھی اس قدر قوت نہ آئی تھی۔ کہ وہ اُسے جھٹک سکتا۔ وہ آدمی نیچے گرتے ہی خود ہی تیزی سے کروٹ بدل کر عمران کے جسم سے ایک طرف ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ ایک بار پھر چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر آگرا۔ چوہان نے واقعی کام دکھایا تھا۔ اس نے اس دوران مشین گن اٹھا کر اس کا دستہ اٹھتے ہوئے اس آدمی کی کھوپڑی پر جما دیا تھا۔ اس آدمی کے نیچے گرتے ہی عمران بھی کوشش کر کے گھوما اور اس نے اس آدمی کو جکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن اُسی لمحے دروازے سے تین چار مسلح آدمی دھڑ دھڑاتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور ان سب نے اپنی مشین گنیں چوہان اور عمران کے جسموں سے نہ صرف لگا دیں بلکہ ایک آدمی نے چوہان کے ہاتھ سے مشین گن بھی جھپٹ لی۔ نیچے گرا ہوا آدمی پاگلوں کے سے انداز میں اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے جنونیوں کی طرح عمران اور چوہان کے جسموں کو اپنی زوردار ٹھوکروں پر رکھ لیا۔

"رک جاؤ احمق۔ اگر یہ مر گیا تو باس تمہیں کچا چبا جائیں گے" ——— ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں انہیں مار ڈالوں گا" ——— اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ ساتھ ہی پیچھے بھی ہٹ گیا تھا۔

"یہ حرکت میں بھی آگئے ہیں اور انہوں نے اپنی رسیاں بھی کھول لی ہیں۔ یہ کیسے ہوا ہے" ——— ایک اور آدمی نے کہا۔

"باس ٹھیک کہہ رہا تھا۔ یہ شیطان ہیں۔ میرا خیال ہے مزید رسک لینے کی بجائے ان پر گولیوں کی بارش کر دینی چاہیئے" ——— اس آدمی نے جس نے عمران اور چوہان کو ٹھوکریں ماریں تھیں تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم ان کا خیال رکھو۔ میں باس کو کال کر کے صورت حال بتاتا ہوں۔ پھر باس جیسے کہے گا ویسے ہی کر لیا جائے گا" ——— پہلے آدمی نے کہا اور وہ مڑ کر تیزی سے کیبن سے باہر نکل گیا۔

ڈوچے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے بس دیکھ کر دل ہی دل میں بے حد خوش ہو رہا تھا۔ اُسے دراصل یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران جیسا آدمی بھی اس طرح بے بس ہو سکتا ہے۔ اس نے پمپ اور پائپ نصب کرنے کے لئے احکامات دیئے۔ اور پھر وہ ٹرانسمیٹر روم میں پہنچ گیا تاکہ چیف باس کو یہ خوشخبری سنا سکے۔

"ہیڈ کوارٹر چیف باس سے بات کراؤ"۔۔۔ ڈوچے نے ٹرانسمیٹر روم کے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"یس باس"۔۔۔ انچارج نے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے ایک بڑے اور عجیب سی ساخت کے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ گریٹ بال کالنگ اوور"۔۔۔ انچارج نے تیز

تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ ہیڈ کوارٹر اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔ اور ڈوچے نے انچارج کے ہاتھ سے مائیک لے لیا۔

"ہیلو۔۔۔ میں ڈوچے بول رہا ہوں گریٹ بال سے۔ چیف باس سے بات کراؤ اوور"۔۔۔ ڈوچے نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوکے۔۔۔ ویٹ کریں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹرانسمیٹر سے چیف باس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔ چیف باس اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چیف باس کے لہجے میں تحکم تھا۔

"باس۔ میں ڈوچے بول رہا ہوں گریٹ بال سے اوور"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔

"یس ڈوچے۔۔۔ کیا پوزیشن ہے۔ تم ڈاکر جزیرے پہ پہنچ گئے ہو یا نہیں اوور"۔۔۔ چیف باس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"میں کافی دیر پہلے پہنچا ہوں۔ لیکن باس میں نے یہ کال ایک خوشخبری سنانے کے لئے کی ہے اوور"۔۔۔ ڈوچے نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"خوشخبری۔۔۔ ویری گڈ۔ تو کیا مشن مکمل ہونے والا ہے اوور"۔ چیف باس کے لہجے میں یک لخت مسرت سی امڈ آئی۔

"مشن تو باس مکمل ہو ہی جائے گا۔ خوش خبری یہ ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت میرے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے۔ اور ان کی لاشیں

اس وقت ڈاکر جزیرے پر بکھری پڑی ہیں اوور" ـــــ ڈوچے نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اور ڈاکر جزیرے پر۔ کیا مطلب۔ تفصیل بتاؤ اوور" ـــــ چیف باس کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

"باس۔ جب گریٹ بال ڈاکر جزیرے کے قریب سمندر کی تہہ میں پہنچا تو معمول کے مطابق جزیرے اور اردگرد کے سمندر کی چیکنگ کی گئی۔ اس چیکنگ کے دوران عمران اور اس کے ساتھی سامنے آ گئے۔ جو ہم سے بھی پہلے جزیرے پر پہنچ چکے تھے۔ چونکہ جزیرے سے ہم نے پانی حاصل کرنا تھا۔ اس لئے اگر میں میزائلوں سے جزیرہ تباہ کرتا تو پانی کا وہ چشمہ بند ہونے کا خطرہ تھا۔ اس طرح ہمارا اصل مشن بھی ناکام ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں نے دوسری ترکیب استعمال کی۔ اور جزیرے پر جی۔ زیرو ریز فل پاور فائر کر دی۔ ان ریز کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی مکمل طور پر مفلوج ہو گئے۔ اور پھر میں اپنے ساتھیوں سمیت سپیشل آبدوز کے ذریعے جزیرے پر پہنچا۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیئے اوور" ـــــ ڈوچے نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اتنی غلط بیانی کی تھی کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے چیف باس کو یہ بتا دیا کہ اس نے ابھی تک انہیں قتل نہیں کیا تو چیف باس غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ اس لئے اُسے مطمئن کرنے کے لئے اس نے یہ غلط بیانی کر دی تھی۔ کیونکہ اس بات کا تو اُسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی

اس حد تک بے بس ہو چکے ہیں کہ وہ جب چاہے انہیں لاشوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیوں خواہ مخواہ چیف باس کے غصے کا شکار ہوتا۔

"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے کہ وہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ ویسے آرشیا جزیرے سے جو مجھے جو رپورٹ ملی ہے۔ اس کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی آرشیا سے اس طرح غائب ہو چکے ہیں جیسے کبھی آئے ہی نہ ہوں۔ حالانکہ وہاں ایک ایک فلیٹ کی تلاشی لی گئی اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں باس۔ اس لئے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سو فیصد درست ہے اوور" ـــــ ڈوچے نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ڈوچے۔ تم نے واقعی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ عمران پوری یہودی دنیا کے لئے ایک خوفناک عفریت کا روپ دھار چکا تھا۔ تم نے پوری دنیا کے یہودیوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ اس کارنامے پر میں تمہیں دلی مبارکباد بھی دیتا ہوں۔ اور انعام کے طور پر یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ اب تم نہ صرف پوری دنیا کے یہودیوں کے ہیرو ہو بلکہ آج سے تم واٹر پاور کے نمبر ٹو چیف باس ہو۔ مشن کی تکمیل کے بعد تم ہیڈ کوارٹر شفٹ ہو جاؤ گے اوور" ـــــ چیف باس نے مسرت کی شدت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہت شکریہ جناب۔ میں بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے

اتنا بڑا اعزاز بخش دیا ہے۔ میں ہمیشہ مشکور رہوں گا اوور"۔۔۔ ڈوچے
اتنا بڑا اعزاز ملنے پر اس قدر بوکھلا گیا کہ اسے شکریہ ادا کرنے کے
لئے الفاظ ہی نہ مل رہے تھے۔ اس کی مسرت درست بھی تھی۔ واٹر
پاور کا نمبر ٹو چیف باس بن جانا ایک لحاظ سے پوری دنیا کا حکمران
بن جانے کے مترادف تھا۔

"نہیں۔ تم نے کارنامہ ہی ایسا انجام دیا ہے۔ اور پھر اس مشن
کی کامیاب تکمیل کے بعد جب دنیا بھر کے اہم مسلم ممالک کروڑوں
مسلمانوں سمیت تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ پوری دنیا کے یہودیوں
کی نظروں میں تمہاری قدر و منزلت اور بھی بڑھ جائے گی۔ اور صحیح
معنوں میں یہی تمہارا انعام ہے اوور"۔۔۔ چیف باس نے جواب
دیا۔

"میں ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں باس۔ اور قسم کھاتا ہوں کہ
میری زندگی کا ایک ایک لمحہ عظیم یہودی دنیا کی سربلندی کے لئے
وقف رہے گا اوور"۔۔۔ ڈوچے نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ اب یہ عمران والا مسئلہ تو ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔
اب تم جلد از جلد گریٹ بال مشن مکمل کرو۔ پہلے بھی اس عمران کی وجہ
سے اس میں کافی تاخیر ہو چکی ہے اوور"۔۔۔ چیف باس نے
کہا۔

"جناب آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ یہ مشن زیادہ سے زیادہ ایک
ہفتے میں مکمل ہو جائے گا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر آپ تک یہ
عظیم خوش خبری پہنچ جائے گی اوور"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔

"او۔ کے۔ میں کیا پوری یہودی دنیا اس تاریخی لمحے کی شدت سے
منتظر ہے۔ وش یو گڈ لک اوور اینڈ آل"۔۔۔ چیف باس نے
کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈوچے نے مائیک پاس کھڑے انچارج کے ہاتھ میں دیا اور
خود مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مسرت کی شدت سے
اس کے قدم زمین پر نہ پڑ رہے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
وہ ہواؤں میں اڑتا پھر رہا ہو۔

واپس اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ ابھی کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ سامنے
میز پر رکھے ہوئے شارٹ رینج ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے
لگیں۔ یہ ٹرانسمیٹر ایمرجنسی کی صورت میں گریٹ بال اور اس کے گرد
محدود سے علاقے کے لئے کام آتا تھا۔ ڈوچے نے چونک کر ہاتھ بڑھایا
اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ جیگر کالنگ اوور"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی
جیگر کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ ڈوچے اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ ڈوچے نے جواب دیا۔

"باس۔ عمران اور اس کا ایک ساتھی قدرے ٹھیک ہو گیا ہے۔
انہوں نے بندھی ہوئی رسیاں بھی کھول دیں۔ لیکن ہم نے عین موقع
پر جا کر ان پر دوبارہ قابو کر لیا ہے۔ اب ان کے متعلق کیا حکم ہے
اوور"۔۔۔ جیگر نے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اتنی جلدی وہ کیسے ٹھیک ہو سکتے
ہیں۔ جی۔ زیرو ریز کی فل پاور کے اثرات تو تین چار گھنٹوں سے پہلے

کسی طرح بھی ختم نہیں ہو سکتے اوور" ۔۔۔ ڈوچے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس لئے تو ہم مطمئن تھے۔ میں نے ایک بار داکر کو چیکنگ کے لئے بھی بھیجا تھا۔ اس نے بھی یہی رپورٹ دی تھی کہ وہ ابھی تک اُسی حالت میں ہیں۔ ہم مطمئن ہو کر بمپ کی تنصیب میں مصروف ہو گئے۔ لیکن پھر کیبن کے اندر سے ہمیں ایسا دھماکہ سا سنائی دیا جیسے کوئی وزنی چیز گری ہو۔ اس پر میں نے داکر کو دوبارہ اچھی طرح چیکنگ کے لئے بھیجا۔ اور داکر کے اندر جانے کے بعد ہمیں اس کی چیخ سنائی دی۔ تو ہم سب تیزی سے اندر گئے۔ تو ہم نے وہاں عجیب منظر دیکھا۔ عمران دروازے کے قریب فرش پر پڑا ہوا تھا۔ داکر اس کے ساتھ ہی زمین پر گرا پڑا تھا۔ جب کہ عمران کے ایک ساتھی کے ہاتھ میں داکر کی مشین گن تھی۔ ہم نے وہ مشین گن اس کے ہاتھ سے چھین لی اور ان دونوں کو قابو کر لیا۔ اس کے باقی ساتھی اُسی طرح بندھے ہوئے بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے اوور" ۔۔۔ جیگر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ فوراً ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر دو۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اوور" ۔۔۔ ڈوچے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ عمران کے ٹھیک ہونے اور رسیوں کی گرفت سے آزاد ہونے کی خبر سن کر اس کے واٹر پاور کے سیکنڈ چیف ہونے کا سارا خواب چکنا چور ہو گیا تھا۔

"لیکن باس۔ آپ کا وہ انتقام اوور" ۔۔۔ جیگر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"لعنت بھیجو انتقام پر۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان کا خاتمہ کر دو۔ مشین گنوں کے پورے برسٹ ان کے جسموں میں اتار دو۔ جب وہ ختم ہو جائیں تو پھر مجھے کال کر کے بتاؤ۔ میں خود آ کر ان کی لاشیں چیک کروں گا اوور" ۔۔۔ ڈوچے نے تیز لہجے میں تقریباً چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس باس ۔۔۔ جیسا آپ کا حکم اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جیگر نے کہا۔

"جلدی دفع ہو جاؤ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ڈوچے نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اُس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر جی۔ زیرو ریز کی فل پاور فائرنگ کے باوجود اس قدر جلدی عمران اور اس کا ایک ساتھی کیسے ٹھیک ہو گئے۔ اچانک اُسے وائیڈ چیکنگ سیکشن کا خیال آ گیا۔ وہ کمرے کے دروازے سے نکلا۔ اور ایک بار پھر راہداریوں میں دوڑتا ہوا وائڈ چیکنگ سیکشن کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ ان لوگوں کی لاشیں جلد از جلد دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اس کے لئے جیگر کی طرف سے کال ملنے کا وقفہ ناقابل برداشت تھا۔

چند لمحوں بعد ہی وہ وائڈ چیکنگ سیکشن کے انچارج آسکر کے اندھے شیشے سے بنے ہوئے کیبن میں اس طرح داخل ہوا جیسے آندھی اور طوفان آتا ہے۔ کرسی پر بیٹھا ہوا آسکر بوکھلا کر

اٹھ کھڑا ہوا۔

"جلدی کرو۔ ڈاکر جزیرے پر موجود کیبن کو سکرین پر لاؤ۔ جلدی کرو۔ فوراً"۔۔۔۔ ڈوچے نے چیختے ہوئے کہا۔

اور آسکر بوکھلائے ہوئے انداز میں سامنے میز پر رکھی ہوئی مستطیل شکل کی مشین پر الٹے سیدھے ہاتھ مارنے لگ گیا۔

"احمق آدمی۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ ڈوچے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس۔۔۔۔ باس۔ کر رہا ہوں"۔۔۔۔ آسکر نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر واقعی ایک بٹن کے دبتے ہی سکرین پر پہلے تو آڑھی ترچھی لکیریں سی دوڑنے لگیں۔ پھر اس پر ڈاکر جزیرے کا منظر ابھر آیا۔ لیکن اس منظر میں کیبن نظر نہ آ رہا تھا۔

"کیبن۔۔۔۔ کیبن اور چشمہ لاؤ سامنے"۔۔۔۔ ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور آسکر نے تیزی سے ناب گھمانی شروع کر دی۔ سکرین پر منظر تیزی سے بدلنے لگے۔ اور چند لمحوں بعد کیبن کا منظر ابھر آیا۔ باہر چشمے پر پمپ دو پتھروں پر نصب شدہ صاف نظر آ رہا تھا۔ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن نہ ہی چشمے کے گرد اور نہ کیبن کے اندر کوئی آدمی نظر آ رہا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ یہ جیگر اور اس کے ساتھی کہاں گئے۔ کیبن کے اندر چیک کرو"۔۔۔۔ ڈوچے کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ اور آسکر نے جلدی سے مختلف بٹن دبائے اور ایک ڈائل کے

نیچے لگی ہوئی ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ سکرین پر پھیلا ہوا منظر تیزی سے سمٹتا گیا۔ کیبن کا دروازہ کلوز اپ میں آگیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ سکرین کی پوری چوڑائی میں پھیل گیا۔ اور اب کیبن کا اندرونی حصہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ لیکن کیبن اندر سے خالی پڑا ہوا تھا۔

"اوہ اوہ۔ کیا ہوا۔ آخر ہوا کیا۔ یہ لوگ کہاں چلے گئے۔ کیوں چلے گئے"۔۔۔۔ ڈوچے بوکھلا کر اٹھا۔ اور بغیر آسکر سے کوئی بات کئے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور ایک بار پھر تیزی سے بھاگتا ہوا واپس اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ بوکھلاہٹ۔ خوف اور شدید حیرت کے ملے جلے تاثرات سے خاصا مسخ نظر آ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے۔

اپنے خاص کمرے میں پہنچتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آواز نکلنے لگی۔ اور ڈوچے نے چونک کر پہلے تو اسی طرح ہاتھ پیچھے کھینچ لیا جیسے اس کا ہاتھ اچانک کسی سانپ سے ٹکرانے والا ہو۔ اس کی یہ حرکت اس کے ذہن میں موجود خوف اور خدشات کی آئینہ دار تھی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے سنبھل کر دوبارہ ہاتھ بڑھایا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔ جیگر کالنگ اوور"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے جیگر کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کی آواز تھکی ہوئی سی تھی۔

"یس ـــــ یس ۔ ڈوپے اٹنڈنگ ۔ تم کہاں مر گئے تھے ۔ کہاں گئے تھے ۔ کیا ہوا عمران اور اس کے ساتھیوں کا انہیں ختم کر دیا تم نے اوور" ـــــ ڈوپے نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا ۔

"باس ۔ عمران اور اس کے ساتھی جزیرے سے غائب ہو گئے ہیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے جیگر نے کہا ۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا تم ہوش میں ہو اوور" ـــــ ڈوپے کے حلق سے ایسی آواز نکلی جو شاید اس کے کانوں کے لئے بھی اجنبی تھی ۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس ۔ جب میں آپ کو کال کر کے واپس کیبن میں گیا تو کیبن خالی پڑا ہوا تھا ۔ نہ ہمارے آدمی تھے ۔ اور نہ عمران اور اس کے ساتھی ۔ میں بوکھلائے ہوئے انداز میں پورے جزیرے پہ دوڑ دوڑ کر انہیں ڈھونڈھتا رہا ۔ لیکن ان سب کا کہیں کوئی پتہ نہیں چل سکا ۔ میں نے تو چاروں طرف ساحل کی چٹانوں کو بھی دیکھ لیا ہے ۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے وہ اور ہمارے ساتھی سب جن بھوت تھے ۔ جو اچانک غائب ہو گئے ہوں یا پھر کسی جادوگر نے اپنی جادو کی چھڑی سے انہیں غائب کر دیا ہو ۔ اب تھک ہار کر میں واپس آیا ہوں ۔ اور آپ کو کال کر رہا ہوں اوور" ـــــ جیگر نے جواب دیا ۔

"یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے ۔ وہ بھی غائب اور ہمارے آدمی بھی غائب ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ تم واقعی مجھے نشے میں لگتے ہو یا پھر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اوور" ـــــ ڈوپے نے حلق کے

بل چیختے ہوئے کہا ۔ وہ اس قدر زور سے چیخا تھا کہ اس کی آواز بھی پھٹ گئی تھی ۔

"آپ خود آکر دیکھ لیں باس ۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں میں تو خود حیران پریشان ہوں اوور" ـــــ جیگر نے جواب دیا ۔

"نانسنس ۔ احمق ۔ تم یقیناً پاگل ہو گئے ہو ۔ ٹھیک ہے ۔ میں خود آرہا ہوں ۔ میرا انتظار کرو ۔ اوور اینڈ آل" ـــــ ڈوپے نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا ۔ اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا وہ چند لمحے وہیں کھڑا ہونٹ چباتا رہا ۔ اس کا چہرہ تیزی سے رنگ بدل رہا تھا ۔ جیگر کی کال اس کے حلق سے ہی نہ اتر رہی تھی ۔ سب لوگ اچانک غائب ہو گئے ۔ کیسے غائب ہو گئے ۔ کہاں غائب ہو گئے ۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے" ـــــ ڈوپے مسلسل یہی سوچے چلا جا رہا تھا ۔

"مجھے خود جانا چاہیئے" ـــــ آخر کار ڈوپے نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔ اور پھر تیزی سے وہ اپنے خاص کمرے سے نکل کر اس سیکشن کی طرف بڑھ گیا جہاں سے سپیشل آبدوز جاتی تھی ۔

اس آدمی کے جو باس سے پوچھنے گیا تھا کیبن سے باہر نکلنے کے چند لمحوں بعد اچانک پہلے والا آدمی جو اس دوران کھڑا ہونٹ چباتا رہا تھا یکدم بپھرے ہوئے انداز میں آگے بڑھا اور اس نے زور سے عمران کے پہلو میں لات مارنی چاہی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مشین گن برداروں سے جا ٹکرایا۔ عمران نے انتہائی برق رفتاری سے لات مار کر اسے پیچھے اچھال دیا تھا۔ اسی لمحے چوہان بھی اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نیچے گرتے ہوئے آدمی کے ہاتھ سے اس نے مشین گن چھینی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ سنبھل کر ان پر فائر کرتے مشین گن کی ریٹ ریٹ اور حملہ آوروں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کیبن گونج اٹھا۔ چوہان کی پھرتی واقعی قابل دید تھی۔ اس نے اس قدر تیزی سے گھومتے ہوئے فائر کھولا تھا کہ نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اور مشین گنیں

سیدھی کرتے ہوئے حملہ آوروں کو ایک لمحے کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ اور وہ ڈھیر ہو گئے۔ چوہان اگر ایک لمحے کی بھی دیر کر جاتا تو پھر عمران اور چوہان دونوں کی موت یقینی ہو چکی تھی۔

"باہر دیکھو" ـــــ عمران نے جلدی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اور چوہان سر ہلاتا ہوا کیبن کے دروازے کی طرف جھپٹا اور باہر نکل گیا۔ عمران نے بھی ایک مشین گن اٹھائی اور باہر آ گیا۔ لیکن پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ باہر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ چوہان بھی اب واپس آ رہا تھا۔

"وہ تو کہیں نظر نہیں آ رہا۔ نجانے کہاں چلا گیا ہے" ـــــ چوہان نے واپس آتے ہوئے کہا۔ وہ اب بالکل صحیح انداز میں چل پھر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس کا خیال رکھو میں واپس جا کر باقی ساتھیوں کو ٹھیک کرتا ہوں۔ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ جی۔ زیرو ریز کا اثر کیسے ختم کیا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اب خود اپنے ساتھیوں کو ٹھوکریں ماریں گے" ـــــ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ان کے جسم میں حرکت اور تیزی اس آدمی کی بے تحاشا ٹھوکریں مارنے کے بعد ہی اچانک پیدا ہو گئی تھی۔

"نہیں۔ جی۔ زیرو ریز کے اثر کا مرکز ریڑھ کی ہڈی کا آٹھواں مہرہ ہے۔ پہلے جو اس نے ٹھوکریں ماریں ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔

لیکن جیسے ہی اس کی ٹھوکر اس مہرے پر پڑی ۔ میرے پورے
جسم میں یک لخت اس طرح توانائی کی لہر دوڑ گئی ۔ جیسے ہزاروں
وولٹیج کا کرنٹ جسم میں دوڑ گیا ہو ۔ ویسے بھی اس مہرے کا براہِ
راست کنٹرول ان اعصاب پر ہوتا ہے جو دماغ سے تحریک
وصول کر کے اس پر عمل کرتے ہیں ۔ ان ریز نے اس مہرے کی
کارکردگی کو ساکت کر دیا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ اعصاب بیرونی
احساسات تو وصول کر رہے تھے ۔ لیکن دماغی تحریک کو وصول
نہ کر رہے تھے ۔ بہرحال تم خیال رکھو ۔ میں انہیں ٹھیک کرتا
ہوں " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور پھر تیزی سے
واپس کیبن میں چلا گیا ۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ سیدھا اپنے
ساتھیوں کی طرف بڑھا جو ابھی تک ایک دوسرے کے ساتھ
بندھے ہوئے اُسی طرح مفلوج حالت میں کیبن کی عقبی دیوار
سے ذرا پہلے پڑے تھے ۔ لیکن ان تک پہنچتے پہنچتے عمران کی
نظریں عقبی دیوار کی جڑ میں ایک جگہ پر پڑی تو یک لخت ٹھٹھک
گئیں ۔ وہاں ایک تختہ ایسے لگا ہوا تھا ۔ جیسے وہ باقی تختوں
سے ہر طرف سے جدا ہو ۔ یہ واقعی عجیب بات تھی ۔ کیونکہ جدا
تختہ کسی صورت بھی درمیان میں اس طرح ایڈجسٹ نہیں ہو سکتا
وہ لازماً پیچھے یا آگے کو پڑتا ۔ کیونکہ باقی تختوں اور اس تختے کے
درمیان چاروں طرف خاصی بڑی جھری تھی اور جھری بھی تاریک
تھی ۔ اگر یہ جھری آر پار ہوتی تو دوسری طرف کی روشنی لازماً اُسے
نظر آ جاتی ۔ وہ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر اس تختے کی طرف بڑھا ۔

اور اس نے ایک لمحے کے لئے تو اُسے غور سے دیکھا ۔ دوسرے
لمحے اس نے تختے کو زور سے اندر کی طرف دبایا ۔ تختے کے دبتے
ہی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی ۔ جو اس کے عقب
میں سنائی دی تھی ۔ اور عمران یہ آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا ۔
اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کیبن کے اندرونی
دیواروں کے ساتھ ایک چوڑی سی پٹی چھوڑ کر کیبن کا پورا فرش
درمیان سے کھل کر غائب ہو چکا تھا ۔ اور اس کے ساتھی اور باقی
لاشوں کے نیچے گرنے کے ہلکے سے دھماکے اُسے سنائی
دے رہے تھے ۔ ابھی عمران یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ تختہ ایک بار
پھر ایک جھٹکے سے برابر ہو گیا ۔ لیکن اب کیبن کا فرش خالی پڑا
ہوا تھا ۔ اُسی لمحے جوہان دروازے پر نمودار ہوا ۔
" یہ گڑگڑاہٹ کیسی تھی ۔ عمران صاحب ۔ ارے ہمارے ساتھی
اور یہ لوگ " ـــــ جوہان بات کرتے کرتے یک لخت چیخ پڑا ۔
" دروازے کے اندر کنارے پر کھڑے ہو جاؤ ۔ یہ تختہ کھل
جاتا ہے ۔ اور نیچے ضرور کوئی تہہ خانہ ہے ۔ جس میں ہمارے
ساتھی جا گرے ہیں ۔ میں یہ فرش دوبارہ کھولتا ہوں ۔ فرش
کھلتے ہی پیراٹروپنگ کے انداز میں نیچے چھلانگ لگا دینا "
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
نے لات مار کر تختہ دوبارہ اندر کی طرف دبایا ۔ تختہ دبتے ہی فرش
ایک بار پھر سائیڈیں چھوڑ کر درمیان سے کھل کر نیچے گرا ۔
" کود جاؤ " ـــــ عمران نے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس

نے چھلانگ لگا دی۔ لیکن نیچے موجود تہہ خانہ کچھ زیادہ گہرائی
میں نہ تھا۔ اس لئے جلد ہی عمران کے قدم سخت زمین سے ٹکرائے۔
اور اس کے ساتھ ہی عمران مخصوص انداز میں قلابازی کھا کر ایک
بار پھر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اب وہ اس طرح کھڑا تھا جیسے سیڑھیاں
اتر کر نیچے آیا ہو۔ چوہان کے گرنے کا دھماکہ بھی اس نے سن
لیا تھا۔ اوپر کا فرش اس دوران ایک بار پھر برابر ہو چکا تھا۔
نیچے چونکہ گھپ اندھیرا تھا۔ اس لئے عمران خاموش کھڑا رہا۔
"عمران صاحب" ــــ چوہان کی آواز ذرا فاصلے سے سنائی
دی۔

"ہاں۔ ذرا دیر رک جاؤ۔ آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو جائیں
گی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور واقعی
چند لمحوں بعد ہر طرف چھایا ہوا گھپ اندھیرا چھٹنے لگا۔ اور اب
دھندلے دھندلے سے خاکے نظر آنے لگ گئے۔ چند
لمحوں بعد ہی اسے سائے سے نظر آنے لگ گئے۔ چوہان
بھی کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔ اس کا بھی سایہ عمران کو نظر آ رہا تھا۔
فرش پر ایک جگہ سایوں کا ڈھیر اور باقی ادھر ادھر بکھرے ہوئے
سائے محسوس ہو رہے تھے۔ عمران ہاتھ آگے کر کے سایوں کے
اس ڈھیر کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھا
تھا کہ یک لخت جیسے روشنی کا دھارا سا اس تہہ خانے میں نمودار
ہو گیا۔ اور عمران بُری طرح چونک پڑا۔
"عمران صاحب۔ یہاں ہاتھ ـــ لگنے سے تختہ سا کھل گیا ہے"

چوہان نے کہا۔
اور عمران نے دیکھا کہ واقعی روشنی ایک کھلے ہوئے تختے سے
آ رہی تھی۔ اور وہ اوپر سے گھومتی ہوئی نیچے آ رہی تھی۔ اور عمران
سمجھ گیا کہ تہہ خانے میں تازہ ہوا اور روشنی کے لئے یہ خصوصی
انتظام کیا گیا ہے۔ اب ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔ یہ تہہ خانہ بھی
لکڑی کا ہی بنا ہوا تھا۔ لیکن سوائے لاشوں اور ایک طرف پڑے
ہوئے اس کے ساتھیوں کے ڈھیر کے باقی وہاں کچھ بھی نہ تھا۔
عمران تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ
صدیقی۔ خاور اور جولیا تینوں کی آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔
وہ شاید اچانک نیچے گرنے سے لگنے والی چوٹ سے بے ہوش
ہو چکے تھے۔ لیکن مفلوج ہونے کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند
نہ ہو سکی تھیں۔ لیکن صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ تنویر اور نعمانی ہوش
میں تھے۔ وہ سب ٹیڑھے میڑھے انداز میں ایک دوسرے
کے ساتھ بندھے ہوئے پڑے تھے۔ عمران نے صفدر کی پشت
پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کا ہاتھ صفدر کی ریڑھ کی ہڈی پر رینگنے لگا۔
چند لمحوں بعد اس نے آٹھواں مہرہ ٹریس کر لیا۔ اس نے پوری
طرح اندازہ لگانے کے بعد اپنی ایک انگلی کو ہک کی طرح موڑا
اور پھر خاصی قوت سے اس مہرے پر ضرب لگائی۔ دوسرے
لمحے صفدر کے حلق سے کراہ نکلی اور اس کا جسم تیزی سے پھیلنے
اور سکڑنے لگا۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی۔ اس
کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ عمران نے صفدر کی رسیاں

کھولنی شروع کر دیں ۔

" عمران صاحب ۔ اوہ ۔ کس قدر ہولناک عذاب ہے یہ مفلوج پن بھی "۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی ۔

" اس لئے تو لوگ دور دور سے مجسموں کو دیکھنے جاتے ہیں ۔ کہ بے چارے مستقل عذاب برداشت کر رہے ہوتے ہیں "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور صفدر باوجود شدید تکلیف کے ہنس پڑا ۔ رسیاں کھلتے ہی صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

" کیا حال ہے صفدر صاحب "۔۔۔ چوہان نے قریب آ کر کہا ۔

" اچھا ۔ اوپر سے نیچے بوریوں کی طرح گرا کر پوچھ رہے ہو کہ کیا حال ہے "۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور چوہان ہنس پڑا ۔ عمران اب جولیا کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرنے میں مصروف تھا ۔ چوہان بھی آگے بڑھ کر اس کام میں شامل ہو گیا ۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ سب رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئے ۔ اس کے بعد عمران نے باری باری وہ طریقہ سب پر آزمایا ۔ اور نہ صرف وہ ٹھیک ہو گئے بلکہ جو بے ہوش تھے وہ بھی ہوش میں آ گئے ۔ اور ایک بار تو باری باری ہر ایک کے حلق سے کراہیں نکلیں ۔ لیکن جلد ہی وہ سنبھل گئے ۔

" توبہ ۔ کس قدر خوف ناک سچوئیشن تھی "۔۔۔ جولیا نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" واقعی اس قدر خوف ناک اور بے بس کر دینے والی سچوئیشن سے پہلے کبھی واسطہ نہیں پڑا ۔ یہ تو چوہان کی خوش خوراکی اور پھر اس کی ہمت اور حوصلہ کام آ گیا ۔ ورنہ اس بار ہماری موت یقینی ہو گئی تھی "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" خوش خوراکی ۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔ سب نے چونک کر چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" جب وہ جی ۔ زیرو ریز فائر ہوئیں اس وقت چوہان صاحب درخت پر چڑھے جنگلی رس بھریاں کھانے میں مصروف تھے ۔ اور رس بھری نے انہیں مکمل مفلوج ہونے سے بچا کر بچھوے جتنا چست تو بہرحال بنا ہی دیا "۔۔۔ عمران نے کہا ۔

" تھینک یو چوہان "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ارے ارے ۔ یہ تو بس اتفاق تھا ۔ خالی تو بیٹھا تھا ۔ مجھے وہ پھل نظر آیا تو میں نے سوچا کہ اس کا ذائقہ بھی چکھا جائے ۔ ذرا سا دانت مارا تو اندر سے خاصا لذیذ سا رس برآمد ہوا ۔ اور وہ میرے بازو کی رینج میں تھیں وہ میں نے توڑ کر جیب میں ڈال لیں اور وہ پہلے والی رس بھری کھا ہی رہا تھا کہ بس یک لخت جسم سے طاقت نکلی اور ایک دھماکے سے میں نیچے آ گرا "۔۔۔ چوہان نے کہا ۔ اور سب ہنس پڑے ۔

" شش ۔۔۔ خاموش "۔۔۔ اچانک روشندان والے حصے کی طرف کھڑے کیپٹن شکیل نے سرگوشی کے سے انداز

یں کہا۔ اور وہ سب یک لخت خاموش ہو گئے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھ کر روشندان کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ دور سے کسی آدمی کے بات کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ لیکن آواز اتنی مدھم تھی کہ الفاظ سنائی نہ دے رہے تھے۔ عمران نے ایڑیاں اٹھا کر اپنا ایک کان روشندان کے خلا کے ساتھ کر دیا۔ اور پھر اُسے کچھ کچھ الفاظ سنائی دینے لگے۔ اور جو الفاظ اس کی سمجھ میں آئے ان کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں یک لخت تیز چمک ابھر آئی۔ ان الفاظ سے وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ کسی ٹرانسمیٹر پر بات کی جا رہی ہے۔ اور پُراسرار طور پر افراد کے غائب ہو جانے کی اطلاع کسی کو دی جا رہی ہے۔ اور پھر آخر میں یہ الفاظ بھی اس کے کانوں میں پڑ گئے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ میرا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل" گو یہ الفاظ انتہائی مدھم تھے لیکن عمران چونکہ پوری طرح اس آواز کی طرف متوجہ تھا۔ اس لئے نہ صرف الفاظ بلکہ وہ ڈوچے کا لہجہ بھی پہچان گیا تھا۔ ظاہر ہے ڈوچے اگر بول رہا تھا تو وہ گریٹ بال سے ہی بول رہا تھا۔ اور وہیں سے آنے کی بات کر رہا تھا۔ اور ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز کا یہاں تک پہنچ جانا واقعی ایک عجیب سی بات تھی کیونکہ لامحالہ آواز مدھم ہو جاتی تھی۔ لیکن عمران نے سوچا کہ یقیناً اس کے اور اس کے ساتھیوں کے اچانک غائب ہو جانے کی اطلاع پا کر ڈوچے غصے سے پاگل ہو گیا ہو گا۔ اور اسی پاگل پن کی وجہ سے وہ اپنی پوری قوت سے چیخ کر بات کر رہا تھا اس لئے ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز عمران

کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔

"قسمت نے شاید ہمیں آخری بار چانس دیا ہے"۔۔۔ عمران نے مڑ کر سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ظاہر ہے آواز آہستہ تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیسا موقع"۔۔۔ کئی ساتھیوں نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سب سے بڑا مسئلہ گریٹ بال میں داخلے کا ہے۔ گریٹ بال کو سائنسی طور پر اس قدر محفوظ بنایا گیا تھا کہ اس میں جبری طور پر داخل ہی نہیں ہوا جا سکتا تھا۔ اس داخلے کو ممکن بنانے کے لئے میں نے پچھلی والی آبدوز کے ساتھ وہ مخصوص میزائل لانچ تیار کرائی تھی۔ لیکن وہ تباہ ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے پلاننگ کی اور کوما کے اسلحہ خانے سے جو اسلحہ بھی مل سکا وہ لے کر اس گریٹ بال کے آنے سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ تاکہ یہاں سے کسی طرح اسلحے کے زور پر یا کسی بھی طرح گریٹ بال میں داخل ہوا جا سکے۔ لیکن یہاں بھی صورت حال ہمارے خلاف ہو گئی۔ اور ہم بے بس اور مفلوج کر دیئے گئے۔ اور اگر اس ڈوچے کے دل میں انتقام لینے اور مجھے تڑپا تڑپا کر مارنے کی بات اللہ تعالیٰ نہ ڈال دیتا تو اب تک منکر نکیر اپنا حساب کتاب بھی مکمل کر چکے ہوتے۔ لیکن پھر چوہان کی وجہ سے ہم نہ صرف بچ نکلے بلکہ سوائے ایک آدمی کے باقی سب کا خاتمہ بھی کر دیا گیا۔ پھر یہ تہہ خانہ اچانک سامنے آ گیا۔ اس طرح وہ آدمی جو باہر رہ گیا تھا ہمیں اور اپنے ساتھیوں

کو غائب پا کر حیران رہ گیا۔ اور اس نے گریٹ بال میں ڈوپے کو کال
کیا۔ ڈوپے نے یقیناً گریٹ بال سے کسی دیو مشین کے ذریعے ۔۔۔
جزیرے کو پہلے چیک کر لیا ہوگا۔ جیسا کہ ۔۔۔ اس نے پہلے
چیک کیا تھا اور ہمیں یہاں موجود پا کر اس نے ہم پر مفلوج کر دینے
والی ریز فائر کر دی تھیں۔ جزیرہ اُسے خالی نظر آیا۔ تو اس نے یہاں
آنے کی حامی بھر لی۔ اس لئے اب یہ آخری موقع ہے ہمارے
پاس کہ اگر ہم کسی طرح ڈوپے کو قابو کر لیں تو پھر ہم ڈوپے کی مدد
سے انتہائی آسانی سے اس گریٹ بال کا خاتمہ کر سکتے ہیں"۔۔۔
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوری تفصیلات بتاتے ہوئے
کہا۔

"اوہ۔ واقعی۔ یہ تو بہت اچھا موقع ہے"۔۔۔ جولیا نے
چونکتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اس بار تو عمران صاحب نے بغیر کوئی ضد کئے اطمینان
سے ساری تفصیلات بتا دی ہیں"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"میں نے یہ تفصیلات اس لئے بتائی ہیں کہ ہمارا یہ مشن میرے
خیال کے مطابق ہماری زندگی کا اہم ترین مشن ہے۔ اور اس
کی ناکامی کا نتیجہ صرف ہم چند افراد کی موت تک ہی محدود
نہیں رہے گا۔ بلکہ کروڑوں بے گناہ مسلمان ہلاک اور عظیم اسلامی
مملکتیں بھی ان یہودی بھیڑیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو جائیں گی۔
اور شاید اللہ تعالیٰ کو بھی ایسا ہونا منظور نہیں ہے۔ اس لئے وہ

باوجود اب تک مسلسل ناکام ہونے کے بار بار مواقع مہیا کر رہا
ہے۔ لیکن اگر ہم اس بار ناکام رہے تو پھر اس کے بعد شاید کوئی
چانس نہ ملے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں اس قدر سنجیدگی تھی کہ
اس کے سارے ساتھیوں کے جسموں میں سردی کی لہریں سی
دوڑ گئیں۔ گو انہیں پہلے بھی اس مشن کی اہمیت کا احساس تھا لیکن
اب اس ماحول میں عمران کی بات اور پھر اس کے تاثر انگیز لہجے نے
انہیں اس کا صحیح ادراک کرا دیا تھا۔

"ہم تمہارے احکامات کی بلا چون و چرا تعمیل کریں گے عمران۔ ہم
اپنی جانیں تو دے سکتے ہیں لیکن یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔
کہ ان یہودی بھیڑیوں کے ہاتھوں کروڑوں بے گناہ مسلمان ہلاک
ہو جائیں"۔۔۔ یک لخت تنویر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

"تنویر نے ہماری صحیح نمائندگی کی ہے۔ اب بتاؤ تم نے کیا
سوچا ہے"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے تو ہم نے اوپر جانے کا راستہ تلاش کرنا
ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس کی تیز نظریں تہہ خانے
اور چھت کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گئیں۔

"ادھر یہ پتھر باہر کو نکلا ہوا ہے"۔۔۔ اچانک ایک کونے میں
کھڑے صدیقی نے کہا۔ اور سب چونک کر اس طرف کو دیکھنے
لگے۔ جدھر صدیقی اشارہ کر رہا تھا۔

"مشین گنیں اٹھا لو"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے فرش پر بکھری پڑیں مشین گنیں اٹھالیں۔ اور پھر وہ سب دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے پتھر پر پیر مارا تو چھت درمیان سے کسی تختے کی طرح کھل کر نیچے آئی اور ان کے سروں سے ذرا اوپر دیوار کے ساتھ جا کر لگ گئی۔

"میں پتھر کو دبائے رکھتا ہوں۔ تم لوگ ایک دوسرے کے کندھوں پر بیٹھ کر اوپر پہنچ جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے دبے پتھر پر پیر رکھ کر اسے زور سے دبا دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چند لمحوں بعد خود بخود یہ فرش دوبارہ برابر ہو جائے گا۔ کیپٹن شکیل نیچے بیٹھا اور اس نے سب سے پہلے جولیا کو کاندھے پر بٹھا کر اوپر اس جگہ پہنچا دیا جہاں دیواروں کے ساتھ ساتھ زمین کا حاشیہ سا موجود تھا۔ اس کے بعد باری باری ایک ایک کر کے وہ سب اوپر پہنچ کر دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ جب سب اوپر پہنچ گئے تو عمران نے پتھر پر رکھا ہوا پیر ہٹایا۔ اور اس طرح پوری قوت سے اوپر کی طرف اچھلا جیسے ہائی جمپ لگانے والے ورلڈ ریکارڈ توڑنے کی خاطر اپنی پوری قوت لگا دیتے ہیں۔ پلک جھپکنے میں وہ ٹھیک صفدر کے قریب اس زمین والے حاشیے پر جا کھڑا ہوا۔ لیکن چونکہ کسی چیز کو یکلخت سنبھلنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے اس کا جسم قدرتی ردعمل کے طور پر واپس جھکولا کھانے ہی لگا تھا کہ صفدر نے اس کی پشت کے پیچھے ہاتھ دے کر اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔

اور عمران واپس نیچے گرنے سے بچ گیا۔ اسی لمحے فرش ایک بار پھر برابر ہو گیا۔ اور ان سب نے اطمینان بھرے سانس لئے۔ اور عمران کے اشارے پر وہ احتیاط سے کیبن کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ڈوچے پہلے تو حیرت اور شدت سے بھاگتا ہوا سپیشل آبدوز والے سیکشن میں پہنچ گیا۔ تاکہ سپیشل آبدوز کے ذریعے وہ فوراً جزیرے پر پہنچ کر وہاں صورت حال کا جائزہ لے سکے کہ آخر عمران اور اس کے ساتھی اچانک جن بھوتوں کی طرح کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ لیکن وہاں پہنچ کر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ جیگر اور اس کے ساتھیوں پر کسی طرح عمران نے یا اس کے ساتھیوں نے قبضہ کر لیا ہو۔ اور اس سے بات کرنے والا جیگر کی بجائے عمران ہی ہو۔

کیونکہ وہ عمران کی ایسی حیرت انگیز صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو وہ پکے ہوئے پھل کی طرح عمران کی جھولی میں جا گرے گا۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی وہ نہ صرف ٹھٹھک کر رک گیا بلکہ اس نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ پہلے وہ وائڈ چیکنگ سیکشن کے ذریعے جزیرے کا ایک ایک درخت ایک ایک جھاڑی اور ایک ایک چٹان کا جائزہ لے گا پھر وہاں جائے گا۔ چنانچہ اس نے سپیشل آبدوز کی تیاری کا حکم دیا اور خود واپس مڑ کر اس سیکشن سے نکلا اور سیدھا وائڈ چیکنگ سیکشن میں آسکر کے اس کیبن میں پہنچ گیا جو اندھے شیشے کا بنا ہوا تھا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ آسکر ایک بار پھر ڈوچے کو اپنے سر پر سوار دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"اطمینان سے بیٹھ کر مشین سے ڈاکر جزیرے کو چیک کرو۔ تمہیں ڈاکر جزیرے کا ایک پتھر۔ گھاس کی ایک پتی اور درخت کی ایک شاخ بھی ایسی نہیں چھوڑنی چاہئے جسے چیک نہ کر لیا جائے مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً کہیں چھپے ہوئے ہیں" ۔۔۔۔ ڈوچے نے کرسی گھسیٹ کر میز کے سامنے بیٹھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ آسکر نے کہا۔ اور اس کے سامنے میز پر موجود مستطیل شکل کی مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں نظر آنے لگیں۔ اور پھر جھماکے سے اس پر جزیرے کا منظر نظر آنے لگا۔ آسکر آہستہ آہستہ ناب گھمانے لگا اور منظر

بالکل اس طرح آہستہ آہستہ بدلنے لگا جیسے سلو موشن فلم چل رہی ہو۔ ڈوچے کی نظریں سکرین سے اس طرح چپکی ہوئی تھیں کہ وہ پلکیں جھپکانا بھی بھول گیا تھا کہ کہیں پلک جھپکنے کے دوران عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے سے نہ رہ جائے۔ پھر ایک منظر سامنے آتے ہی اس نے جیگر کو جزیرے کے کنارے پر ایک درخت کے تنے کے ساتھ پشت لگائے کھڑے دیکھا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور نیچے زمین پر اس کے قدموں کے ساتھ ٹرانسمیٹر بھی پڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"اسے کلوز اپ میں لاؤ۔ اور ساتھ ہی آر۔ جی۔ سکس کمپیوٹر بھی منسلک کر کے آن کر دو" ۔۔۔۔ ڈوچے نے ہاتھ اٹھا کر آسکر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آر۔ جی۔ سکس تو میک اپ چیکنگ کمپیوٹر ہے جناب۔ اور اس میں تو صرف گریٹ بال کے آدمیوں کے کوائف فیڈ کئے گئے ہیں" آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں اس جیگر کو چیک کرنا چاہتا ہوں کمپیوٹر کے ذریعے" ڈوچے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

آسکر نے ایک بٹن دبا کر اس منظر کو ساکت کیا۔ اور پھر اس نے مشین کے بالکل دائیں ہاتھ پر موجود ایک اور پینل کے بٹنوں کو آن کرنا شروع کر دیا۔ پورے سیکشن میں موجود تمام مشینوں کو اس مستطیل شکل کی مشین سے کنٹرول کیا جانے کا نظام موجود تھا۔ اس لئے آسکر کو اٹھ کر کہیں جانا نہ پڑتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پینل

آن ہو گیا۔

"جیگر کا کوڈ نمبر ون زیرو زیرو ون ہے ناں باس"۔۔۔ آسکر نے گردن موڑ کر کرسی پہ بیٹھے ڈوچے کی طرف دیکھتے ہوئے تصدیق کرانے والے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ جلدی کرو"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ اور آسکر کے ہاتھ پہلے سے زیادہ تیزی سے کام کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد کمپیوٹر چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پینل کے درمیان لگی ہوئی چھوٹی سکرین پر کمپیوٹر نے اپنے مخصوص اشارات دینے شروع کر دیئے۔ سب سے پہلے جیگر کا کوڈ سکرین پہ ابھرا۔ پھر اس کا نام اس کے بعد چیکنگ فاصلہ۔ اور اس کے بعد سکرین چند لمحوں کے لئے صاف ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس پہ او۔ کے کے الفاظ تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور ڈوچے کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا خیال غلط ثابت ہوا تھا۔ جیگر اصلی تھا۔ آسکر نے کمپیوٹر آف کر دیا۔ اور ایک بار پھر ناب گھما کر اس نے جزیرے کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر بعد جب سکرین پہ وہی منظر دوبارہ ابھرا جو سب سے پہلے آیا تھا تو آسکر نے ہاتھ ہٹا کر ڈوچے کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ بند کر دو۔ اب میری پوری طرح تسلی ہو گئی ہے" ڈوچے نے کہا اور اٹھ کر کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن یہ لوگ آخر گئے کہاں۔ عجیب چکر ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا"۔۔۔ ڈوچے وائنڈ چیکنگ سیکشن سے نکل کر دوبارہ سپیشل

آبدوز والے سیکشن کی طرف بڑھتے ہوئے سوچتا رہا۔ لیکن باوجود دماغ کو اچھی طرح قلابازیاں کھلانے کے کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ اور وہ آبدوز والے سیکشن میں پہنچ گیا۔

"آبدوز تیار ہے"۔۔۔ ڈوچے نے پوچھا۔

"یس باس"۔۔۔ آبدوز کے کیپٹن ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس کے انتظار میں وہاں کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔ ڈاکر جزیرے پہ جانا ہے"۔۔۔ ڈوچے نے کہا اور آبدوز کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد آبدوز گریٹ بال سے نکل کر کھلے سمندر میں پہنچی اور پھر تیزی سے اوپر کو اٹھنے لگی۔ ڈوچے ڈکسن کے ساتھ بیٹھا ہوا آبدوز کو تیزی سے اوپر جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اب اس کے چہرے پر صرف حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ ورنہ وہ جزیرے کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔ اُسے حیرت صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کے غائب ہونے والے واقع پر تھی۔ اور یہ واقعی انتہائی حیرت انگیز بات تھی۔ جس کی کوئی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد آبدوز جزیرے سے کافی فاصلے پر سمندر کی سطح پہ ابھری اور پھر تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگی جزیرے سے کچھ دور پہنچ کر وہ رک گئی اور ڈوچے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ لانچ میں بیٹھیں۔ میں اسے باہر نکالتا ہوں۔ اور کیا میں نے آپ کی واپسی کا انتظار کرنا ہے۔ یا گریٹ بال واپس چلے جانا ہے"۔ کیپٹن ڈکسن نے کہا۔

"نہیں۔ تم یہیں رکو گے۔ اور انتظار کرو گے"۔۔۔ ڈوپے نے
کہا۔ اور اٹھ کر آبدوز کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جدھر مخصوص
لانچ موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لانچ پر سوار اُسے چلاتا ہوا تیزی
سے ساحل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ساحل پر کھڑے جیگر نے بھی اُسے
آتا دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ اب بالکل کنارے کے قریب آ کھڑا
ہوا تھا۔ ڈوپے نے لانچ ساحل کے ساتھ لگائی اور پھر چٹان پر اتر کر
اُسے ہک کیا اور چٹانیں پھلانگتا ہوا اوپر جیگر کے پاس پہنچ گیا۔
"کچھ پتہ چلا ان کا"۔۔۔ ڈوپے نے اوپر پہنچتے ہی جیگر سے
مخاطب ہو کر کہا۔
"میں تو یہاں آپ کے انتظار میں کھڑا تھا۔ ویسے اس سے پہلے
میں نے سارا جزیرہ چھان مارا ہے۔ نجانے ان کے ساتھ کیا ہوا
ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ سب لوگ دھواں بن کر اُڑ
گئے ہوں"۔۔۔ جیگر نے کہا۔ اور ڈوپے نے ہونٹ چباتے
ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ اب جیگر کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا کیبن کی
طرف بڑھا جا رہا تھا۔ لیکن اس کی تیز نظریں مسلسل ارد گرد کا جائزہ
بھی لے رہی تھیں۔ لیکن جزیرہ اُسی طرح سنسان پڑا ہوا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد وہ کیبن کے ساتھ موجود چشمے پر پہنچ گئے۔ وہاں پمپ نصب
تھا۔ اور پائپ بھی پڑا ہوا تھا۔ لیکن آدمی کوئی نہ تھا۔ سامنے موجود
کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔
"میں تو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہوں۔ کہ آخر یہ ہوا کیسے۔ تم نے
جب پہلی بار مجھے کال کیا تھا اس وقت ان لوگوں کو کہاں چھوڑا

تھا"۔۔۔ ڈوپے نے جیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"اس کیبن میں جناب صرف عمران اور اس کا ایک ساتھی قدرے
ٹھیک تھے۔ ان کے سروں پر میرے چار آدمی مشین گنیں لے کر
کھڑے تھے۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی اُسی طرح مفلوج حالت
میں بندھے ہوئے پڑے تھے"۔۔۔ جیگر نے جواب دیا۔
"تم نے کہاں سے کال کیا تھا۔ اس چشمے کے پاس سے کوئی
فائرنگ کی آوازیں یا کوئی اور آواز"۔۔۔ ڈوپے نے کیبن کی
طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔
"میں نے ساحل کے پاس جا کر کال کی تھی۔ کیونکہ یہاں اس
وقت تیز ہوا چل رہی تھی اور درختوں کی شاخوں اور پتوں کے ملنے
کی آوازیں اس قدر تھیں کہ کال سمجھ میں نہ آ سکتی تھی"۔۔۔ جیگر
نے جواب دیا اور ڈوپے نے سر ہلا دیا۔
وہ اب کیبن کے اندر پہنچ چکا تھا۔ وہ تیز نظروں سے کیبن
کے فرش اور دیواروں کا جائزہ لے رہا تھا اور پھر ایک جگہ پر اس
کی نظریں جم گئیں جہاں مٹیالے سے دھبے موجود تھے۔
"اوہ۔ یہاں خون کے دھبے ہیں"۔۔۔ ڈوپے نے چونک
کر کہا۔
"ہاں۔ یہ دھبے میں نے بھی دیکھے تھے۔ لیکن یہ تو خاصے پرانے
ہیں"۔۔۔ جیگر نے جواب دیا۔
"بظاہر پرانے ہی لگتے ہیں۔ لیکن نئے بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ
یہاں فرش پر گرد و غبار کافی ہے۔ اس لئے تازہ خون بھی جذب ہو

کر فوراً رنگ بدل سکتا ہے "۔۔۔ ڈوپے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر وہ زخمی یا لاشیں کچھ تو ہوں "۔۔۔ جیگر نے کہا۔ لیکن ڈوپے نے جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں دیوار کے اس تختے پر جمی ہوئی تھیں جو باقی تختوں سے قدرے اندر تھا۔ یعنی ہر طرف سے ہلکی سی جھری اس تختے کے باہر موجود تھی۔

"اوہ۔ یہ تختہ ۔۔۔ یہ کیسے بنا ہوا ہے "۔۔۔ ڈوپے نے کہا اور تیزی سے اس تختے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ پہلے اس نے اس پر ہاتھ پھیرا اور پھر اُسے آہستہ سے دبا دیا۔ لیکن تختہ اپنی جگہ موجود تھا۔ اس نے ایک لمحہ رک کر پوری قوت سے اس پر مکہ مارا۔ تو اُسے اپنے عقب میں جیگر کی چیخ نیچے جاتی سنائی دی۔ وہ تیزی سے مڑا۔ اور پھر وہ بھی لڑکھڑا کر نیچے گرتے ہوئے بال بال بچا۔ کیونکہ کیبن کا فرش درمیان سے کھل گیا تھا اور جیگر جو کافی آگے کھڑا تھا فرش کے اچانک گرنے سے نیچے جا گرا تھا۔ ڈوپے نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ کیونکہ کھلے ہوئے فرش سے اس نے نیچے گہرائی میں پڑی ہوئی اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ لی تھیں۔ جیگر نیچے گر کر ابھی اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ یک لخت فرش خود بخود برابر ہو گیا۔ اور جیگر نیچے ہی رہ گیا۔ ڈوپے تختے کو دوبارہ دبانے کے لئے مڑنے ہی لگا تھا کہ یک لخت ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔

اس کی آنکھیں حیرت سے اس قدر پھٹ گئیں کہ جیسے کانوں کو بھی ساتھ چیر جائیں گی۔ کیونکہ کیبن کے دروازے پر عمران بڑے مطمئن انداز میں کھڑا نظر آرہا تھا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"ہیلو ڈوپے "۔۔۔ عمران کی آواز سنائی دی اور ڈوپے کا شدید ترین حیرت سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ یک لخت نارمل ہونے لگا۔ وہ حیرت کے خوفناک جھٹکے سے سنبھل گیا تھا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھا۔ اور اس نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے جیب سے خوفناک ریز پسٹل نکال لیا۔ جس سے نکلنے والی ریز انتہائی طاقتور ہوتی تھیں لیکن اُسی لمحے عمران پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے دروازے سے غائب ہو گیا۔ اور ڈوپے کی پلکیں ایک بار پھر اسی قدر تیزی سے جھپکنے لگیں۔ جیسے وہ اندھا ہو گیا ہو۔

"گک ۔۔۔ گک ۔۔۔ کیا میں پاگل ہو گیا ہوں "۔۔۔ ڈوپے نے بے اختیار اس طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے وہ خود اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔ اور پھر وہ ریز پسٹل ہاتھ میں پکڑے بڑے محتاط انداز میں کیبن کے دروازے پر پہنچا۔ چند لمحے وہیں رکا رہا وہ باہر سے آہٹ سنتا رہا۔ لیکن باہر سوائے درختوں سے گزرنے والی ہوا کی شائیں شائیں کے اور کوئی آواز نہ تھی۔ ڈوپے نے پسٹل کی نال دروازے سے باہر نکالی۔ لیکن جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ یک لخت اچھل کر باہر نکلا اور تیزی سے گھوم گیا۔ لیکن

دوسرے لمحے اُسے اپنے آپ کو سنبھالنا پڑا۔ کیونکہ اردگرد کا سارا ماحول اُسی طرح موجود تھا۔ عمران یا اس کا کوئی ساتھی کیبن میں نظر نہ آرہا تھا۔

"آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ کیا یہ جادو کا جزیرہ بن گیا ہے" ڈوپجے نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یک لخت ایک سایہ اس پر کودا اور ڈوپجے چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل سامنے زمین پر گرا۔ اور اس کے ہاتھ میں موجود ریز پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"بس اب اسے عزت سے اٹھا کر کھڑا کر دو ... ریز پسٹل زیادہ خطرناک تھا" ــــــ اُسی لمحے عمران کی آواز سنائی دی۔ اور زمین پر گر کر اُٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈوپجے یک لخت ضرب کھا کر نیچے گرا۔ اور دوسرے لمحے اس کا جسم اس طرح فضا میں اٹھتا گیا جیسے گیس بھرا غبارہ دھاگہ ٹوٹنے سے تیزی سے اوپر کو اٹھتا ہے۔ وہ کسی کے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے اس آدمی کی پسلیوں میں کراٹے کا زوردار وار کرنا چاہا۔ جس نے اُسے اچھال کر اپنے بازوؤں میں جکڑا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ فضا میں گھومتا ہوا بے اختیار پہلو کے بل نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ اس کی کنپٹی پر ایک زوردار ضرب لگی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے ایسی سیاہ چادر پھیلتی چلی گئی جس میں روشنی کا ایک نقطہ تک موجود نہ تھا۔

"ویری گڈ تنویر۔ اچھی ضرب لگائی ہے تم نے۔ ورنہ یہ خاصا جاندار لڑاکا تھا" ــــــ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور تنویر کے چہرے پر مسرت کی لکیریں نمودار ہو گئیں۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی بہرحال جانتا تھا کہ عمران جیسے شخص کے منہ سے نکلنے والا تعریفی کلمہ کسی تمغے سے کم نہیں ہو سکتا۔

"کیا ضرورت تھی اس قدر وقت ضائع کرنے کی" ــــــ اُسی لمحے ایک درخت کے تنے کے پیچھے سے جولیا نے برآمد ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ ریز پسٹل استعمال کر لیتا تو واقعی اس بار ہمیں ہمیشہ کے لئے غائب ہونا پڑتا۔ اس کا پسٹل دیکھتے ہی مجھے مجبوراً ہٹنا پڑا تھا" عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ وہ زمین پر پڑا ہوا پسٹل اٹھا کر اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

احمق بن جائے گا کہ اکیلا ہی دوڑا چلا آئے گا۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ وہ اپنے ساتھ کم از کم پانچ چھ آدمی تو لے ہی آئے گا۔ اس لئے میں نے تمہیں احتیاطاً یہ کہہ کر اکٹھے بھیجا تھا کہ تم غوطہ خوری کے لباس پہن کر آبدوز تک پہنچو اور پھر اندر داخل ہو کر ان پہ قابو پا لو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا دوسرا ساتھی کہاں ہے جو پہلے سے یہاں موجود تھا" کیپٹن شکیل نے پوچھا

"وہ تہہ خانے میں مشین گن سمیت آرام کر رہا ہے۔ اُسے جا کر نکال لاؤ۔ اور ساتھ نیچے سے رسیاں بھی نکال لانا تاکہ ان سے اطمینان سے انٹرویو کیا جا سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا اپنے ساتھیوں کو کیبن کی طرف چلنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گیا۔

"خیال رکھنا صفدر۔ اس کے پاس مشین گن ہے"۔۔۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"تم نے اس سے پوچھنا کیا ہے۔ آبدوز پر تو قبضہ ہو چکا ہے ان کا یہیں خاتمہ کرو اور آبدوز لے کر گریٹ ہال میں گھس جاتے ہیں"۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور اندر جا کر راک اینڈ رول ڈانس کریں گے۔ اور پھر ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے ملک کو سدھاریں گے۔ کیوں"۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

صفدر اور دوسرے ساتھی کیبن سے باہر نکلے تو جبکہ ان

"اب اس کا کیا کرنا ہے جو نیچے تہہ خانے میں ہے۔ اس کے پاس تو مشین گن بھی ہے"۔۔۔ جولیا نے کیبن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"صفدر وغیرہ آجائیں پھر اس کا بھی بندوبست کرتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اسے باندھ نہ لیا جائے۔ کہیں یہ جلدی ہوش میں نہ آجائے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"فی الحال اپنی بیلٹ سے اس کے ہاتھ باندھ دو۔ رسیاں تو نیچے تہہ خانے میں پڑی ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے اپنی بیلٹ کھولنی شروع کر دی۔

"وہ صفدر وغیرہ بھی آرہے ہیں"۔۔۔ اسی لمحے جولیا نے کہا۔ اور عمران نے چونک کر دیکھا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھی اکٹھے آرہے تھے۔ صفدر کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا ہوا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں میں غوطہ خوری کے لباس پکڑے ہوئے تھے۔ صفدر کا لباس بھی البتہ کیپٹن شکیل نے اٹھایا ہوا تھا۔

"کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"خواہ مخواہ اتنی دردسری کی۔ آبدوز میں بس ایک کیپٹن تھا" صفدر نے کندھے پر لدے ہوئے آدمی کو نیچے زمین پہ لٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ڈوچے حیرت کی وجہ سے اس قدر

کے ساتھ ساتھ اس طرح چل رہا تھا جیسے بکری مذبح خانے کی طرف جاتے ہوئے چلتی ہے۔

"اس کی مشین گن تو اوپر ایک کونے میں پڑی تھی۔ اور یہ ٹرانسمیٹر بھی دوسرے کونے میں پڑا تھا"۔۔۔ صفدر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ بے چارہ تو معمولی سا مہرہ ہے۔ اسے باندھ کر ایک طرف بٹھا دو"۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا۔

"گولی مار کر ختم نہ کر دیں"۔۔۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر نے اس طرح تیزی سے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری جیسے کسی شکاری کو کئی دنوں تک جنگل میں مارے مارے پھرنے کے بعد اچانک پسندیدہ شکار نظر آ گیا ہو۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے مت مارو"۔۔۔ جیگر بری طرح چیخ پڑا۔

"ایک منٹ ٹھہرو تنویر"۔۔۔ عمران نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے تنویر سے کہا۔ اور تنویر کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"سنو جیگر۔ تم ایک معمولی سے کارندے ہو۔ ہمارا اصل ٹارگٹ تو یہ ڈوپے ہے۔ اس لئے تمہیں مارنے یا زندہ رکھنے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اور میرا وعدہ کہ اگر تم میرے سوالات کا صحیح صحیح جواب دے دو تو میں تمہیں زندہ رکھوں گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کیسے سوالات"۔۔۔ جیگر نے چونک کر پوچھا۔

"گریٹ بال ٹرانسمیٹر کال کے لئے کون سی فریکوئنسی استعمال کرتے ہو۔۔ اور ڈوپے کے بعد وہاں انچارج کون ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہاں پورا ٹرانسمیٹر سیکشن ہے۔ لیکن اس مخصوص ٹرانسمیٹر کا تعلق براہِ راست ڈوپے سے ہے۔ اس کا دوسرا سیٹ صرف باس ڈوپے کے خاص کمرے میں ہے"۔۔۔ جیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ گریٹ بال کی مخصوص فریکوئنسی کیا ہے۔ اور انچارج کون ہے"۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔ میرا تعلق تو مشین سیکشن سے ہے۔ میں وہاں فورمین ہوں"۔۔۔ جیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کے۔۔۔ پھر واقعی تم چھٹی کرو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ تنویر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جیگر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ گولیوں کی بوچھاڑ میں کسی لٹو کی طرح چند لمحوں کے لئے گھوما اور پھر زمین پر جا گرا۔ تنویر نے مشین گن کا پورا برسٹ ہی اس کے جسم میں اتار دیا تھا۔ جو یا اور باقی ساتھی ہونٹ بھینچے کھڑے تھے۔

"اس ڈوبچے کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ دو اور اُسے اٹھا کر کیبن کی دیوار سے لگا دو۔ اور سنو تنویر۔ یہ ڈوبچے انتہائی سخت جان آدمی ہے۔ اور تم نے اس سے گریٹ بال کے متعلق سب کچھ اگلوانا ہے۔ سمجھے" ــــ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کے تو فرشتے بھی سب کچھ بتائیں گے" ــــ تنویر نے کہا۔ اور تیزی سے زمین پر پڑے ڈوبچے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل رسی اٹھائے ہوئے تھا وہ بھی آگے بڑھا۔ اور پھر ان دونوں نے مل کر ڈوبچے کے ہاتھ اور پیر اچھی طرح باندھ دیئے۔

"اسے بھی باندھ دو۔ اسے بعد میں دیکھ لیں گے۔ ہو سکتا ہے کام آجائے" ــــ عمران نے آبدوز کے کیپٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا کیپٹن کی طرف بڑھ گیا۔

تنویر نے جھک کر بندھے ہوئے بے ہوش ڈوبچے کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر پاس ہی ایک درخت کے موٹے تنے کے ساتھ اس کی پشت لگا کر بٹھا دیا۔ چونکہ ڈوبچے بے ہوش تھا اس لئے وہ بیٹھنے کی بجائے ادھر ادھر لڑھک رہا تھا۔ تنویر نے جھک کر ایک ہاتھ سے اس کا جسم سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے پوری قوت سے ڈوبچے کے چہرے پر زور دار تھپڑ جڑ دیا۔ عمران سمیت باقی ساتھی اس سے پیچھے ایک طرح گھیرا سا ڈال کر خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ دوسرے بھرپور تھپڑ کے

بعد ڈوبچے کراہتا ہوا ہوش میں آگیا اور تنویر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"کیا پوچھنا ہے اس سے" ــــ تنویر نے ایسے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا جیسے ڈوبچے انسان کی بجائے انسائیکلوپیڈیا ہو۔ جس کے صفحے کھولنے سے ہر قسم کی معلومات خود بخود سامنے آجائیں گی۔

"تم مجھ پر تو قابو پا سکتے ہو عمران۔ لیکن تم ہمارے مشن کو نہیں روک سکتے۔ ہمارا مشن ہر صورت میں کامیاب ہو گا۔ ہر صورت میں۔ اور تم مسلمان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے نیست و نابود ہو جاؤ گے" ــــ ڈوبچے نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ تنویر نے غصے کی شدت سے اچھل کر اُسے لات مارنی چاہی۔ لیکن عمران نے بازو سے پکڑ کر اُسے زبردستی روک دیا۔

"ٹھہرو۔ مجھے بات کرنے دو" ــــ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یہ ــ یہ ایسی بکواس کر رہا ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔" تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا۔

"صرف اکیلے تم ہی مسلمان نہیں ہو تنویر۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہ جان بوجھ کر ہمیں غصہ دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ تاکہ ہم غصے میں آکر اس سے گریٹ بال کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی بجائے اسے ہلاک کر دیں۔ اور یہ یہودی کاز کے لئے اپنی جان

کی قربانی دے کر اپنے تئیں ایک مقدس کام کر گزرے" ——— عمران نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے یہ ایسی بکواس کر رہا ہے" ——— تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر خود ہی پیچھے ہٹ گیا۔

"تم مجھ سے کچھ حاصل نہ کر سکو گے عمران۔ چاہے تم میری بوٹیاں کیوں نہ اڑا دو" ——— ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم ایک جاندار لڑاکے ہو۔ چلو مجھ سے معاہدہ کر لو۔ ہم میں سے کسی ایک کو منتخب کر لو۔ میں تمہارے ہاتھ پیر کھول دیتا ہوں۔ اگر تم شکست کھا جاؤ تو سب کچھ بتا دینا اور اگر میں یا میرا آدمی شکست کھا جائے تو ہم واپس چلے جائیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ ایک بار تم میرے ہاتھ پیر آزاد کرا دو۔ اور پھر ایک تو کیا تم سب مل کر مقابلے پر آجاؤ۔ ڈوچے تم سب کو زندہ زمین میں دفن کر دینے کی طاقت رکھتا ہے" ——— ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں یک لخت چمک سی ابھر آئی تھی۔

"ارے ارے۔ اتنا بڑا دعویٰ۔ بہرحال دیکھ لیتے ہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ وعدہ نبھائے گا" ——— صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"وعدہ تو اسے نبھانا ہی پڑے گا۔ ورنہ اس کی ہڈیاں چیخ چیخ

کر وعدہ نبھائیں گی" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا کہ وہ ڈوچے کے ہاتھ پیر رسیوں سے آزاد کر دے۔

"مجھے اس سے لڑنے دو عمران۔ میں اسے بتاتا ہوں کہ لڑنا کسے کہتے ہیں" ——— تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— ابھی میری آفر قائم ہے۔ یہ خود اپنا مقابل منتخب کر سکتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیپٹن شکیل اس دوران رسیاں کھول چکا تھا اور ڈوچے یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر چمک سی نمودار ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی اپنے مقابل موجود عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان کو کوئی حیثیت ہی نہیں دے رہا۔ وہ مسلسل اپنی کلائیوں کو مسل رہا تھا۔ شاید رسیوں کی گرفت خاصی سخت رہی تھی۔ پھر اس نے اپنے دونوں بازو جھٹکے اور دو قدم تیزی سے پیچھے ہٹ کر ایک درخت کے تنے کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"کر لی تم نے ورزش یا ابھی کوئی کورس باقی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب میں نے تمہیں پہلی بار یہاں اس جزیرے پر دیکھا تھا تو میرے ایک ساتھی آسکر نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ پورے جزیرے کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔

۔۔۔۔۔۔ لیکن میں نے اس چشمے کی وجہ سے اس کا مشورہ نظرانداز کر دیا تھا۔ لیکن اب مجھے خیال آرہا ہے کہ یہ مشورہ درست تھا۔ پانی تو ہم کسی اور جزیرے سے بھی حاصل کر لیتے۔ لیکن تم جیسے شیطانوں سے تو ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جاتی۔ اب بھی مجھے یقین ہے کہ تم لوگ گریٹ بال کو تباہ کرنے کے لئے ہر صورت میں مجھ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو گے۔ اور اگر میں بتانے پر مجبور ہو گیا تو تم گریٹ بال کو تباہ کر کے یہودیوں کے عظیم ترین مشن کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ ایسے مشن کو جس پر پوری دنیا کے یہودیوں نے اپنی بے پناہ دولت خرچ کی ہے لیکن دولت سے زیادہ اہم مشن ہے۔ اسے ہر صورت میں مکمل ہونا چاہیئے تاکہ اس دنیا سے مسلمان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیں۔ اور پوری دنیا پر پھیلی ہوئی عظیم یہودی سلطنت قائم ہو سکے"۔۔۔۔ ڈوچے نے بڑے جذباتی انداز میں چیخ چیخ کر پوری تقریر کر ڈالی۔

"تو پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا فیصلہ اٹل ہے۔ میں یہودی کاز کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔ لیکن تمہیں اس جزیرے سمیت تباہ ہونا پڑے گا۔ تاکہ گریٹ بال محفوظ ہو سکے۔ اور یہودیوں کا یہ عظیم ترین مشن کامیاب ہو سکے۔ میرا نائب رونالڈ میرے بعد اس مشن کو آسانی سے مکمل کر لے گا۔ اب یہاں میزائل فائر ہوں گے۔ اور تم اس جزیرے سمیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ

گے۔ فائر کرو رونالڈ فائر کرو"۔۔۔۔ بات کرتے کرتے یک لخت ڈوچے اتنے زور سے چیخا کہ اس کی آواز پھٹ گئی۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ اس کی جیب سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ریز پسٹل تھا۔ دوسرے لمحے ریز پسٹل سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور ڈوچے کے جسم کے اس طرح چیتھڑے اڑ گئے جیسے اس پر کوئی خوفناک بم آگرا ہو۔

"جلدی کرو۔ بھاگو آبدوز میں پہنچو"۔۔۔۔ عمران نے فائر کرتے ہی چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بے تحاشا اس ساحل کی طرف بھاگ پڑا۔ جدھر آبدوز موجود تھی۔ اس کے سارے ساتھی بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔ لیکن ابھی وہ ساحل سے کچھ دور تھے کہ یکلخت آسمان پر ایک خوفناک کڑاکا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے جزیرے کے ہر پتھر اور ہر درخت کے ساتھ وہ بھی آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرنے لگے ہوں۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے ان کے ذہن موت کی تاریک دلدل میں ڈوبتے چلے گئے۔

ڈوچے کا نائب رونالڈ مین سیکشن میں بنے ہوئے کنٹرول روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا مشینری کو ورک کرتے چیک کر رہا تھا کہ یک لخت اس کے سامنے رکھی ہوئی مشین کے ایک کونے سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ رونالڈ نے چونک کر مشین کے اس حصے کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر مشین کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو سیکنڈ باس —— میں وائنڈ چیکنگ سیکشن سے آسکر بول رہا ہوں" —— بٹن دبتے ہی آسکر کی آواز سنائی دی۔

"یس —— کیا بات ہے" —— رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ تمام انتظامی معاملات اور مختلف سیکشنز کے درمیان رابطے کا سارا کام ڈوچے نے سنبھالا ہوا تھا جب کہ

رونالڈ صرف مین سیکشن تک محدود تھا۔ اس کا کام مشینری کو مسلسل ورک آرڈر میں رکھوا کر گریٹ بال کے اصل مشن کی تیاری مکمل کرنی تھی۔ اس لئے وہ اپنے کام میں مگن رہتا تھا۔ لیکن وقتاً فوقتاً ڈوچے اس سے تبادلہ خیال کر لیتا تھا۔ کیونکہ رونالڈ بہرحال اس کا نائب تھا۔ اور رونالڈ بھی ڈوچے کی طرح واٹر پاور کا خاص آدمی تھا۔ اس لئے ضروری اقدامات کے بارے میں رونالڈ کو سب کچھ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کی فطرت ایسی تھی کہ وہ سن تو لیتا تھا۔ مشورہ بھی دے دیتا تھا۔ لیکن ڈوچے کے کام میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ ویسے یہاں ڈاکر جزیرے پر پہنچنے کے بعد اسے ڈوچے نے اتنا تو بتا دیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ان سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ جنہیں مفلوج کر دینے والی ریز سے بے بس کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوا اس کا علم رونالڈ کو نہ تھا اس لئے وائنڈ چیکنگ سیکشن کے انچارج آسکر نے جب اس سے براہِ راست رابطہ کیا تو اُسے حقیقتاً بے حد حیرت ہوئی۔

"چیف باس ڈوچے سپیشل آبدوز میں ڈاکر جزیرے پر گئے ہیں اس سے قبل انہوں نے میرے پاس بیٹھ کر پورے ڈاکر جزیرے کو چیک کرایا اور وہاں موجود جگہ کو کمپیوٹر سے چیک کرایا کہ کہیں کوئی نقلی آدمی نہ ہو۔ صورت حال یہ تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اچانک جزیرے سے غائب ہو گئے تھے۔ اس لئے چیف باس شدید پریشان ہو گئے تھے۔ بہرحال چیکنگ کے بعد وہ چلے گئے۔ ابھی چند لمحے پہلے ان کی طرف سے ریڈ کاشن ملنے لگا

ہے۔ جو ابھی تک مسلسل مل رہا ہے۔ آپ چونکہ ان کے نائب ہیں اس لئے ریڈ کاشن وصول کریں۔ اور پھر جیسے آپ چاہیں اسے ڈیل کریں "۔۔۔۔ آسکر نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ جلدی کرو۔ ریڈ کاشن تو انتہائی ایمرجنسی میں دیا جاتا ہے "۔۔۔۔ رونالڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوسرے لمحے سامنے موجود مشین کے ایک کونے پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس بلب کے اوپر موجود جالی میں سے ڈوچے کی آواز نکلنے لگی۔

"جب میں نے تمہیں پہلی بار یہاں جزیرے پر دیکھا تھا تو میرے ایک ساتھی آسکر نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ پورے جزیرے کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔ اس وقت میں نے اس چشمے کی وجہ سے......"

" سیکنڈ باس۔ چیف باس میزائلوں کے حملے کا ریڈ کاشن دے رہے ہیں۔ آپ فوراً مارک کو الرٹ کر دیں "۔۔۔۔ اُسی لمحے مشین کے دوسرے حصے سے آسکر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ہاں۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں مارک کو الرٹ کر دیتا ہوں "۔۔۔۔ رونالڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس نے جھپٹ کر میز پر موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انتہائی برق رفتاری سے اس کے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

" سیکشن تھرٹین۔ مارک بول رہا ہوں "۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے

ہی دوسری طرف سے مارک کی آواز ابھری۔

" مارک۔ میں رونالڈ بول رہا ہوں۔ اٹ از ایمرجنسی۔ فوراً ڈاکر جزیرے کو میزائل ٹارگٹ میں لے لو۔ میں جیسے ہی ریڈ کاشن دوں فوراً میزائل فائر کر دینا "۔۔۔۔ رونالڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اُسی لمحے مشین پر جلنے بجھنے والے سرخ بلب کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

" باس۔ میں نے ڈاکر جزیرے کو فوکس کر دیا ہے "۔۔۔۔ آسکر کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ اور اس منظر کو دیکھتے ہی رونالڈ کے ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ منظر میں ڈوچے ایک درخت کے تنے کے ساتھ کھڑا بول رہا تھا۔ جب کہ اس کے سامنے تھوڑے فاصلے پر ایک یورپی عورت اور آٹھ ایشیائی مرد قوس کی صورت میں کھڑے تھے۔ ان میں سے بیشتر کے پاس مشین گنیں تھیں۔

" پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے "۔۔۔۔ ایک ایشیائی نوجوان نے جو ان سب سے قدرے آگے کھڑا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا فیصلہ اٹل ہے۔ میں یہودی کاز کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں......"۔۔۔۔ ڈوچے نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ اور اس کے حلق سے اس فقرے کے نکلتے ہی رونالڈ سمجھ گیا کہ ڈوچے کیا چاہتا ہے۔ وہ اب اپنی قربانی دے کر ان لوگوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ اس نے تیزی

سے مارک کو کاشن دینے والے پینل کے بٹن دبانے شروع کر دیئے ۔
جیسے ہی ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا رونالڈ نے اس پینل
کے نیچے موجود ایک ناب کو ایک جھٹکے سے باہر کھینچ کر چھوڑ دیا ۔
اور ناب جو کھینچنے کی وجہ سے ذرا سی باہر کو نکلی تھی ۔ کھٹاک سے
دوبارہ اپنی جگہ چلی گئی ۔ ڈوچے اسی دوران چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا
فائر کر دو فائر کر دو ۔

اُسی لمحے اس ایشیائی نوجوان کے ہاتھ میں ریڈ پسٹل نظر آیا ۔
اور دوسرے لمحے رونالڈ کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے ۔ کیونکہ
اس نے نوجوان کے چہرے پر چھا جانے والی سفاکی دیکھ لی تھی ۔
اور وہی ہوا ۔ سرخ رنگ کی شعاع پسٹل سے نکل کر سامنے درخت
کے ساتھ کھڑے ڈوچے سے ٹکرائی اور ڈوچے کے جسم کے چیتھڑے
اڑ گئے ۔ اس کے ساتھ ہی اس فائر کرنے والے نوجوان نے سب
کو آبدوز کی طرف بھاگنے کا حکم دیا اور وہ سب ایک دوسرے
کے پیچھے بے تحاشا ساحل کی طرف بھاگنے لگے ۔

" اوہ اوہ ــــ مارک کیا کر رہا ہے ۔ میزائل ابھی تک فائر نہیں
ہوا " ــــ رونالڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ اور اس کا
ہاتھ تیزی سے ٹیلی فون ریسیور کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یک لخت
اس جالی سے جس سے ڈاکر جزیرے پر پیدا ہونے والی آوازیں
نکل رہی تھیں ۔ ایک زوردار کڑاکے کی آواز سنائی دی اور اس
کے ساتھ سکرین پر نظر آنے والے جزیرے کا منظر گرد و غبار
اور گہرے دھوئیں میں چھپ سا گیا ۔ ایک لمحے بعد پہلے کی طرح

دوسرا کڑاکا ہوا ۔ اور سکرین گرد و غبار اور دھوئیں کی زیادتی کی وجہ
سے مکمل طور پر گہرے اندھیرے میں چھپ گئی ۔ ساتھ ہی ٹیلی فون
کی گھنٹی بج اٹھی ۔ رونالڈ نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا ۔

" مارک بول رہا ہوں ۔ میں نے دو تھرٹی ڈن رینج میزائل فائر
کئے ہیں ۔ آدھے سے زیادہ جزیرہ تباہ ہو گیا ہو گا ۔ مزید میزائل
فائر کر دوں " ــــ رونالڈ کے ریسیور اٹھاتے ہی مارک کی تیز
آواز سنائی دی ۔

" نہیں ۔ یہی دو کافی ہیں " ــــ رونالڈ نے تیز لہجے میں کہا ۔
اور ایک جھٹکے سے ریسیور رکھ دیا ۔ سکرین ابھی تک اندھیرے
میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ چونکہ ڈوچے رونالڈ کی نظروں کے سامنے ختم
ہو گیا تھا ۔ اس لئے اب رونالڈ گریٹ بال کا مکمل چیف بن گیا تھا ۔
وہ ٹیلی فون ریسیور رکھ کر اٹھا ۔ اور تیزی سے کمرے کے عقب میں
موجود ایک الماری کی طرف بڑھا ۔ اس نے الماری کھول کر اس
کے ایک خانے میں موجود ایک بڑے سے باکس کو اٹھا کر اپنے
سامنے میز پر رکھا اور پھر اس کے مختلف بٹن پریس کر دیئے ۔
باکس پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے لگے ۔

" ہیلو ہیلو ــــ جنرل کال فرام رونالڈ فار آل سیکشنز ۔ نوٹ
کرو ۔ باس ڈوچے نے یہودی کاز کے لئے اپنی جان کی قربانی
دے کر گریٹ بال پر منڈلانے والے مہیب خطرے کا خاتمہ کر دیا
ہے ۔ اور اب ڈوچے کے بعد میں رونالڈ گریٹ بال کا مکمل چیف
ہوں ۔ تمام سیکشنز اب براہِ راست میرے کنٹرول میں ہوں

گے اوور اینڈ آل" ـــــ رونالڈ نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ
ہی اس نے دوبارہ بٹن پریس کر دیئے۔ جلتے ہوئے بلب بجھ گئے۔
تو رونالڈ نے باکس اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھا اور ایک بار پھر
واپس اپنی کرسی پر بیٹھ کر غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ سکرین پر چھایا
ہوا گہرا اندھیرا اب آہستہ آہستہ صاف ہوتا جا رہا تھا۔

"باس۔ میں آسکر بول رہا ہوں۔ میزائل فائرنگ کے بعد جزیرے
کے قریب موجود آبدوز ایک جھٹکے سے دور ہٹ رہی ہے۔ لیکن وہ
جس طرح ہٹ رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے کوئی چلا
نہیں رہا بلکہ پانی میں پیدا ہونے والی طوفانی موجوں کی وجہ سے
ایسا ہو رہا ہے" ـــــ آسکر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آبدوز خالی ہے۔ ٹھیک ہے میں
معلوم کرتا ہوں" ـــــ رونالڈ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر
اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ سپیشل آبدوز سیکشن" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی
آواز سنائی دی۔

"چیف باس رونالڈ بول رہا ہوں۔ سپیشل آبدوز پر باس ڈوچے
کے ساتھ کتنے آدمی گئے تھے" ـــــ رونالڈ نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

"صرف کیپٹن ڈکسن گئے تھے۔ انہوں نے چونکہ باس ڈوچے
کو صرف ڈاکر جزیرے تک پہنچا کر واپس آجانا تھا۔ اس لئے

کریکو کو ساتھ نہ بھیجا گیا تھا" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ آبدوز
اس وقت خالی ہے۔ اور سمندر کی سطح پر ہے۔ جب کہ جزیرے
کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح تو آبدوز بھی اس
جزیرے کی اڑتی ہوئی چٹانوں سے تباہ ہو سکتی تھی۔ سنو۔ فوراً
آر۔ ایس۔ بحری کورڈ لانچ پر کریو بھیجو اور آبدوز کو کور کر کے اُسے
فوراً واپس گریٹ بال لے آؤ۔ اور جب آبدوز گریٹ بال میں پہنچ
جائے تو تا حکم ثانی گریٹ بال کو مکمل طور پر سیل کر دو" ـــــ
رونالڈ نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور رونالڈ
نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

سکرین اب خاصی واضح ہو گئی تھی۔ اور اب جزیرے کی اوپر
والی سطح مدھم مدھم سی نظر آ رہی تھی۔ منظر جس حد تک نظر آ رہا تھا۔
وہاں ہر طرف درختوں کے ٹکڑے پڑے تھے۔ جزیرے کی زمین
پر کئی جگہوں پر گہرے گڑھے بھی نظر آ رہے تھے۔ سکرین پر دور
سے نظر آنے والا کیبن بھی غائب ہو چکا تھا۔ رونالڈ کی نظریں
سکرین پر ایسی جگہ جمی ہوئی تھیں جہاں پہلے کڑاکے کے وقت
اس نے ان ایشیائیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ دراصل
ان لاشوں کے ٹکڑے دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن ہر طرف درختوں
کے ٹکڑوں کے ڈھیر ہی نظر آ رہے تھے۔ چونکہ ابھی سکرین پر
منظر پوری طرح صاف نہ تھا۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

البتہ منظر اب تیزی سے صاف ہوتا جا رہا تھا۔

"باس۔ آپ جزیرے کی حالت دیکھ رہے ہیں" ـــــ اسی لمحے آسکر کی آواز مشین کے دوسرے حصے سے سنائی دی۔

"ہاں۔ لیکن مجھے ان ایشیائیوں کے جسموں کے ٹکڑے نظر نہیں آرہے۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں" ـــــ رونالڈ نے کہا۔

"ان کے ٹکڑے باس کیسے نظر آ سکتے ہیں۔ اس قدر خوفناک تباہی میں جہاں بڑے بڑے درخت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ انسانوں کے جسم تو ذروں میں تبدیل ہو گئے ہوں گے" ـــــ آسکر نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ بچ گئے ہوں" ـــــ رونالڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر بچ بھی گئے ہوں گے تو لازماً شدید زخمی ہوں گے۔ جزیرے کے چاروں طرف سمندر ہے۔ اس لئے وہ زخمی حالت میں کہیں جا بھی نہیں سکتے۔ وہیں تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے۔ اس لئے باس اب ان کی فکر کرنے کی بجائے ایک اور مشکل پر ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ میں نے کلوز اپ میں لے کر اس چشمے کو چیک کیا ہے۔ ایک میزائل اس کیبن اور چشمے کے درمیان گرا ہے۔ اس لئے وہ چشمہ مکمل طور پر تباہ ہو کر بند ہو چکا ہے۔ اب تازہ پانی کی سپلائی کیسے ہو گی" آسکر نے جواب دیا۔

"اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے دو ہفتوں کے لئے پانی کا سٹاک پہلے ہی رکھا ہوا ہے اور ہمارے

مشن کی تکمیل میں اب زیادہ سے زیادہ تین روز کا کام رہ گیا ہے۔ اس لئے اگر فوری طور پر پانی دستیاب نہ بھی ہو سکے تو تب بھی ہمیں کوئی فکر نہیں" ـــــ رونالڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن باس ڈوچے تو تازہ پانی کی وجہ سے ہی سخت پریشان تھے۔ اس لئے تو جب میں نے انہیں پہلے بھی جزیرے پر میزائل فائر کرانے کا مشورہ دیا تھا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ کہ اس طرح چشمہ تباہ ہو جائے گا۔ اور مشن نامکمل رہ جائے گا۔ کیونکہ یہاں قریب کوئی ایسا جزیرہ نہیں ہے جہاں اتنی مقدار میں تازہ پانی دستیاب ہو سکے" ـــــ آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مین سیکشن میرے تحت تھا۔ اور مین سیکشن کی تکمیل بھی ہیڈ کوارٹر نے میرے ذمے لگائی تھی۔ ڈوچے کا کام صرف انتظامی معاملات سنبھالنا تھا۔ اس لئے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اتنا بڑا مشن سامنے ہو اور صرف اس لئے مشن کا خاتمہ ہو جائے کہ پانی دستیاب نہیں ہو رہا۔ ایمرجنسی کے لئے اس کے انتظامات تو شروع سے ہی کر لئے گئے تھے۔ لیکن ظاہر ہے جب تک تازہ پانی ملتا رہا سٹاک شدہ پانی کو استعمال میں لانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اب سٹاک شدہ پانی کام آئے گا۔ ڈوچے کو شاید اس کا خیال نہ رہا تھا۔ ویسے اس نے کبھی اس معاملے میں میرے ساتھ بات ہی نہ کی تھی" ـــــ رونالڈ نے جواب دیا۔

"پھر تو باس سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ اب تو صرف مشن کی تکمیل ہی باقی رہ گئی۔ چیکنگ مشین آف کر دوں باس" ـــــ آسکر نے

مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"ہاں آف کر دو ۔ اب وہاں رہ بھی کیا گیا ہے چیکنگ کے لئے" رونالڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔ اور اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے ۔ اب اُسے آبدوز سیکشن کی طرف سے ملنے والی اطلاع کا انتظار تھا ۔ اس کے بعد وہ ہیڈ کوارٹر کال کر کے ساری صورت حال سے انہیں آگاہ کر دے گا ۔ تاکہ ہیڈ کوارٹر کو مکمل رپورٹ دی جا سکے ۔

درد کی شدید لہر نے عمران کی سوئی ہوئی حسیات کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ۔ اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے احساسات پوری طرح جاگ اٹھے ۔ گرد وغبار کے باوجود اُسے کچھ کچھ نظر آ رہا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک گہرے گڑھے کے اندر منہ کے بل پڑا ہوا ہے ۔ اور اس کے جسم کے اوپر نجانے کس قدر وزن موجود تھا کہ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم کسی پہاڑ کے نیچے آ کر کچلا جا رہا ہو ۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اس کا جسم ذرا سا کھسکا ضرور لیکن وہ اٹھ نہ سکا ۔ کیونکہ اوپر دباؤ موجود تھا ۔ اس نے گردن موڑ کر اوپر موجود درختوں کے بھاری تنوں کو دیکھا ۔ جو آڑے ترچھے گڑھے کے اوپر پڑے ہوئے تھے ۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر آہستہ آہستہ پہلو کے بل اٹھنا شروع کیا ۔ اور چند لمحوں بعد وہ منہ کے بل پڑے ہونے کی بجائے پشت کے بل پڑا ہوا تھا ۔ اس حالت

یں آنے کے بعد اس نے اوپر درختوں کے موٹے موٹے تنوں کو
غور سے دیکھا۔ جو چوڑے گڑھے کے اوپر والے حصوں پر رکے ہوئے
تھے۔ البتہ ایک ۔تنے کی نیچے کی طرف نکلی ہوئی موٹی شاخ تھوڑی
سی اونچی تھی اور شاید گرتے ہوئے اس شاخ نے جھکولا کھا کر اس
کی کمر پر زوردار ضرب لگائی تھی جس کی وجہ سے درد کی تیز لہر اس
کے جسم میں پیدا ہوئی اور اس درد کی تیز لہر نے اس کے اعصاب
کو اس قدر جھنجھوڑا کہ وہ ہوش میں آگیا۔ اُسے سب سے پہلے
تو اس بات پر مسرت سی محسوس ہوئی کہ وہ اس قدر خوف ناک
تباہی میں نہ صرف زندہ رہا ہے بلکہ اس کا جسم بھی شدید ٹوٹ پھوٹ
کا شکار ہونے سے بچ گیا ہے۔ گو پورا جسم پکے ہوئے پھوڑے کی
طرح جگہ جگہ سے دکھ رہا تھا۔ لیکن بہر حال ہڈیاں ٹوٹنے کی نسبت
یہ تکلیف قابل برداشت تھی۔ لیکن اُسی لمحے اُسے اپنے سارے
ساتھیوں کا خیال آگیا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ وہ جزیرے پر
اکیلا تو نہ تھا بلکہ ایک لحاظ سے پوری سیکرٹ سروس اس کے
ساتھ تھی۔ اس خیال کے آتے ہی اس کے ہونٹ خود بخود بھنچ گئے۔
کیونکہ اس قدر خوف ناک تباہی میں سے سب کا صحیح سلامت
بچ نکلنا ایک لحاظ سے ناممکن ہی تھا۔ عمران نے فوراً اس جگہ
سے نکلنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ گڑھے کے اوپر گرد و غبار
کی تہہ فضا میں موجود تھی۔ لیکن نجانے کتنا وقت گزر چکا تھا کہ
اب یہ تہہ خاصی ہلکی ہو چکی تھی اور مدھم مدھم سا آسمان نظر آنے
لگ گیا تھا۔ ویسے ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ جیسے یہ

جزیرہ مُردوں کی بستی ہو۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر ان
درختوں کے تنوں کے درمیان خالی حصوں سے سکڑ سکڑا کر اس
نے اپنے جسم کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ گو اس طرح تکلیف زیادہ
ہو رہی تھی۔ لیکن بہر حال اُسے یہ تکلیف برداشت کرنی تھی۔ تھوڑی
سی کوشش کے بعد وہ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اب اس
کا سر گڑھے سے باہر آگیا تھا اور وہ ارد گرد کے ماحول کو دیکھ
سکتا تھا۔ ہر طرف درختوں کے تنے اور بھاری پتھر بکھرے پڑے
تھے۔ کافی وسیع جگہ سے وہ گھنا جنگل صاف ہو چکا تھا۔ عمران نے
گردن موڑی تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ یہ گڑھا جس میں وہ کھڑا
تھا جزیرے کے بالکل کنارے پر واقع تھا۔ اُسے یہاں سے
سمندر میں تیرتے ہوئے درختوں کے تنے اور دور سمندر میں
ہلکورے لیتی ہوئی آبدوز بھی نظر آرہی تھی۔ اس نے تیزی سے تنوں
کا سہارا لے کر گڑھے سے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔
اور تھوڑی دیر بعد وہ گڑھے سے باہر آگیا۔ اُسی لمحے اُسے اپنے عقب
میں کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑا۔ آواز عقب
سے ذرا ہٹ کر دائیں طرف سے آرہی تھی عمران تیزی سے اس
طرف بڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہاں جزیرے کی سطح میں ایک چوڑی
سی دراڑ کیبن والی طرف سے لے کر ساحل تک چلی گئی تھی۔ اور کراہنے
کی آواز اسی دراڑ میں سے کافی گہرائی سے آرہی تھی۔ نیچے خاصا اندھیرا
سا تھا۔ عمران تیزی سے اس دراڑ میں اترا اور نیچے اتر کر اس کی
آنکھیں یک لخت چمک سی اٹھیں۔ کیونکہ دراڑ کے درمیان نیچے

—— ایسی جگہ تھی جیسے وہاں نیچے کوئی تہہ خانہ سا ہو۔ اور اس کے ساتھی الٹے سیدھے ہوئے اس تہہ خانے کے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ دراڑ اس جگہ سے اس تہہ خانے کی وجہ سے دونوں طرف سے ڈھلوان سی ہو گئی تھی۔ عمران تیزی سے نیچے اترتا گیا۔ صفدر کا جسم البتہ اس ڈھلوان پر اس طرح پڑا ہوا تھا جیسے وہ نیچے کھسکتے کھسکتے رک گیا ہو۔ عمران نے اُسے تیزی سے پلٹا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ صفدر زندہ تھا۔ وہ اچھل کر اس تہہ خانے کے فرش پر اتر گیا۔ باقی ساتھی وہاں ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔ البتہ صدیقی کے اوپر چوہان پڑا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے چوہان کو صدیقی کے جسم سے ہٹایا۔ اور پھر اس نے اس قدر تیزی سے اپنے ہر ساتھی کو چیک کرنا شروع کر دیا کہ شاید اس قدر تیزی کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ آخر میں جب اس نے جولیا کی نبض چیک کی تو بے اختیار وہ وہیں تہہ خانے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے شکرانے میں سجدے میں گر گیا۔ کیونکہ اس کے سارے ساتھی زندہ تھے۔ اور بظاہر ان کے جسموں پر ایسی بھی کوئی چوٹ نظر نہ آ رہی تھی جس سے ان کی زندگی کو فوری خطرہ ہو۔ یہ خاص رحمت کی ہی بات تھی۔ ورنہ اس قدر خوفناک تباہی میں سب کا اس طرح بچ نکلنا بظاہر تو ناممکن تھا۔ لیکن ظاہر ہے مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے۔ اور اس قول کا مظاہرہ حقیقی معنوں میں اس نے آج دیکھا تھا۔ سجدے سے سر اٹھا کر اس نے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دیں۔ کراہیں

تنویر کے حلق سے نکل رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ تقریباً نیم بے ہوشی کی کیفیت میں ہے۔ چنانچہ عمران نے تنویر سے ہی اپنے کام کا آغاز کیا۔ اور تھوڑی دیر کی کوششوں کے بعد وہ سب کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ اب وہ تہہ خانہ کراہوں سے گونج اٹھا تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی۔ ورنہ تو باجماعت حساب کتاب ہو رہا ہوتا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی عمران صاحب۔ یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ ہم سب اس دراڑ میں گر جانے کی وجہ سے پتھروں اور درختوں کے تنوں کے ٹکراؤ سے بچ گئے ہیں۔ ورنہ تو شاید ہمارے جسم کا ایک ذرہ بھی نہ ملتا" —— صفدر نے اپنی کراہوں کو کنٹرول میں کرتے ہوئے کہا۔ وہ سب اب اٹھ کر بیٹھ چکے تھے۔

"یہ خوش قسمتی بدقسمتی میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے اگر ہم نے فوری طور پر آبدوز پر قبضہ نہ کیا۔ اگر وہ لوگ آبدوز لے گئے تو پھر یہ جزیرہ ہی ہمارا اجتماعی قبرستان بنے گا۔ اس لئے اپنے آپ کو جس طرح بھی ہو سکے جلد سے جلد ہی سنبھال لو" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ویسے ہو تو کمال گیا ہے۔ کون یقین کر سکتا ہے کہ ہم سب اس طرح بچ جائیں گے" —— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جب اللہ تعالیٰ بچانے پر آتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ اصل میں اس جزیرے پر تہہ خانوں کا جال سا بچھا ہوا ہے۔

میں نے اس دراڑ کو دیکھا ہے۔ یہ کیبن والی طرف سے ساحل تک چلی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کیبن کے نیچے جو تہہ خانہ ہے اس میں کوئی خفیہ سرنگ بھی تھی جو اس تہہ خانے سے سیدھی ساحل تک جاتی تھی۔ اور راستے میں بھی تہہ خانے بنائے گئے تھے۔ اس سرنگ کی وجہ سے یہ دراڑ پیدا ہوئی ہے۔ میں چونکہ آپ لوگوں سے ذرا ہٹ کر اور آگے دوڑ رہا تھا۔ اس لئے میں گڑھے میں جا گرا جبکہ آپ اس دراڑ میں گر جانے کی وجہ سے اوپر آتے ہوئے پتھروں اور درختوں کے تنوں سے محفوظ رہے" ــــــ عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیا۔ اب وہ سب کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ گو تکلیف کی وجہ سے ان سب کے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔ لیکن بہرحال یہ غنیمت تھا کہ وہ نہ صرف زندہ تھے بلکہ بڑی ٹوٹ پھوٹ سے بھی بچے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ وہ سب ایک ایک کر کے اس دراڑ سے باہر جزیرے کی سطح پر نکل آنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ عمران ان سے پہلے ہی باہر آ گیا تھا۔ اُسے دراصل اپنے ساتھیوں کی طرف سے تسلی ہونے کے بعد آبدوز کی فکر پڑ گئی تھی۔ کیونکہ اگر آبدوز ہاتھ نہ آتی تو پھر اب تک کا نہ صرف کیا کرایا بیکار ہو جاتا تھا بلکہ وہ واقعی اس جزیرے پر بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جاتے۔

عمران جیسے ہی ساحل پر پہنچا وہ یہ دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا کہ آبدوز سے کچھ دور ایک اور چھوٹی سی میزائل نما لانچ سطح پر تیزی سے ابھر رہی تھی۔ اس کی ساخت دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ جدید

ترین کورڈ لانچ ہے۔ جسے چھوٹی آبدوز بھی کہا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ زیادہ طویل فاصلہ طے نہ کر سکتی تھی۔ البتہ سطح سمندر پر آ جانے کے بعد اس کا اوپر کا حصہ کھل جاتا تھا۔ اور پھر یہ لانچ کی صورت میں آگے بڑھ سکتی تھی۔ اس کورڈ لانچ کو دیکھتے ہی عمران ساری صورتحال سمجھ گیا کہ گریٹ بال سے یہ کورڈ لانچ بھیجی گئی ہے تاکہ اس میں موجود آدمی آبدوز کو کنٹرول کر کے نیچے لے جا سکیں۔ گریٹ بال چونکہ سمندر کی انتہائی گہرائی میں موجود تھا اس لئے وہاں لازماً پانی کا اس قدر دباؤ ہو گا کہ عام غوطہ خوری کا لباس کام نہ دے سکتا تھا۔ عمران یہ خیال آتے ہی تیزی سے ساحلی چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے اترا۔ کیونکہ ان کورڈ لانچ والوں کو روکنا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ اور اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو ساری بات سمجھا کر ساتھ لیتا ویسے بھی اس کے ساتھیوں کی حالت اس قدر اچھی بھی نہ تھی کہ وہ اتنی جلدی حرکت میں آ سکتے۔ اس لئے عمران نے اکیلے ہی کوشش کا آغاز کر دیا۔ کورڈ لانچ اب سطح سمندر پر پوری طرح ابھر کر ساکت ہو گئی تھی۔ اور جب عمران پانی میں اترا تو اس کا اوپر کا حصہ کھل رہا تھا۔ عمران نے پانی میں غوطہ لگایا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے تیرتا ہوا آبدوز کی طرف بڑھنے لگا۔ کافی دور تک تیرنے کے بعد جب اس کا سانس رکنے لگا۔ تو وہ تیزی سے سطح کی طرف ابھرا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے سر باہر نکالا۔ دوسرے لمحے اُسے ایک بار پھر غوطہ لگانا پڑا۔ کیونکہ اس سے کچھ فاصلے پر وہ کورڈ لانچ جواب کھل چکی تھی۔ انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے

کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ جب لانچ گزر گئی تو عمران نے دوبارہ سر
باہر نکالا۔ تو اس نے دیکھا کہ لانچ جس پر چھ مسلح افراد تھے انتہائی
تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ شاید ان لوگوں نے
ساحل پر عمران کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہو گا۔ اس نے گردن موڑ کر
آبدوز کی طرف دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ آبدوز کے اوپر ایک
آدمی موجود تھا۔ عمران نے ایک بار پھر غوطہ لگایا اور پہلے سے زیادہ
تیز رفتاری سے وہ آبدوز کی طرف بڑھنے لگا۔ اُسے لانچ سے زیادہ
آبدوز کی فکر تھی۔ اب اُسے خیال آیا تھا کہ شاید گریٹ بال سے اس
لانچ کو یہ حکم دے کر ہی بھیجا گیا ہو کہ وہ آبدوز پر قبضہ کرنے کے
ساتھ ساتھ جزیرے کو بھی چیک کر لیں۔ بہر حال جزیرے کی طرف سے
اُسے اتنی فکر نہ تھی۔ کیونکہ جزیرہ خاصا بڑا تھا اور اس کے ساتھی
آسانی سے کہیں چھپ کر انہیں گھیر سکتے تھے۔

دوسری بار جب سانس لینے کے لئے اس نے سر باہر نکالا تو
اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ کیونکہ اب وہ آبدوز
کے خاصے قریب پہنچ چکا تھا۔ آبدوز کا اوپر والا ڈھکن کھلا ہوا تھا۔
البتہ وہ آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے سر گھما کر جزیرے کی طرف دیکھا۔
تو اس نے ان افراد کو چٹانیں پھلانگتے ہوئے جزیرے کے اوپر جاتے
دیکھا۔ اب غوطہ لگانے کی بجائے وہ اوپر تیرتا ہوا آبدوز کی طرف بڑھتا
گیا۔ اور پھر قریب پہنچ کر اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر آبدوز
کے ایک کنارے کو پکڑا۔ دوسرے لمحے وہ آبدوز پر چڑھنے
میں کامیاب ہو گیا۔ کھلے ہوئے ڈھکن سے اس نے جھانک کر

نیچے دیکھا۔ نیچے چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جو خالی تھا۔ عمران اوپر چڑھا اور پھر
آہستہ سے نیچے جاتی ہوئی لوہے کی سیڑھی سے اتر کر فرش پر جا کھڑا
ہوا۔ لیکن ابھی وہ کھڑا ہی ہوا تھا کہ یک لخت ایک طرف کا دروازہ
کھلا اور دوسرے لمحے ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ عمران
کے لئے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔

"کون ہو تم" ــــــ آنے والے نے اچانک اپنے سامنے
عمران کو کھڑے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں پوچھا۔ اس کے
کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ وہ شاید اندر کا جائزہ لے
کر واپس آبدوز سے باہر نکلنے کے لئے آ رہا تھا۔ بات کرنے کے
ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن
بھی اتارنی چاہی۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے یک لخت لات گھمائی۔
اور وہ آدمی بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ مشین
گن اس کے کاندھے سے اتر کر ایک جھٹکے سے فرش پر دور جا
گری تھی۔ نیچے گر کر ابھی وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے قدم
بڑھا کر اس کی گردن پر پیر رکھ کر اُسے مروڑ دیا۔ اس آدمی کا جسم
بری طرح پھڑکنے لگا۔ اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں
نکلنے لگیں۔

"کتنے آدمی اور ہیں آبدوز میں" ــــــ عمران نے کرخت
لہجے میں کہا۔

"مم ــــ مم ــــ میں اکیلا ہوں" ــــــ اس آدمی نے پھڑکتے
ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اندازہ تو اُسے پہلے

تھا۔ لیکن وہ تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو"۔۔۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں مین سیکشن کو کال کر کے بتایا ہے کہ آبدوز خالی ہے اور اس پر قبضہ کر لیا گیا ہے"۔۔۔ اس آدمی نے رک رک کر جواب دیا۔

عمران نے اس کی شہ رگ پر اس طرح دباؤ ڈال رکھا تھا کہ اس آدمی کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"تمہارے باقی ساتھی جزیرے پر کیوں گئے ہیں"۔۔۔ عمران نے دباؤ کم کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں شک پڑا تھا کہ جزیرے پر آدمی موجود ہیں"۔۔۔ اس آدمی نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم انچارج ہو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں انچارج ہوں۔ وہ میرے ماتحت ہیں"۔۔۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے پیر ہٹایا۔ اور پھر جھک کر اسے گردن سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ اور پھر اسے پیچھے ہٹا کر دیوار کے ساتھ دبا دیا۔

"سنو۔ میں تمہیں مارنا نہیں چاہتا ورنہ ذرا سا پیر موڑ دیتا تو تم ختم ہو چکے ہوتے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے دو"۔۔۔ عمران نے اسی طرح ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑے اسے دیوار سے دبائے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے کچھ نہ کہو"۔۔۔ اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اپنی جسامت اور انداز سے کوئی ٹیکنیشن ٹائپ آدمی لگ رہا تھا۔ لڑنے بھڑنے والا نہ دکھائی دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود کھڑا ہو جانے کے اس نے کوئی ایسی حرکت نہ کی تھی جس سے عمران کو کوئی مسئلہ درپیش آتا۔

"تمہارا نام"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میرا نام رچرڈ ہے۔ میں سپیشل آبدوز سیکشن میں کام کرتا ہوں"۔ رچرڈ نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی سی دیر میں عمران نے اس سے اپنے مطلب کی تمام ضروری تفصیلات معلوم کر لیں۔ اس کے بعد اس نے یک لخت اپنے بازو کو حرکت دی اور رچرڈ بری طرح چیختا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور پھر ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح نیچے فرش پر جا گرا۔ ایک لمحے تک تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے چیک کیا تو وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور اس کی نبض بتا رہی تھی کہ اس کی بے ہوشی خاصی طویل ہے۔ عمران کو چونکہ تصدیق ہو گئی تھی کہ آبدوز میں اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اس لئے وہ بجائے آبدوز کے اندرونی حصوں کی طرف جانے کے لوہے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا واپس اوپر کھلی جگہ پہنچ گیا۔ اب وہ اپنے ساتھیوں کی صورت حال دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن باہر جاتے ہی

وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کے ساتھی اس لانچ میں بیٹھے آبدوز کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے یقیناً ان افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔ عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لانچ آبدوز کے قریب پہنچ گئی۔ اور اس کے ساتھی لانچ سے اتر کر آبدوز پر پہنچ گئے۔

"بڑی مشکل پیش آئی ہے۔ ان مسلح افراد کے خاتمے میں۔ ہمارے پاس تو کوئی اسلحہ بھی نہ تھا" ——— جولیا نے آبدوز پر چڑھتے ہی کہا۔

"ارے کمال ہے۔ تمہارے پاس اسلحے کی کمی ہے۔ نینوں کے تیر۔ چڑھی کمانیں۔ حسن کا بم ......" ——— عمران کی زبان چل پڑی۔

"شٹ اپ۔ میں اس وقت کوئی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں" ——— جولیا نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ یہ بکواس ہے۔ محترمہ یہ ہمارا اعلیٰ ادب ہے۔ جسے آپ بکواس فرما رہی ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آبدوز خالی ہے" ——— صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"پہلے خالی تھی۔ لیکن اب تو مکمل اسلحہ خانہ بن گئی ہے" ——— عمران نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم بکواس کئے جاؤ گے۔ کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔ ہماری حالت خراب ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے" ——— اس بار تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ مرض ہی ایسا ہے تنویر کہ اس میں مستقل حالت خراب ہی رہتی

ہے۔ بہر حال آؤ" ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔ اور ڈھکن کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے سارے ساتھیوں کے حلق سے ہلکے سے قہقہے نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آبدوز کے اندر پہنچ گئے تھے۔

"یہ یہاں موجود تھا کیا مر گیا ہے" ——— صفدر نے ایک کونے میں بے ہوش پڑے رچرڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مرا تو نہیں ہے۔ ذرا ریسٹ کر رہا ہے۔ میں نے اسے اس لئے زندہ رکھا ہے کہ شاید یہ کام آ جائے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو یہ یہیں پڑا رہے گا" ——— کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ اسے اٹھا کر مشین روم میں لے آؤ" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ رچرڈ آیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم میں پہنچ گئے۔ رچرڈ کو بھی وہیں لایا گیا تھا۔ عمران نے ان سب کو مشین روم کے قریب بڑے کمرے میں چھوڑا۔ اور پھر آبدوز کے مکمل معائنے کے لئے اس کے مختلف حصوں میں گھومتا پھرتا رہا۔ ساری آبدوز دیکھنے کے بعد اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ یہ واقعی سپیشل آبدوز تھی۔ اور عمران کے لئے سب سے امید افزا بات یہ تھی کہ اس کے ایک حصے میں پانچ ڈی۔ ون میزائل بھی نصب تھے۔ میزائل فائر لانچر بھی موجود تھا۔ اور ان میزائلوں کو اس طرح ایڈجسٹ کیا گیا تھا کہ یکے بعد دیگرے پانچوں میزائلوں کو اس فائر لانچر کی

مدد سے فائر کیا جاسکتا تھا۔ عمران ڈی۔ون میزائل کی طاقت سے
اچھی طرح واقف تھا۔ گو یہ میزائل طاقت کے لحاظ سے ریڈ میزائلوں
کے ہم پلہ تو نہ تھے لیکن بہرحال ان میں اتنی طاقت ضرور موجود تھی
کہ اگر وہ پانچوں فائر کر دیئے جاتے تو گریٹ بال کو مکمل طور پر تباہ نہ
کر سکیں تو اُسے اس حد تک ناکارہ ضرور کر سکتے تھے۔ کہ فوری طور
پر اُسے کارآمد نہ بنایا جاسکتا تھا۔

عمران واپس آکر مشین روم میں پہنچا اور اس نے آبدوز کا کنٹرول
پینل چیک کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ دیکھ کر اُسے بے حد حیرت
ہوئی کہ پوری آبدوز کا کنٹرول اس پینل میں مرتکز کیا گیا تھا۔ اس
کا مطلب تھا کہ عمران یہیں بیٹھے بیٹھے نہ صرف آبدوز کو چلا سکتا
تھا بلکہ اسلحہ بھی ٹارگٹ پر فائر کر سکتا تھا۔ اس نے بٹن دبا کر آبدوز
کا اوپر والا ڈھکن بند کیا اور پھر آبدوز کا انجن چلا کر اس نے اُسے
اتارنا شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل سب کیپٹن والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب ـــــ اب پروگرام کیا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پروگرام تو گریٹ بال کی تباہی ہے اور کیا ہونا ہے" ـــــ
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا مقصد اور تھا عمران صاحب۔ اگر ہم نے گریٹ بال کے
اندر جا کر اُسے تباہ کیا تو پھر سمندر کی تہہ میں موجود ہونے کی وجہ
سے ہم کبھی باہر نہ آسکیں گے۔ اور گریٹ بال کے ساتھ ہی ختم ہو
جائیں گے۔ اس آبدوز کے ہاتھ آجانے کے بعد ہمارے لئے بچ

نکلنے کا ایک چانس موجود ہے۔ اگر ہم باہر سے اس گریٹ بال کا
خاتمہ کر سکیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور عمران کے چہرے
پر تحسین کے آثار نمودار ہو گئے۔ واقعی اب تک اس نے اس پہلو پر
غور ہی نہ کیا تھا اب تک اس کے ذہن پر تو صرف یہی جنون سوار تھا۔
کہ کسی طرح گریٹ بال کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ یہودیوں کے اس
خوفناک مشن کا خاتمہ ہو سکے۔

"اوہ واقعی تم نے اچھا کیا کہ یہ پہلو بھی سامنے لے آئے۔ واقعی
گریٹ بال کو اس طرح تباہ ہونا چاہیے۔ کہ ہم محفوظ رہ سکیں" ـــــ
عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ لانچ اب آہستہ آہستہ سمندر
کے اندر گہرائی میں اترتی جا رہی تھی۔ اُسی لمحے سامنے پینل کے
ساتھ موجود ٹرانسمیٹر جاگ پڑا اور اس میں سے مخصوص ٹوں ٹوں کی
آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ سپیشل سب میرین اوور" ـــــ بٹن دبتے
ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ رچرڈ اٹنڈنگ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔
کیپٹن شکیل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اُسے چونکہ معلوم
نہ تھا۔ کہ عمران پہلے ہی اس بے ہوش آدمی سے ساری معلومات
حاصل کر چکا ہے۔ اور اب وہ اس آدمی کے نام اور لہجے کو استعمال
کر رہا ہے۔ اس لئے اس کی حیرت بجا تھی۔

"رچرڈ۔ میں نارمن بول رہا ہوں۔ تم لوگوں نے واپسی میں اتنی دیر
کیوں لگا دی ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے

کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"ہم جزیرہ چیک کرنے میں مصروف تھے اوور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو تم جزیرے پر چلے گئے تھے۔ گو تمہیں اس کی ہد تو نہ کی گئی تھی لیکن وہاں کی کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔ نارمن نے اس بار نرم لہجے میں پوچھا۔

"وہاں تباہی اور کئی انسانوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے سوا او نہیں ہے اوور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اب تم فوراً واپس آؤ۔ باس رونالڈ بے چینی تمہاری واپسی کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کا فون ابھی آیا ہے" نارمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیوں اوور"۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظ کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ تمہاری واپسی کے بعد اس نے گریٹ بال کو مش تکمیل تک مکمل سیل کرنے کا حکم دے دیا ہے اوور"۔ نارمن نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔۔۔ ہم آرہے ہیں اوور"۔۔۔ عمران نے ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کر دیا۔

"آبدوز میں پانچ ڈی۔ون میزائل موجود ہیں۔ جنہیں اگر گریٹ بال پر فائر کر دیا جائے تو گریٹ بال کسی حد تک تباہ ہو سکتا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ گریٹ بال کو اس قدر جدید سائنسی آلات سے تیار کیا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے اس کے حفاظتی نظام پر ڈی۔ ون میزائل اثر انداز نہ ہو سکیں۔ ایسی صورت میں وہ لوگ اندر سے اس آبدوز کو بھی تباہ کر سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے آبدوز کو اندازے سے اس طرف کو بڑھاتے ہوئے کہا جدھر اس کے خیال کے مطابق گریٹ بال سمندر کی تہہ میں موجود تھا۔

"اوہ واقعی ایسی صورت میں تو ہم ختم ہو جائیں گے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اسے سنبھالو۔ میں اس رچرڈ سے مزید پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ شاید کوئی اچھی صورت نکل آئے"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

عمران مشین روم سے نکل کر بڑے کمرے میں پہنچا تو اس کے ساتھی جو وہاں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"تنویر۔ اس آدمی کو ہوش میں لے آؤ۔ مجھے اس سے مزید معلومات کی ضرورت پڑ گئی ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رچرڈ کا جھک کر دونوں ہاتھوں سے ناک اور منہ بیک وقت بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد رچرڈ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو تنویر پیچھے ہٹ گیا۔ رچرڈ نے ہوش میں آتے

ہی پہلے تو کراہتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"خنجر تیار رکھو تنویر۔ اگر یہ میرے سوالوں کا غلط جواب دینے لگے تو میں تمہیں اشارہ کروں گا۔ خنجر اس کے سینے میں مار دینا ورنہ میں نے اس سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اسے زندہ رکھا جائے گا"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ اس کی نظریں رچرڈ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"مم ـــ مم ـــ مجھے مت مارو۔ مت مارو"ـــ رچرڈ نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے قدرے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں شدید خوف و ہراس امڈ آیا تھا۔ وہ واقعی ایک کمزور دل عام سا آدمی تھا۔

"سنو رچرڈ۔ اگر تم مجھے بتا دو کہ گریٹ بال کے اندر موجود افراد کو کس طرح بے ہوش کیا جا سکتا ہے تو میرا وعدہ کہ تمہیں نہ صرف زندہ رکھوں گا بلکہ تمہیں کسی آباد علاقے تک بھی پہنچا دوں گا"ـــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"بب ـــ بب ـــ بے ہوش۔ زیرو۔ ون تھرٹی ریز سے۔ آبدوز میں بھی فائرنگ سسٹم موجود ہے"ـــ رچرڈ نے اس طرح بولتے ہوئے کہا جیسے وہ خود کلامی کے سے انداز میں بول رہا ہو۔ اور عمران جیسا شخص بھی رچرڈ کی یہ بات سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔

"کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اس آبدوز میں یہ ریز موجود ہیں"ـــ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ یہ سپیشل آبدوز ہے۔ اس میں ہر چیز موجود ہے۔ لیکن گریٹ بال کا حفاظتی سسٹم آن ہو گیا تو پھر اس پر یہ ریز تو کیا ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکے گا"ـــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اور یہ حفاظتی سسٹم اس وقت آن ہو گا جب یہ آبدوز اس کے اندر پہنچ جائے گی"ـــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ تو یہ آبدوز بھی اندر نہیں جا سکتی"ـــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ان ریز کا فائرنگ پینل کہاں ہے"ـــ عمران نے پوچھا۔

"کنٹرولنگ پینل کے دائیں طرف آخر میں"ـــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم نے واقعی اپنی زندگی بچا لی ہے رچرڈ"ـــ عمران نے کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو اس کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ تیزی سے مڑا اور مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک ابھر آئی تھی۔

رونالڈ بڑی بے چینی سے سپیشل آبدوز کی واپسی کا
انتظار کر رہا تھا۔ وہ دراصل جلد از جلد مین مشن کا کام دوبارہ شروع
کرانا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ کام اس کی نگرانی کے سوا نہیں ہو سکتا
تھا۔ اور جب سے آسکر نے اُسے کال کیا تھا اس وقت سے
کام بند تھا۔ اس نے سپیشل آبدوز شعبے کے انچارج نارمن کو
بھی تاکید کی تھی کہ وہ جلد از جلد سپیشل آبدوز کی واپسی کی اُسے
رپورٹ دے۔ اس نے جوابی کال میں بتایا تھا کہ اس کی انچارج
رچرڈ سے بات ہوئی ہے۔ رچرڈ نے اُسے بتایا ہے کہ دیر اس لئے
ہوئی تھی کہ وہ لوگ جزیرے کی رپورٹ حاصل کرنے چلے گئے تھے۔
اور اب وہ واپس آ رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک پھر نارمن کی کال
نہ آئی تھی۔ آخر رونالڈ سے نہ رہا گیا وہ اٹھا اور مین سیکشن سے نکل
کر سپیشل آبدوز والے شعبے کی طرف چل پڑا۔ وہ اب خود جا کر اس

آبدوز کی واپسی دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن
میں یہ بھی خیال تھا کہ وہ ذاتی طور پر اس رچرڈ سے مل کر جزیرے سے
متعلق تفصیلی رپورٹ بھی حاصل کرے گا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ
جب ہیڈ کوارٹر میں چیف باس کو وہ رپورٹ دے گا تو چیف باس
نے لازماً پوری تفصیلات طلب کرنی ہیں۔ اس لئے وہ کال کرنے
سے قبل مکمل تفصیلات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

"آبدوز آرہی ہے واپس" ——— سیکشن میں داخل ہوتے
ہی رونالڈ نے انچارج نارمن کے خاص دفتر میں داخل ہوتے ہوئے
کہا۔

"یس باس" ——— نارمن نے اٹھ کر رونالڈ کا استقبال کرتے
ہوئے کہا۔ اور رونالڈ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
اور نارمن کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ اس کے ساتھ موجود
کرسی پر بیٹھ گیا۔ سامنے موجود بڑی سی سکرین پر سمندر کی گہرائی
کا منظر نظر آرہا تھا۔ جس میں سپیشل آبدوز حرکت کر رہی تھی۔

"یہ کتنی دیر میں پہنچ جائے گی اندر" ——— رونالڈ نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں باس" ——— نارمن نے
جواب دیا۔ اور پھر وہی ہوا۔ دس منٹ سے بھی پہلے آبدوز حرکت
کرتی ہوئی گریٹ بال میں اپنے مخصوص پوائنٹ پر پہنچی تو نارمن
نے ایک مشین کو آپریٹ کر کے اس کا راستہ کھولا اور آبدوز
گریٹ بال کے اندر داخل ہو کر سکرین سے غائب ہو گئی۔ نارمن
نے جلدی سے ایک اور مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کلنے

دائیں طرف موجود خاموش کھڑی ایک مشین سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور نارمن اس آواز کو سنتے ہی اس بُری طرح اچھلا کہ اس کے اس طرح اچھلنے سے کرسی الٹ کر پیچھے جا گری۔ اور نارمن لڑکھڑا کر سامنے والی مشین سے ٹکرایا اور نیچے جا گرا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا" ــــ رونالڈ نے بھی بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے نارمن کو پکڑ کر کھڑا کر دیا۔

"زیرو۔ ون تھرٹی ریز کا حملہ کیا گیا ہے آبدوز سے۔ مگر مشین نے اسے سیل کر دیا ہے" ــــ نارمن نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آبدوز سے حملہ۔ میں سمجھا نہیں" رونالڈ کی آنکھیں بھی نارمن کی بات سن کر حیرت سے پھیلنے لگیں۔

نارمن کوئی جواب دینے کی بجائے انتہائی تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا جس میں سے ابھی تک سیٹی کی تیز آواز نکل رہی تھی۔ ابھی وہ مشین کے قریب پہنچا ہی تھا کہ یک لخت اس سے ذرا دور ہٹ کر دیوار میں نصب ایک اور مشین سے تیز سائرن بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس سائرن کو سننے کے بعد نارمن کی بالکل وہی حالت ہوئی۔ جو اس سے پہلے والی مشین کی سیٹی کی آواز سن کر ہوئی تھی۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا دوسری مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے مختلف بٹن دباتے اور

پھر ــــ مشین کے سب سے نچلے حصے میں موجود سرخ رنگ کے ایک بڑے سے ہینڈل کو اس نے زور سے کھینچ کر نیچے کر دیا۔ اس ہینڈل کے نیچے ہوتے ہی سائرن بجنے کی آواز بند ہو گئی۔ لیکن پہلے والی مشین سے سیٹی بجنے کی آواز ابھی تک سنائی دے رہی تھی۔ وہ واپس اس مشین کی طرف بھاگا۔ اور وہاں بھی اس نے یہی کارروائی کی۔ سیٹی کی آواز بند ہوتے ہی وہ اس طرح مڑا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ پیشانی پر فوارے کی طرح بہنے والا پسینہ بھی صاف کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ رونالڈ جو اب تک خاموش کھڑا نارمن کو یہ بھاگ دوڑ کرتا دیکھ رہا تھا غصے سے چیخا۔

"باس۔ ہم بال بال بچے ہیں ورنہ گریٹ بال تباہ ہو چکا ہوتا" نارمن نے واپس آ کر اپنی کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو" ــــ اس بار رونالڈ کی وہی حالت ہوئی جو پہلے نارمن کی ہوئی تھی۔

"باس۔ آبدوز یقیناً دشمنوں کے قبضے میں ہے اور دشمن بھی ایسے جنہیں سپیشل آبدوز میں موجود انتہائی خوفناک حربوں کا علم ہے۔ انہوں نے گریٹ بال میں داخل ہوتے ہی زیرو۔ ون تھرٹی ریز کا فائر کر کے گریٹ بال میں موجود ہر فرد کو بے ہوش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن انہیں شاید یہ معلوم نہ تھا کہ گریٹ بال کے اندرونی حفاظتی سسٹم میں اس بات کا پہلے سے ہی خاص

خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ چیکنگ مشین نے اسے نہ صرف چیک
کیا بلکہ ان ریز کو وقتی طور پر ناکارہ بھی کر دیا۔ میں اسے طویل
عرصے کے لئے روکنے کے لئے اس کی طرف بھاگا۔ تو اس
دوران آبدوز والوں نے ڈی۔ ون میزائل فائر کرنے والا سسٹم
آن کر دیا۔ لیکن اس کو روکنے کی بھی مشین موجود تھی۔ چونکہ یہ زیادہ
خطرناک تھا اس لئے میں نے پہلے اس سسٹم کو روکا پھر جا کر
بے ہوش کرنے والی ریز روکیں۔ اور اب آبدوز کے یہ دونوں
سسٹم سیلڈ ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آبدوز بھی سیلڈ
ہو گئی ہے۔ اب نہ ہم اس آبدوز کے اندر جا سکتے ہیں اور نہ
آبدوز والے باہر آ سکتے ہیں" ـــــ نارمن نے تیز تیز لہجے
میں ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔ اور رونالڈ کا چہرہ اس
کی بات سن کر زرد پڑ گیا۔

" اوہ اوہ۔ مگر یہ دشمن کون ہیں۔ تمہارے آدمی کہاں ہیں۔
یہ کیسے ممکن ہے" ـــــ رونالڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے
کہا۔

" آبدوز کی طرف سے فکر نہیں رہی۔ اس لئے اب اسے چیک
کرتا ہوں" ـــــ نارمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بعد میں چیک کرتے پھرنا۔ آبدوز میں اگر دشمن ہیں تو آبدوز
کو کسی صورت بھی گریٹ بال کے اندر نہیں رہنا چاہیئے۔ میں
یہ رسک کسی صورت بھی نہیں لے سکتا۔ پہلے اس آبدوز کو گریٹ
بال سے باہر دھکیلو اور پھر اسے تباہ کر دو یا چیک کرو جو مرضی

آئے کرو۔ لیکن اسے پہلے باہر نکالو" ـــــ رونالڈ پر ابھی تک شدید
گھبراہٹ طاری تھی۔

" باس۔ آبدوز سیلڈ ہے۔ اب وہ لوگ لاکھ سر پٹکیں باہر
نہیں آ سکتے۔ لیکن اسے سیلڈ کرنے والا نظام صرف گریٹ بال
کے اندر کام کرتا ہے۔ جیسے ہی آبدوز کو ہم نے باہر دھکیلا اس
کی بندش ختم ہو جائے گی۔ اور ڈی۔ ون میزائل بھی چل پڑیں گے
اور وہ بے ہوش کرنے والی ریز بھی کام شروع کر دیں گی۔ اس
طرح گریٹ بال اگر مکمل طور پر نہ سہی تو طویل عرصے کے لئے ناکارہ
ہو کر رہ جائے گا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ دشمنوں سے حماقت ہوئی۔ کہ
انہوں نے آبدوز کے گریٹ بال کے اندر پہنچنے کے بعد دونوں
سسٹم آن کئے ہیں اگر وہ باہر سے ایسا کر دیتے تو صورت حال
اور ہوتی۔ ہمارے پاس ان دونوں سسٹم کے خلاف بیرونی حفاظتی
نظام موجود نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس قدر
جدید ترین نظام کسی اور کے پاس بھی ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں
مشینیں بھی صرف اس احتیاط کے طور پر یہاں نصب کی گئی تھیں
کہ کسی غلطی کی بنا پر اگر یہ دونوں نظام آن ہو جاتے تو انہیں کنٹرول
کیا جا سکے۔ اس لئے اب اس آبدوز کو باہر تو بھیجا نہیں جا سکتا۔
البتہ یہ یہاں جب تک رہے گی ہم اس سے محفوظ رہیں گے" ـــــ
نارمن نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ لیکن یہ ہیں کون۔ فوراً بات کراؤ ان سے۔ کہیں یہ وہ
عمران اور اس کی پارٹی تو نہیں ہے۔ لیکن وہ تو جزیرے کے ساتھ

ہی ختم ہو گئے تھے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے "ــــــ رونالڈ نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

" ابھی معلوم ہو جاتا ہے میں ساتھ وائس چیکنگ کمپیوٹر آن کر دیتا ہوں تاکہ جو بھی بات کرے اس کی چیکنگ بھی ساتھ ہی ہو سکے" نارمن نے کہا اور اس نے جلدی سے اپنے سامنے موجود مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے اور نابیں گھما کر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیں۔

" اس آبدوز کے اندرونی حصوں کو سکرین پر لایا جا سکتا ہے" رونالڈ نے پوچھا۔

" اب تو آبدوز سیلڈ ہو چکی ہے۔ اب تو ایسا ممکن نہیں ہے اب تو صرف ٹرانسمیٹر سے رابطہ ہو سکتا ہے"ــــــ نارمن نے جواب دیا۔ وہ اب کافی حد تک سنبھل چکا تھا۔

" ہیلو ہیلو ــــــ نارمن کالنگ۔ سپیشل سب میرین ہیلو اوور" ایک بٹن دبا کر نارمن نے مائیک اٹھا کر تیز تیز لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔

" یس رچرڈ اٹنڈنگ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آبدوز کا اوپننگ نظام کیوں کام نہیں کر رہا اوور"ــــــ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

اور نارمن کی نظریں اوپر موجود ایک چوکور شیشے پر جم گئیں جس پر سرخ رنگ کی روشنی جل بجھ رہی تھی اور نارمن کے ہونٹ بھنچ گئے۔

" کون ہو تم۔ رچرڈ کہاں ہے اوور"ــــــ نارمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں رچرڈ بول رہا ہوں اوور"ــــــ دوسری طرف سے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" بکواس مت کرو۔ کمپیوٹر نے ہمیں بتا دیا ہے کہ تم رچرڈ نہیں بول رہے ہو۔ اور رچرڈ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ڈی۔ ون میزائل اور زیرو۔ ون تھرٹی رینز سسٹم چلا کر گریٹ بال کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا۔ اور وہ یہاں کے پورے سسٹم کو بھی جانتا ہے اُسے معلوم ہے کہ ان دونوں سسٹم کو سیلڈ کرنے کا نظام گریٹ بال کے اندر موجود ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا بھی تو گریٹ بال کے باہر سے کرتا جس کا بیرونی حفاظتی نظام موجود نہ تھا اوور"ــــــ نارمن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" تم خواہ مخواہ کس چکر میں پھنس گئے ہو نارمن۔ میں رچرڈ ہی بول رہا ہوں اور میں نے تو ان سسٹمز کو چھیڑا تک نہیں اور نہ ہی مجھے انہیں چھیڑنے کی ضرورت تھی اوور"ــــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" تم جو کوئی بھی ہو۔ اب اس آبدوز کے اندر ہی تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے۔ آبدوز سے تم باہر کسی صورت بھی نکل نہیں سکتے۔ اور آبدوز کو ہم نے اس طرح سیلڈ کر دیا ہے کہ اب ہوا اندر نہیں جا سکتی۔ اور آبدوز کے اندر ہوا کا زیادہ سٹاک نہیں ہے۔ ہاں اگر تم اپنے متعلق سب کچھ تفصیل سے بتا دو۔ تو ہو سکتا ہے ہم تمہیں

ہوا کی سپلائی شروع کر دیں" ۔۔۔۔ نارمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں کہہ تو رہا ہوں کہ میں رچرڈ ہوں اور کیسے کہوں۔ آخر تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا اوور" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

اور اس بار پاس بیٹھے ہوئے رونالڈ نے مائیک نارمن کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی طرح تپا ہوا تھا۔

"میں رونالڈ بول رہا ہوں چیف آف گریٹ بال۔ یقیناً تم عمران ہو۔ لیکن تم جزیرے کی تباہی کے باوجود کیسے بچ گئے۔ اور سنو۔ مجھ سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم رچرڈ ہو۔ میں یہاں سکرین پر تمہاری تصویر دیکھ رہا ہوں اوور" ۔۔۔۔ رونالڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"اگر تم واقعی دیکھ رہے ہو تو پھر یہ بات بھی خود معلوم کر لو کہ جزیرے کی تباہی کے باوجود ہم کیسے بچ گئے۔ بہرحال یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ تم اور تمہارا گریٹ بال دونوں کسی بھی لمحے تباہ ہو سکتے ہیں اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بدلے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہہ۔ تو اس کا مطلب ہے یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو واقعی انسان نہیں ہیں۔ اب جب ہیڈ کوارٹر میں چیف باس کو یہ صورت حال معلوم ہو گی تو اس نے

ہم سب کے خاتمے کا حکم دے دینا ہے" ۔۔۔۔ رونالڈ نے مائیک کو ہاتھ سے پھینکتے ہوئے انتہائی اعصابی کھچاؤ سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ ان لوگوں کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ یہ اب آبدوز سے کسی صورت بھی باہر نہیں آسکتے۔ ویسے میں نے تو صرف انہیں ڈرانے کے لئے کہا تھا کہ ہوا ختم ہو جائے گی۔ ورنہ ہوا اور خوراک سپیشل آبدوز میں اس قدر سٹاک ہے کہ یہ ایک ماہ تک ختم نہیں ہو سکتی۔ آپ خاموشی سے مین مشن مکمل کریں۔ جب ہمارا مین مشن مکمل ہو جائے گا تو پھر ہم گریٹ بال کو ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے۔ اس کے بعد وہاں موجود سائنسدان خود ہی اس کا کوئی نہ کوئی حل بھی نکال لیں گے اور چیف باس بھی مین مشن کی تکمیل کی خوشی میں ہمیں سزا نہ دیں گے" ۔۔۔۔ نارمن نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن مین مشن کی تکمیل میں تو ابھی بارہ گھنٹے چاہئیں۔ بارہ گھنٹوں کے درمیان یہ شیطان کسی طرح باہر نہ آجائیں" ۔۔۔۔ رونالڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ میری طرف سے یہ گارنٹی سمجھیں۔ یہ نہ تو آبدوز سے باہر آسکیں گے اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ ہاں البتہ نہ ہی اس پوزیشن میں اس آبدوز کو تباہ کیا جا سکتا ہے نہ باہر دھکیلا جا سکتا ہے" ۔۔۔۔ نارمن نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کرتا ہوں۔ میں کوشش

کروں گا کہ بارہ گھنٹوں کا کام جس قدر کم مدت میں ممکن ہو سکے
کر لیا جائے۔ تم بہرحال ان کا خیال رکھنا" —— رونالڈ نے کہا
اور مڑ کر تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ بے فکر رہیں باس" —— نارمن نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"اب مشن کی تکمیل تک میں ہیڈ کوارٹر کال نہ کروں گا۔ اگر
ہیڈ کوارٹر سے کوئی کال آئے تو تم اسے صرف مجھے ریفر کر دینا
میں خود ہی سنبھال لوں گا" —— دروازے کے قریب رک کر
رونالڈ نے مڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس" —— نارمن نے کہا اور رونالڈ باہر نکل گیا۔

"باس کے حواس غائب ہو گئے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر سے کال آئی
بھی تو ٹرانسمیٹر روم میں آئے گی" —— نارمن نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔

آبدوز کے بڑے کمرے میں عمران سمیت سارے ممبرز موجود
تھے۔ ان سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ سامنے رچرڈ
دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر البتہ بڑی طنزیہ مسکراہٹ
موجود تھی۔

"تو تم نے جان بوجھ کر ہمیں گریٹ ہال کے اندر پہنچ کر دونوں سسٹم
چلانے پر اکسایا۔ تمہیں معلوم تھا کہ وہاں یہ سیلڈ ہو جائیں گے" ——
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ میں تم لوگوں سے لڑ تو نہ سکتا تھا لیکن
مجھے معلوم ہے کہ تم ہم یہودیوں کے انتہائی مقدس مشن کو تباہ کرنے
کے درپے ہو۔ اس لئے میرے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار
بھی نہ تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہوں۔
اب بے شک تم مجھے مار ڈالو۔ میری بوٹیاں اڑا دو۔ لیکن مرتے وقت

میرے لئے یہ اطمینان کافی ہے کہ میں نے یہودی کاز کے لئے کام کیا۔ میں نے یہودیوں کے مقدس ترین مشن کو ناکام ہونے سے بچا لیا ہے اب تم نہ ہی آبدوز سے باہر جا سکتے ہو اور نہ مشن کو تکمیل ہونے سے بچا سکتے ہو" ——— رچرڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ یہودی کتے" ——— تنویر نے یک لخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر پوری قوت سے وہ رچرڈ پر جھپٹ پڑا۔ رچرڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر واقعی پاگلوں کے سے انداز میں اس کے جسم پر مکے برسا رہا تھا عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا جب کہ جولیا اور باقی ساتھی عمران کو دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد رچرڈ بے ہوش ہو کر نیچے گر گیا۔

"اسے ختم کر دو۔ اس نے ہمیں بہت بڑا دھوکہ دیا ہے" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور تنویر نے رچرڈ کے بے ہوش جسم پر پوری قوت سے ٹھوکریں مارنی شروع کر دیں۔ چند بھرپور ٹھوکروں کے بعد ہی رچرڈ کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔ اس کی ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح ابلنے لگا۔ تنویر ہانپتا ہوا واپس آ کر اپنی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا چہرہ ابھی تک غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ کمرے میں گھمبیر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا واقعی اب ہم یہاں بے بسی کی حالت میں قید پڑے رہیں گے اور یہ یہودی اپنا خوفناک مشن مکمل کر لیں گے"۔ ——— چند لمحوں بعد جولیا نے اس سنگین خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو ایسا ہی نظر آ رہا ہے۔ آبدوز سیلڈ کر دی گئی ہے۔ میں نے اور کیپٹن شکیل دونوں نے ہر ممکن کوشش کر لی ہے۔ لیکن راستہ نہیں کھل سکا" ——— عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ اس کا چہرہ کسی پہاڑی چٹان سے تراشا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ آخر آبدوز میں کوئی نہ کوئی اسلحہ تو موجود ہو گا۔ ہم اس اسلحہ کی مدد سے آبدوز کی دیوار توڑ کر باہر نکل سکتے ہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ نکل سکتے تھے اب نہیں۔ ویسے تو یہاں ڈی۔ ون میزائل موجود ہے۔ جس کا ایک فائر آدھی آبدوز اڑا سکتا ہے۔ لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ انہوں نے آبدوز میں موجود ہر قسم کے اسلحے کو مخصوص ریز کی وجہ سے ناکارہ کر دیا ہے۔ اس لئے تو میں نے تنویر سے یہ نہیں کہا تھا کہ رچرڈ کو گولی مار دو۔ مشین گن بھی نہیں چل سکتی۔ یقین نہ آئے تو تجربہ کر کے دیکھ لو" ——— عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اپنے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس نے اس کا رخ ایک کونے کی طرف کیا۔ اور ٹریگر دبا دیا۔ لیکن بار بار ٹرچ ٹرچ کی آواز نکلنے کے کوئی فائر نہ ہوا۔ اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں کے چہرے بھی لٹک گئے۔

"ویری بیڈ ——— اس کا مطلب ہے ہمیں ہر لحاظ سے بے بس

کر دیا گیا ہے "۔۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران کی موجودگی میں ہم کیسے بے بس ہو سکتے ہیں صفدر۔ کم از کم عمران کی موجودگی میں ایسے الفاظ مت بولا کرو "۔۔۔۔ جولیا نے تیز لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران کے پتھریلے چہرے پر یک لخت اس طرح مسکراہٹ رینگنے لگی جیسے پہاڑی چٹان میں سے اچانک کوئی چشمہ ابل پڑتا ہے۔

"میری بجائے تم اپنی بات کر دجولیا۔ ریز لوہے والے اسلحے کو تو بیکار کر سکتی ہیں حسن کے اسلحے پر تو ان کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اور تم تو پورا اسلحہ خانہ ہو۔ یقین نہ آئے تو تنویر سے پوچھ لو"۔۔۔۔ عمران نے خوشگوار سے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل سے گئے۔ اب اس کا چہرہ تیزی سے اپنے مخصوص موڈ کا اظہار کرنے لگ گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"۔۔۔۔ اچانک عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا صدیقی بول پڑا۔

"اچھا تو تمہارے ذہن میں بھی تجویزیں آتی ہیں۔ واہ اس کا مطلب ہے تم نے اپنی بلاک سرحدیں کھول دی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب آپ کی سرحدیں بلاک ہو جائیں تو پھر مجبوراً ہمیں ہی سرحدیں کھولنی پڑتی ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس خوب صورت جواب پر باقی ساتھی تو ایک طرف

اور عمران بھی ہنس پڑا۔

"ویری گڈ ۔۔۔۔ واقعی سرحدیں کھل گئی ہیں۔ اچھا بتاؤ تجویز"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے آبدوز میں ایمرجنسی ویلڈنگ پلانٹ دیکھا ہے۔ اور خاصا جدید ترین پلانٹ ہے۔ ہم اس کی مدد سے آبدوز کا کوئی حصہ یا کم از کم اس کا ڈھکن تو کاٹ سکتے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور عمران نہ صرف اچھل کر کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے بے اختیار جھک کر صدیقی کو بازوؤں میں جکڑا اور اسے لے کر ناچنے لگا۔

"واہ واہ ۔۔۔۔ اسے کہتے ہیں سرحدیں کھلنا۔ ویری گڈ"۔۔۔۔ عمران نے بے اختیار ہو کر کہا۔ وہ مسلسل صدیقی کی پیشانی اس طرح چوم رہا تھا جیسے کسی کا بچہ یونیورسٹی میں اول آجائے تو باپ بے اختیار اسے گلے سے لگا کر اس کی پیشانی چومنا شروع کر دیتا ہے۔

"ارے ارے۔ میری پسلیاں"۔۔۔۔ صدیقی نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور عمران نے قہقہہ لگاتے ہوئے اُسے چھوڑ دیا۔

"یار اتنی ذہانت اگر درآمد کر لی ہے تو پسلیاں بھی سٹین لیس سٹیل کی منگوا لینی تھیں۔ کمال ہے۔ بالکل سیدھی سی بات تھی جو میری عقل میں آئی ہی نہیں"۔۔۔۔ عمران کے چہرے پر اس قدر مسرت تھی کہ جیسے اس نے کوئی معرکہ مار لیا ہو۔

باقی ساتھی بھی بڑے مسرت بھرے انداز میں صدیقی کو دیکھ رہے تھے اور صدیقی کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ اپنی

ذہانت پر خود ہی شرمندہ ہو رہا ہے۔ شاید اُسے خود اپنے آپ پر یقین نہ آرہا تھا کہ اس نے یہ تجویز بتائی ہے۔

"کمال ہے یار صدیقی۔ یہ تو واقعی سامنے کی بات تھی"۔۔۔ صفدر نے بھی تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ انجمن خاموشاں کے ممبر واقعی بے حد گہرے ہیں۔ سچ کہتے ہیں خاموش رہنے والا جب بات کرتا ہے تو موتی پروتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے مسلسل بکواس کرنے کی وجہ سے تمہاری کھوپڑی اب خالی ہو چکی ہے"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھوپڑی خالی کرنی ہی پڑتی ہے۔ ورنہ عقلمندوں کو کون گھاس ڈالتا ہے۔ اب دیکھو صدیقی کس قدر وجیہہ اور خوب صورت جوان ہے۔ خاندانی بھی ہے۔ مگر۔۔۔۔۔ پوچھ لو اس سے کوئی نظر اٹھا کر بھی دیکھتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

"تم اب مزید بکواس بند کرو اور یہاں سے نکلنے کی سبیل پیدا کرو"۔۔۔ جولیا نے منہ دوسری طرف کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے وہ بھی عمران کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔

"میرا تو خیال ہے اس کی زبان کو بھی ویلڈنگ پلانٹ سے پہلے کاٹنا پڑے گا"۔۔۔ تنویر نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ نجانے اب تک کیسے برداشت کئے خاموش کھڑا تھا۔

"عمران صاحب۔ ویلڈنگ پلانٹ سے کاٹنے میں ظاہر ہے خاصا وقت لگے گا۔ اور باہر موجود افراد کو بھی یقیناً اس کا علم ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے وہ جوابی اقدام کریں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے عمران کے جواب دینے سے پہلے بات کر دی۔ اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی قدرے پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔ صدیقی جو اب تک اپنی تجویز پر بے حد خوش نظر آرہا تھا۔ اس کا چہرہ بھی یک لخت لٹک گیا۔ کیونکہ کیپٹن شکیل کی بات بھی سو فیصد درست تھی۔

"تم تو خاموش رہتے ہو کیپٹن پھر تمہاری کھوپڑی کیسے خالی ہو گئی۔ کہیں لیکیج تو نہیں شروع ہو گئی۔ تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں واقعی ویلڈنگ پلانٹ سے آبدوز کی دیوار کاٹنے میں لگ جاؤں گا۔ تاکہ وہ اندر ایک چھوٹا سا بم پھینک دیں اور ہم سب کی اجتماعی قبر مٹی کی بجائے لوہے کی بن جائے"۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ مگر ابھی تو تم اس تجویز پر اس قدر خوش ہو رہے تھے کہ صدیقی کو لے کر ناچنے لگ گئے تھے۔ پھر اب کیا ہوا"۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو میں اس لئے خوش ہو رہا تھا کہ چلو صدیقی نے اپنے ذہن کی سرحدیں کھول تو دیں آج یہ تجویز آئی ہے کل کوئی کام کی بھی آ سکتی ہے۔ پرسوں کوئی کام کرنے والی بھی آسکتی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی نے اس طرح ہونٹ

بھینچ لئے۔ جیسے اُسے زمین جگہ نہ دے رہی ہو۔ ورنہ وہ لازماً زمین میں دفن ہو جاتا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی وجہ سے خواہ مخواہ صدیقی شرمندہ ہو رہا ہے۔ ویسے اس کی تجویز اتنی بُری بھی نہیں۔ ہم اس میں ترمیم و اضافہ کر کے اس سے کام لے سکتے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ترمیم اور اضافے کا کام تو تنویر نے سنبھال رکھا ہے۔ اب دیکھو اس نے کس قدر مہارت سے رچرڈ کی زندگی میں ترمیم اور اس کی موت میں اضافہ کر دیا ہے"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"میرا خیال ہے صدیقی کی تجویز اچھی ہے۔ لیکن تم حسد کے مارے اس پر عمل کرنے سے کترا رہے ہو۔ تم اپنے آپ کو ہی عقل کُل سمجھتے ہو"۔۔۔۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ صدیقی کی تجویز اچھی نہیں ہے۔ اور اس پر عمل نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر ایک بار پھر سب ساتھی چونک پڑے۔

"کیا بکواس ہے۔ کبھی تم کچھ کہنا شروع کر دیتے ہو کبھی کچھ۔ ساری سیکرٹ سروس اس وقت موت کے دھانے میں پھنسی ہوئی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے دانت کٹکٹاتے ہوئے کہا۔

"تو آخر میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ تم میں سے کسی نے سوچا بھی ہے کہ ویلڈنگ پلانٹ الیکٹرک سے چلتا ہے اور الیکٹرک کا آبدوز سیلڈ ہونے کے ساتھ ہی فیوز اڑ چکا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر سب اچھل پڑے۔

"اوہ واقعی اس کا تو ہمیں بھی خیال نہیں آیا۔ واقعی پلانٹ تو بیکار ہو چکا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری۔ مجھے بھی اس کا خیال نہ آیا تھا"۔۔۔۔ صدیقی نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گیا جیسے غبارہ ہوا نکل جانے کے بعد پچک جاتا ہے۔ اور سارے ساتھیوں کے چہرے ایک بار پھر بُری طرح لٹک گئے۔

"ارے ارے۔ اتنی بھی مایوسی اچھی نہیں ہوتی۔ مایوسی گناہ ہوتی ہے۔ صدیقی نے واقعی نادر ترکیب بتائی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ صدیقی نے اس سے دیوار اور ڈھکن توڑنے کی بات کی ہے۔ جب کہ میں اس سے آبدوز کی وہ سیل توڑنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے ہم سب اس طرح بے بسی کے عالم میں مقید ہوئے بیٹھے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور وہ سب چونک کر عمران کی طرف اس طرح دیکھنے لگے۔ جیسے انہیں عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیسے توڑو گے وہ سیل۔ جب پلانٹ کام ہی نہ کرے گا"۔ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پلانٹ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ویلڈنگ راڈ ہی اس کام کے لئے

کافی ہے۔ ویلڈنگ راڈ میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ ہر قسم کی
ریز کے لئے غیر موصل ثابت ہوتا ہے۔ یعنی اس پر پڑنے والی کوئی
بھی شعاع اُسے کراس نہیں کر سکتی۔ جیسے لکڑی یا ربڑ بجلی کے لئے
غیر موصل ہوتا ہے۔ بجلی اس سے کراس نہیں کر سکتی۔ اس طرح یہ راڈ
ریز کے لئے غیر موصل ہوتا ہے۔ یہ آبدوز انتہائی طاقتور ایلیٹان ریز
سے ہی سیلڈ ہو سکتی ہے۔ اور ایلیٹان ریز قدرتی طور پر اپنا ایک
مرکز بناتی ہے۔ اور پھر اس مرکز سے وہ ہر طرف پھیلتی ہیں۔ اگر اس
مرکز کو تلاش کر کے مرکز پر یہ راڈ لگا دیا جائے تو ایلیٹان ریز کا
آپس کا تعلق ختم ہو جائے گا۔۔۔۔ اور ان کا سرکٹ ٹوٹ جائے
گا۔ سرکٹ ٹوٹتے ہی سیل ختم ہو جائے گی۔ اور ہم آسانی سے
آبدوز سے باہر نکل سکیں گے "۔۔۔ عمران نے اس طرح انہیں
سمجھاتے ہوئے کہا جیسے کوئی سائنس کا استاد بچوں کو سائنس کی
مبادیات پر لیکچر دے رہا ہو۔

" لیکن وہ مرکز کیسے تلاش کیا جائے گا اور پھر مرکز باہر ہو گا۔
اندر تو نہ ہو گا "۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ ریز آسانی سے لوہے سے گزر جاتی ہیں اس لئے ان کا مرکز
اندر ہی ہو گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آبدوز کا اندرونی نظام کیوں بیکار ہو
جاتا۔ اور جہاں تک اس مرکز کو تلاش کرنے کی بات ہے تو یہ
بہت آسان سی بات ہے۔ ایلیٹان ریز آگ کے شعلے میں نظر آتی
ہیں۔ ان کا رنگ نارنجی ہو جاتا ہے۔

" چوہان۔ آبدوز کے الیکٹرانک کچن میں ایک بیٹری لائٹر موجود

ہے۔ وہ اٹھا لاؤ۔ ابھی پتہ لگ جاتا ہے "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور
چوہان سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

" کیا جب یہ سیل ختم ہو گی تو وہ بے ہوش کر دینے والی گیس
اور وہ ڈی۔ ون میزائل فائر ہو جائیں گے "۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ ایسی چیزیں ایلیٹان ریز سے سیلڈ نہیں ہوتیں۔ ان
کے لئے کچھ اور کیا گیا ہے۔ ایلیٹان ریز لوہے کی بنی ہوئی چیزوں
کی مکمل سیلنگ کے لئے استعمال ہوتی ہیں "۔۔۔ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" پھر یہ مشین گن کیوں فائر نہیں ہوئی "۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" اگر یہ فائر ہو جاتی تو پھر ڈی۔ ون میزائل کو فائر ہونے سے کون
روک سکتا تھا "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر
نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آ گئی
ہو۔

چوہان جب واپس آیا تو نہ صرف اس کے ہاتھ میں لائیٹر تھا
بلکہ وہ ایک پیکٹ ویلڈنگ راڈ کا بھی اٹھا لایا تھا۔ عمران نے
لائیٹر اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر اُسے جلایا تو اس میں سے خاصا
بڑا شعلہ بلند ہوا۔ عمران شعلے کو اوپر اٹھا کر آنکھ کے سامنے لایا
تو پورے کمرے میں نارنجی رنگ کی لہریں سی پھیلی ہوئی نظر آنے
لگیں۔ ایسے جیسے نارنجی رنگ کی لہروں کے جال کے اندر وہ
کھڑے ہوں۔ لہروں میں معمولی سی حرکت بھی تھی۔ عمران نے یہ
نارنجی رنگ کی لہریں باری باری سب کو دکھائیں تو ان سب کے

چہرے حیرت سے بگڑنے لگے۔ وہ اندازہ بھی نہ کر سکتے تھے کہ ایسی
لہریں ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آئیں گی۔ عمران لائیٹر لئے بڑے کمرے
سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا اور پھر وہ ایلیٹان ریز کے مرکز
کو تلاش کرتا ہوا جگہ جگہ گھومتا رہا۔ پھر جیسے ہی وہ کچن میں داخل
ہوئے عمران چونک پڑا۔ کیونکہ کچن کی ایک دیوار کے قریب واقعی
نارنجی رنگ کا بڑا سا شعلہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں سے لہریں نکل کر ہر
طرف پھیلی ہوئی تھیں۔

"یہ ہے مرکز"۔۔۔۔ عمران نے فاتحانہ انداز میں کہا اور پھر
باری باری سب نے اس مرکز کو دیکھا۔

"کمال ہے۔ آدمی سوچ ہی نہیں سکتا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اس لئے تو میں کھوپڑی خالی رکھتا ہوں۔ تاکہ کم از کم سوچ کو تو
جگہ مل سکے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے
ویلڈنگ راڈز کا پیکٹ کھولا اور اس میں سے ایک راڈ نکال کر
اس نے ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے
الیکٹرانک لائیٹر کے شعلے کو آنکھ کے سامنے رکھ کر وہ آگے بڑھا
اور پھر اس کا وہ ہاتھ آہستہ آہستہ اس مرکز کی طرف بڑھنے لگا۔ جس
میں ویلڈنگ راڈ موجود تھا۔ سب ساتھی دم سادھے اس طرح
خاموش کھڑے تھے جیسے کسی بہت بڑے شعبدے باز کا شعبدہ
دیکھ رہے ہوں۔ عمران نے راڈ آگے بڑھایا اور پھر جیسے ہی راڈ
اس مرکز کے قریب گیا عمران کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ لیکن
دوسرے لمحے عمران نے پوری قوت سے راڈ اس مرکز کے اندر

ڈال دیا۔ شعلے میں سے دیکھتے ہوئے عمران کو جھماکا سا محسوس ہوا۔
اور اس کے ساتھ ہی شعلے میں سے نظر آنے والا نارنجی رنگ غائب
ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ نہ صرف وہ مرکز غائب
ہو چکا تھا بلکہ پوری آبدوز میں پھیلی ہوئیں نارنجی رنگ کی لہریں بھی
غائب ہو چکی تھیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
لائیٹر بند کر دیا۔

"ویل ڈن صدیقی۔ اگر تم اس ویلڈنگ پلانٹ کا ذکر نہ کر دیتے
تو میرے ذہن میں یہ بات آتی ہی ناں۔ اب ہم کم از کم اس قید
سے تو آزاد ہو گئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو آپ کا کارنامہ ہے عمران صاحب۔ آپ جیسا ذہین تو
شاید صدیوں میں بھی پیدا نہ ہو سکے"۔۔۔۔ صدیقی نے بڑے
تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تم ذہن کی بات کر رہے ہو بھائی میری تو
کھوپڑی ہی خالی ہے۔ کیوں جولیا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا
ہنس پڑی۔

"تم انسانی نہیں شیطانی ذہن رکھتے ہو۔ لیکن یہ تو بتاؤ تمہیں
یہ سب کیسے معلوم ہو گیا کہ ایلیٹان ریز سے آبدوز سیل کی گئی
ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب نارمن نے سیل کا لفظ استعمال کیا تو میں سمجھ گیا کہ اس
نے کیا کیا ہے۔ کیونکہ موجودہ دور میں ایلیٹان ریز بھی باقاعدہ آبدوز
کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ دشمن کی آبدوزوں

کو اگر سیل کر دیا جائے تو پھر آسانی سے انہیں کور کیا جا سکتا ہے"۔
عمران نے جواب دیا۔ آبدوز کا الیکٹرک نظام اب باقاعدہ کام
کرنے لگا تھا۔

"میرا خیال ہے اب باہر چلنا چاہیئے۔ مشین گنیں ساتھ لے لو۔
کیونکہ آبدوز سے باہر نکلتے ہی یہ کام کرنا شروع کر دیں گی"۔
عمران نے کہا اور وہ سب بڑے کمرے کی طرف لپک گئے جہاں
مشین گنیں موجود تھیں ان سب کے چہرے مسرت اور کامیابی سے
چمک رہے تھے۔

گریٹ ہال کے مین روم میں اس وقت خاصا رش
تھا۔ گریٹ ہال میں موجود ہر آدمی اپنے اپنے سیکشنز چھوڑ کر
وہاں اکٹھا ہو گیا تھا۔ اس ہال نما کمرے کی سامنے والی اور سائیڈ
کی دو دیواروں کے ساتھ قوی ہیکل مشینیں نصب تھیں۔ درمیان
میں سرخ رنگ کی کسی عجیب سی دھات کی ایک دیو ہیکل مشین
نصب تھی۔ جس پر بے شمار ڈائل اور اس قدر رنگ برنگے بلب
لگے ہوئے تھے جیسے کسی عمارت کو سجانے کے لئے اس پر چھوٹے
چھوٹے رنگ برنگے بلبوں کی بے شمار لڑیاں لٹکائی جاتی ہیں۔ سارے
بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے اور ان بلبوں کے چلنے کی وجہ سے
عجیب سا نظارہ اس ہال کمرے میں پیدا ہو گیا تھا۔ مشین کے سامنے
رونالڈ چمکدار چہرہ لئے کھڑا تھا۔

"ٹارگٹس چیک کر لئے گئے ہیں"۔ ــــــ رونالڈ نے ہاتھ میں

بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

" باس ۔ فائنل چیکنگ کر رہا ہوں "____ ایک آدمی نے جو ایک اور مشین پر جھکا ہوا تھا سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" ہا ___ ہا ___ ہا ___ دیکھو، تم سب دیکھو۔ اس مشین کے اندر ہم نے کروڑوں اربوں مسلمانوں کی موت بند کر دی ہے۔ اس کا ایک بٹن دیتے ہی دس بڑی اسلامی مملکتوں پر اس قدر خوف ناک تباہی نازل ہو گی کہ جس کی مثال شاید پہلے کبھی اس کرہ ارض پر نہ دیکھی جا سکی ہو۔ بڑی بڑی مملکتیں اپنے تمام شہروں اپنی بلند و بالا عمارتوں ۔ سڑکوں ۔ اسلحے کے ذخیروں ۔ پہاڑوں ۔ میدانوں ۔ کھیتوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمندر میں غرق ہو جائیں گی ۔ اور کل جو سورج طلوع ہو گا وہ یہودی عظمت کے گن گاتے ہوئے نکلے گا ۔ ہا ___ ہا ___ ہا ___ یہودیوں کی عظیم ترین فتح اب بالکل قریب آ گئی ہے ۔ ہا ... ہا ... ہا "____ رونالڈ نے زور سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور ہال کمرے میں موجود تمام افراد کے چہرے مسرت کی شدت سے اس طرح روشن ہو گئے جیسے ان کے جسموں میں سینکڑوں ٹیوب لائٹس جل اٹھی ہوں ۔ وہ سب تصور میں ہی اسلامی مملکتوں کی تباہی اور کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت کا منظر دیکھ رہے تھے ۔

" باس ۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس لمحے احساس تک نہ ہو گا کہ بھیانک موت ان کے سروں پر ناچ رہی ہے "____ آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں وہ سب اپنے اپنے کاموں میں مگن ہوں گے ۔ انہیں کیا معلوم کہ یہودی موت کا پنجہ ان کی شہ رگوں کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے "____ رونالڈ نے کہا۔

" باس ۔ اس تباہی کو مکمل ہونے میں کتنا وقت لگے گا "____ مارک نے پوچھا۔

" صرف دو گھنٹوں میں یہ تباہی مکمل ہو جائے گی ۔ بٹن دبتے ہی ہمارے ٹارگٹس کے اوپر ہوا کا دباؤ یک لخت غائب ہو جائے گا اور چاروں طرف سے سمندر کا پانی پوری قوت سے آسمان کی طرف بڑھے گا ۔ پانی کے پہاڑ ہر طرف سے ان مملکتوں کو گھیر لیں گے ۔ اور یہ دباؤ صرف پانچ منٹ کے لئے ہٹے گا ۔ پانچ منٹ بعد دباؤ دوبارہ قائم ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی بادلوں جتنی بلندی تک پہنچے ہوئے پانی کے پہاڑ واپس سمندر کی طرف پلٹیں گے اور وہ اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے جائیں گے ۔ کروڑوں مسلمانوں کو ان کے ملکوں سمیت اور ان کی تباہی کے ساتھ ہی دنیا پر مسلمانوں کی عظمت کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل ہو جائے گا "____ رونالڈ نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

" باس ۔ مشن تکمیل کے لئے پوری طرح تیار ہے ۔ میں نے ٹارگٹس کو بالکل درست طور پر ایڈجسٹ کر دیا ہے "____ ایک مشین پر جھکے ہوئے شخص نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ ۔ نیوز ہیڈ کوارٹر چیف باس سے کال ملاؤ "____ رونالڈ نے قریب کھڑے آسکر سے کہا۔

"یس باس"۔ ۔۔۔ آسکر نے کہا اور اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک باکس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی باکس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔ ۔۔۔ گریٹ بال کالنگ چیف باس اوور"۔۔۔ رونالڈ نے باکس کی طرف رخ کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ اوور"۔ ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"گریٹ وکٹری۔ گریٹ بال فائنل کال۔ چیف باس سے بات کراؤ اوور"۔ ۔۔۔ رونالڈ نے اونچی آواز میں کہا۔

"فائنل کال۔ اوہ۔ ویٹ کریں اوور"۔ ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ۔۔۔ چیف باس اٹنڈنگ اوور"۔ ۔۔۔ چند لمحوں بعد چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں گریٹ بال سے رونالڈ بول رہا ہوں۔ میں فائنل کال دے رہا ہوں۔ مشن گریٹ بال۔ ۔۔۔ تکمیل کے لئے تیار ہے۔ گریٹ وکٹری کے لئے فائنل کال اوور"۔ ۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"گریٹ وکٹری۔ اوہ۔ اچھا نام ہے۔ لیکن ڈوچے کہاں ہے۔ اس نے کال کیوں نہیں کیا اوور"۔ ۔۔۔ چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"ڈوچے یہودی کاز پر اپنی جان قربان کر چکا ہے باس اوور"

رونالڈ نے کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب۔ کس طرح۔ تفصیل بتاؤ اوور" چیف باس کے لہجے میں تیزی تھی۔ اور جواب میں رونالڈ نے ڈوچے کے جزیرے پر جانے سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی گریٹ بال میں موجود ہیں اوور"۔ ۔۔۔ چیف باس کے لہجے میں اضطراب کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"یس باس۔ لیکن آب دوز مکمل طور پر سیلڈ ہے۔ وہ کسی صورت بھی باہر نہیں نکل سکتے۔ اور باس انہیں بند ہوئے چار گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اور ہمارا مشن تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ سب سے زیادہ اہمیت مشن کی ہے۔ اس لئے وقت ضائع کئے بغیر مشن کو مکمل کیا جائے۔ اور باس۔ ویسے تو بارہ گھنٹے کا کام تھا۔ لیکن خدا بھی یقیناً یہودیوں کے ساتھ ہے۔ اور مسلمانوں کا خاتمہ چاہتا ہے۔ اس لئے وہ مشن جس پر سب سے زیادہ وقت لگتا تھا۔ حیرت انگیز طور پر صرف دو گھنٹوں میں مکمل ہو گیا۔ اس طرح سارا کام چار گھنٹوں میں مکمل ہو گیا۔ اب مسلمانوں کی اس عظیم تباہی اور یہودیوں کی اس گریٹ وکٹری کے درمیان صرف ایک بٹن پریس کرنے کی دیر ہے۔ آپ کی اجازت کی ضرورت ہے اوور" رونالڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر تم نے واقعی عظیم ترین کارنامہ سرانجام

دے دیا ہے ۔ اس وقت تمہاری گھڑیوں میں کیا وقت ہوا ہے اوور"
چیف باس کے لہجے میں بے پناہ مسرت نمایاں تھی۔

"شام کے چھ بجنے میں تین منٹ رہتے ہیں" ــــــ رونالڈ نے گھڑی دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ بھی اچھا شگون ہے۔ چھ کا ہندسہ ہم یہودیوں کا مقدس ہندسہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ تین منٹ بعد عین چھ بجے بٹن دبا دینا۔ اور اس کے ساتھ ہی گریٹ وکٹری تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو جائے گی اوور" ــــــ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس اوور" ــــــ رونالڈ نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں اس دوران اس گریٹ وکٹری کی مکمل تفصیلات حاصل کرنے کے انتظامات کر لوں گا۔ گریٹ وکٹری فار جیوش اوور اینڈ آل" ــــــ چیف باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رونالڈ آگے بڑھا اور اس سرخ رنگ کی عجیب سی دھات والی مشین کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے وہ کلائی اونچی کر لی جس پر گھڑی بندھی ہوئی تھی اور گھڑی کی سوئی تیزی سے اپنی گردشیں پوری کرنے میں مصروف تھی۔ اور کروڑوں اربوں بے گناہ مسلمانوں کی زندگیاں سوئی کی حرکت کے ساتھ ہی موت کے بھیانک دلدل میں ڈوبنے کے لئے بڑھ رہی تھیں۔ بھیانک اور خوفناک موت سوئی کی ہر گردش کے ساتھ ہی اپنے پنجے مسلمانوں پر پھیلاتی جا رہی تھی۔ مین روم میں موجود ہر شخص سانس روکے یہودیوں

کی اس گریٹ وکٹری کے انتظار میں کھڑا تھا۔ رونالڈ کی نظریں گھڑی پر جیسے چپک سی گئی تھیں۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ کیونکہ اس وقت اس کے ہاتھ میں کروڑوں اربوں مسلمانوں کی زندگیاں بند تھیں۔ وہ اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا وہ تصور میں پوری دنیا کے یہودیوں کے مسرت بھرے چہرے دیکھ رہا تھا جو سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ اس وقت اپنے آپ کو پوری دنیا کے یہودیوں کا لافانی ہیرو سمجھ رہا تھا۔ اور بات بھی درست تھی اُسے مسرت اس بات پر تھی کہ قدرت نے اس عظیم اور مقدس مشن کی تکمیل کے لئے اس کا انتخاب کیا تھا ورنہ اس وقت اس کی جگہ ڈیجے ہیرو بنا کھڑا ہوتا۔ سیکنڈ کی سوئی اپنی رفتار سے چل رہی تھی۔ لیکن رونالڈ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سوئی اپنی جگہ پر ٹھہر سی گئی ہو سیکنڈ کی سوئی آخری چکر لگانے کے لئے جیسے ہی بارہ کے ہندسے سے آگے بڑھی رونالڈ نے اپنا ہاتھ بٹن کی طرف بڑھا دیا۔ اس بٹن کی طرف جو کروڑوں مسلمانوں اور بڑی بڑی اسلامی مملکتوں کے لئے بھیانک اور عبرت ناک موت کا نمائندہ بنا ہوا تھا۔ سوئی نے جب چھ کا ہندسہ کراس کیا تو اس نے ہاتھ بٹن پر رکھ دیا۔ اس نے سانس روک لیا تھا۔ اس کے پورے جسم میں سردی کی تیز لہریں سی دوڑنے لگی تھیں۔ ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ سوئی اب گیارہ کے ہندسے پر پہنچ چکی تھی اور رونالڈ کے ہاتھ میں خود بخود ہلکی سی کپکپاہٹ پیدا ہو گئی۔ پھر چار سیکنڈ باقی رہ گئے۔ اور رونالڈ کا جسم جیسے پتھر کا بن گیا۔ تین سیکنڈ۔ دو سیکنڈ اور پھر

صرف ایک سیکنڈ۔ اور پھر زندگی کا آخری سیکنڈ بھی گزر گیا اور رونالڈ نے ایک جھٹکے سے بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے گریٹ ڈکٹری کے الفاظ ایک چیخ کی صورت میں خود بخود نکلے اور کمرے میں گونجنے لگے۔

لوہے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ آبدوز کے ڈھکن کے قریب پہنچے اور عمران نے ڈھکن کھولنے والے آلے کو حرکت دی۔ اس سے پہلے تو یہ آلہ حرکت میں ہی نہ آتا تھا۔ لیکن اب وہ اس طرح کام کرنے لگ گیا تھا جیسے عام حالات میں کرتا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ڈھکن کھل کر ایک طرف کو کھسک گیا اور عمران نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں موجود ہے۔ جس جگہ آبدوز موجود تھی وہ جگہ خاص انداز میں بنائی گئی تھی اور آبدوز آدھے سے زیادہ پانی میں ڈوبی ہوئی

تھی۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے نیچے آبدوز کے اندر موجود اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر وہ خود اچھل کر آبدوز سے نکلا اور ساتھ ہی موجود اونچے پلیٹ فارم پر پہنچ گیا۔ ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔

"بہت جدید نظام ہے یہاں کا" ___ سب نے ہی بیک زبان ہو کر کہا۔ کیونکہ پورے کمرے میں اس قدر جدید اور پیچیدہ مشینری نصب تھی جیسے یہ کمرہ کسی جدید ترین سائنسی پراجیکٹ کا حصہ ہو۔

عمران جو غور سے ایک ایک مشین کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔ شاید اس کے تصور میں بھی اس قدر جدید سائنسی مشینری کی موجودگی نہ تھی۔

"یہاں کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے۔ لیکن مشینیں چل رہی ہیں کیا یہ سارا نظام آٹومیٹک ہے" ___ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے" ___ عمران نے کہا اور پھر وہ اس کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جو کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران کمرے سے باہر نکل کر راہداری میں چلنے لگا۔ راہداری میں اور بھی بہت سے کمروں کے دروازے تھے۔ سب دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہر کمرے میں اسی طرح کی جدید ترین مشینری نصب تھی۔ لیکن آدمی کسی بھی کمرے میں نظر نہ آ رہا تھا۔ ایک کمرے کے دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے عمران یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے ساتھی بھی اس کے

ساتھ ہی رک گئے۔ عمران ایک لمحہ تک غور سے کمرے کے اندر موجود
مشینری کو دیکھتا رہا۔ پھر تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ کمرہ دوسروں
کی نسبت قدرے چھوٹا تھا۔ لیکن اس کے اندر فرش سے لے کر
چھت تک سرخ اور براؤن ملے جلے رنگ کے بڑے بڑے باکسز
ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ اور تمام باکس
انتہائی موٹی موٹی عجیب سی دھاتوں کی نلکیوں کے ساتھ ایک دوسرے
کے ساتھ منسلک تھے۔ درمیان والے بڑے باکس میں سے اسی
نلکیوں والی مٹیالی رنگ کی دھات کی ایک قیف سی نکل کر اوپر
چھت میں غائب ہو رہی تھی۔ پھر باکس کے ساتھ ایک بڑا سا پینل
نصب تھا۔ جس پر ایک بڑا سا ڈائل اور ساتھ ہی دیوار میں چھت سے
لے کر فرش تک ایک بڑا سا پینل بورڈ موجود تھا۔ جس پر بے شمار
ڈائل بٹن اور بلب موجود تھے۔ سب سے نیچے ایک سرخ رنگ
کا بٹن تھا جو دبا ہوا تھا۔ عمران چند لمحوں تک غور سے اس پینل کو
دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر آہستہ آہستہ وحشت کے تاثرات
سے ابھرنے لگے اور چہرہ بگڑنے لگا۔

"یہ کیسے باکسز ہیں اور تمہیں کیا ہو رہا ہے" ـــــ جولیا نے
عمران کی تیزی سے بگڑتی ہوئی شکل دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

عمران اسے کوئی جواب دینے کی بجائے اکڑوں بیٹھ گیا۔ اور
غور سے اس بڑے سے سرخ بٹن کو دیکھنے لگا۔ بٹن کے نیچے
لکھے ہوئے الفاظ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھری۔ اور
اس نے بٹن پر انگلی رکھ کر اسے زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے کھٹاک

کی آواز کے ساتھ ہی اندر کو دبا ہوا بٹن باہر آ گیا۔ اور اس کے ساتھ
ہی پینل پر موجود ڈائلوں کی سوئیاں تیزی سے حرکت کرتی ہوئیں واپس
اپنے پہلے ہندسوں پر پہنچ گئیں۔ اور بے شمار جلتے بجھتے بلب یکلخت
بجھ گئے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس نے پینل کے درمیان
لگے ہوئے ایک فیوز نما گرپ پر ہاتھ رکھا اور ایک جھٹکے سے اسے
کھینچ کر باہر نکالا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"ارے یہ باکسز کے ساتھ لگے ہوئے بلب بھی بجھ گئے ہیں آخر
یہ چکر کیا ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"یہ موت کا چکر ہے صفدر" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ اور پھر تیزی سے دروازے سے نکل کر باہر راہداری میں
آ گیا۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ عمران
اور اس کے ساتھی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے۔ تو وہاں بھی
ایسی ہی طویل راہداری تھی۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔
کیونکہ راہداری کے درمیان میں موجود ایک کھلے دروازے میں
سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران دیوار کے ساتھ
لگ کر آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی کرنے
لگے۔ دروازے کے قریب عمران رک گیا۔ اب اندر ہونے والی
باتیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

"باس۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس لمحے احساس تک نہ ہو
گا۔ کہ بھیانک موت ان کے سروں پر ناچ رہی ہے" ـــ ایک
مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں وہ سب اپنے اپنے کاموں میں مگن ہوں گے۔ انہیں کیا معلوم
کہ یہودی موت کا پنجہ ان کی شہ رگوں کی طرف تیزی سے بڑھ رہا
ہے" —— ایک اور آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی عمران
پہچان گیا کہ یہ رونالڈ کی آواز ہے۔ جو شاید ڈوچے کے بعد گریٹ
بال کا انچارج بنا تھا۔ عمران نے سر آگے بڑھا کر دروازے کے
اندر جھانکا تو اس نے دیکھا کہ وہاں بڑی بڑی مشینیں نصب
تھیں۔ جن کے آگے سرخ رنگ کی کسی عجیب سی دھات کی ایک
دیوہیکل مشین نصب تھی جس پر بے شمار ڈائل اور لاتعداد رنگ
برنگے بلب لگے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے ایک درمیانے قد
لیکن بھاری جسم اور گنجے سر والا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے پچاس
کے قریب لوہے کی بغیر بازوؤں والی کرسیاں تین قطاروں میں
رکھی ہوئی تھیں۔ سب پر آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ البتہ دو تین آدمی
مشین کے ارد گرد کھڑے تھے۔ لیکن بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے
سب افراد کی اس دروازے کی طرف پشت تھی۔

"ویری گڈ نیوز —— ہیڈکوارٹر چیف باس سے کال ملاؤ"
مشین کے سامنے کھڑے ہوئے گنجے سر والے نے ساتھ کھڑے
ایک آدمی سے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ گنجے سر والا رونالڈ ہے۔
پھر ٹرانسمیٹر پر رونالڈ اور واٹر پادر کے چیف باس کے درمیان
گفتگو شروع ہو گئی۔ اور جیسے جیسے یہ گفتگو آگے بڑھ رہی تھی۔
عمران کے ساتھیوں کے جسموں میں خوف اور سردی کی تیز لہریں
سی دوڑنے لگی تھیں۔ لیکن عمران اُسی طرح مطمئن دیوار سے پشت

لگائے کھڑا تھا۔ جیسے وہ بہرہ ہو۔ اور اُسے کوئی آواز سنائی نہ
دے رہی ہو۔ البتہ اس نے صدیقی کے ہاتھ سے مشین گن لے
لی تھی۔ بات چیت ختم ہو گئی تھی۔ اور چیف باس نے رونالڈ کو
تین منٹ بعد ٹھیک چھ بجے بٹن دبانے کی اجازت دے دی
تھی۔ اور اس گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی تھی۔ کہ گریٹ بال کا
مشن تکمیل کے قریب ہے۔ اور عمران اور اس کے ساتھی عین اس
لمحے پہنچے ہیں جب یہ مشن جس کا تعلق کروڑوں مسلمانوں کی زندگیوں
اور بڑی بڑی اسلامی مملکتوں کی تباہی سے تھا مکمل ہونے میں
صرف تین منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

عمران کے ساتھیوں کے چہرے غیظ و غضب کی شدت سے
تیزی سے بگڑتے جا رہے تھے۔ تین منٹ کا وقفہ کافی تھا اور ان
تین منٹوں میں وہ ان سب کا آسانی سے خاتمہ کر سکتے تھے۔ لیکن
عمران بڑے اطمینان سے دیوار سے پشت لگائے اس طرح کھڑا
تھا جیسے وہ خود بھی مسلمانوں کے خلاف اس قدر خوفناک اور
بھیانک مشن میں یہودیوں کی سازش میں شریک ہو۔

تنویر اور جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے آگے بڑھنا چاہا لیکن
عمران نے یک لخت ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔ اس کی آنکھوں
میں یک لخت سفاکی بھری تنبیہہ ابھر آئی۔ اور وہ دونوں بے اختیار
پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ دوبارہ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران
نے آئی کوڈ میں ان سب کو کسی قسم کی حرکت کرنے سے روک دیا۔
اور ساتھ ہی آئی کوڈ میں یہ بھی کہہ دیا کہ ان میں سے کسی کی معمولی سی

غلطی سے یہودیوں کا مشن مکمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ سب ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے رہے۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔ ایسے جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ پتھر کا بنا ہوا کوئی مجسمہ ہو۔

وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ اب تو عمران کے ذہن میں بھی دھماکے سے ہونے لگے تھے۔ لیکن وہ اُسی طرح ساکت و صامت کھڑا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عین اس لمحے اس کا ذہن بیکار ہو گیا ہو۔ اور اس کے اعصاب حرکت کرنے سے معذور ہو گئے ہوں۔ اور پھر کمرے میں یکلخت چیختی ہوئی آوازیں گریٹ وکٹری کے الفاظ گونجے۔ یہ چیخ بھری مسرت سے پُر آواز رونالڈ کی تھی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود ہر شخص انتہائی مسرت بھرے انداز میں گریٹ وکٹری کے نعرے لگانے لگا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ کروڑوں مسلمان مر گئے۔ بڑی بڑی اسلامی مملکتیں تباہ ہو گئیں۔ گریٹ وکٹری مکمل ہو گئی۔ ایسی وکٹری جس کے بعد پوری دنیا پر یہودیوں کی سلطنت قائم ہو گی اور مسلمان ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو چکے ہوں گے۔ باقی مشینیں بند کر دو۔ آج ہم جشن منائیں گے۔ عظیم جشن"۔۔۔ رونالڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر کمرے میں گونجنے والی مشینوں کی آوازیں یکلخت ساکت ہو گئیں۔ عمران کے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار لٹک گئے۔ البتہ اب ان کی آنکھوں میں عمران کے لئے انتہائی غیظ و غضب کے آثار ابھر آئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے

وہ ایک لمحے میں عمران کے جسم کو اپنے دانتوں سے نوچ ڈالیں گے۔ جب کہ مشینوں کی مخصوص آوازیں بند ہوتے ہی عمران یکلخت مڑا اور پھر وہ مشین گن سنبھالے دروازے کے درمیان کھڑا ہو گیا۔

"گریٹ وکٹری فار مسلم کہو رونالڈ"۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز بلند ہوتے ہی کمرے میں موجود چیختے ہوئے افراد یکلخت بتوں کی طرح ساکت ہو گئے۔ ان سب کے رخ دروازے کی طرف مڑ گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اور وہاں موجود افراد اس طرح نیچے گرنے لگے جیسے زہریلی دوا کے سپرے سے مکھیاں فرش پر گرتی ہیں۔ اور عمران فائرنگ کرتا ہوا اچھل کر اندر جا پہنچا۔ اس کے ساتھی بھی اندر پہنچ گئے تھے۔ عمران کے ہاتھ مسلسل قوس کی صورت میں گھوم رہے تھے۔ اور زندہ بچ جانے والے افراد جو کرسیوں کی پناہ لے رہے تھے۔ مسلسل موت کا شکار ہو رہے تھے۔ اور چند ہی لمحوں میں کمرے میں صرف انسانی جسم ہی پھڑکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ رونالڈ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کوئی گولی نہیں لگی اور میں نے جان بوجھ کر نہیں ماری۔ ورنہ گولی اس لاش سے بھی پار ہو کر تمہارے جسم میں گھس سکتی تھی۔ جس کی اوٹ لے کر تم پڑے ہو"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے

گنجے سر والا رونالڈ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ گریٹ وکٹری یہودیوں کے نصیب میں لکھی جا چکی ہے۔ تم دیر سے آئے ہو۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ دنیا کی بڑی بڑی اسلامی مملکتیں اس وقت تباہ ہو رہی ہوں گی۔ سمندر کا پانی کروڑوں چیختے چلاتے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر موت کی وادیوں میں اتر رہا ہو گا۔ اس وقت پوری دنیا مسلمانوں کی چیخوں سے گونج رہی ہو گی۔ تم نے اگر چند یہودی مار دیئے تو کیا ہوا۔ تم مجھے بھی مار دو گے تو کیا ہو گا۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ یہودی عظیم ہیں اور ہمیشہ عظیم رہیں گے" ۔۔۔ رونالڈ نے کھڑے ہو کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں دیر سے نہیں آیا رونالڈ۔ میں تو اس وقت سے تمہارے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ جب تم ٹرانسمیٹر پر واٹر پاور کے چیف باس سے باتیں کر رہے تھے۔ تم نے میرے سامنے اس مشین کا بٹن دبایا ہے۔ میرے سامنے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ تم نے ہم یہودیوں کو گریٹ وکٹری کے لئے باقاعدہ مہلت دی۔ تم مسلمان نہیں ہو سکتے۔ یقیناً تم بھی یہودی ہو" ۔۔۔ رونالڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں یہودیوں پر رونالڈ۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان ہی رہوں گا۔ لیکن میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں۔

مجھے معلوم ہے کہ اس کمرے میں وہ سامنے دیوار کے ساتھ جو مشین نصب ہے اس سے زولم ریز نکل کر اس کمرے میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اور زولم ریز کی یہ خاصیت ہے کہ ان کی موجودگی میں ہر قسم کا اسلحہ بیکار ہو جاتا ہے۔ مجھے اس مشین کے بند ہونے کا انتظار تھا۔ اگر مشین بند ہونے سے پہلے میں احمقوں کی طرح کمرے میں داخل ہو جاتا تو میری مشین گن سے کوئی گولی نہ نکلتی اور تم سب مل کر ایک لمحے میں ہم پر قابو پا لیتے" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران کی بات سن کر پہلی بار عمران کے ساتھیوں کے بگڑے ہوئے چہروں پر ایسے تاثرات ابھرے جیسے انہیں اب احساس ہوا ہو کہ عمران اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مجبوراً باہر رکا ہوا تھا۔

"ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ ہم نے یہ مشین یہاں نصب اس وجہ سے کی تھی کہ عین آخری لمحات میں کوئی گڑبڑ نہ ہو سکے۔ ہمیں تمہاری آمد کا تو تصور تک نہ تھا۔ ہمیں صرف یہی خطرہ تھا کہ کہیں ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی غدار اور مسلمانوں کا جاسوس نہ ہو۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا۔ بہرحال ہم یہودی اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔ ہمارے لئے اس سے بڑی مسرت نہیں ہو سکتی۔ اب میں اطمینان سے مروں گا" ۔۔۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"میں تمہاری یہ خوش فہمی بھی دور کر دوں رونالڈ۔ ورنہ تم تصور کر سکتے ہو کہ عمران کے سامنے کروڑوں اربوں مسلمانوں کی زندگیوں کو موت کے سمندر میں دھکیلا جا رہا ہو اور عمران بے بس کھڑا تماشہ دیکھتا رہے۔ نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ گریپ

میں نے پہلے ہی تمہارے مشن کی اٹیمک بیٹریوں کو ناکارہ کر دیا تھا۔
تم نے اسے آٹومیٹک چارجنگ پر ایڈجسٹ کر رکھا تھا کہ ادھر تم
بٹن دباؤ گے ادھر اٹیمک بیٹریاں کام شروع کر دیں گی اور تمہارا
مشن مکمل ہو جائے گا۔ میں نے بٹن دبا کر ان کا آٹومیٹک سسٹم
ختم کر دیا۔ اور پھر یہ کرپ نکال لی۔ اس طرح تمام بیٹریاں مکمل طور
پر بند ہو گئیں۔ مجھے معلوم ہے کہ جب تک یہ کرپ دوبارہ نہ
لگائی جائے بیٹریاں کام نہیں کر سکیں گی۔ اس لئے میں مطمئن تھا۔
یہ دیکھو۔ یہ ہے تمہاری اس گریٹ ڈکٹری کا توڑ"۔۔۔۔ عمران
نے جیب سے وہ مخصوص انداز کی کرپ نکال کر رونالڈ کی آنکھوں
کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

" کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا تو ہمارا مشن مکمل نہیں ہوا۔ اوہ اوہ"
رونالڈ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کرپ
دیکھتے ہوئے رک رک کر کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ لہرا کر نیچے
فرش پر جا گرا۔ وہ شدید ترین صدمے سے بے ہوش ہو چکا
تھا۔

" کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ تنویر کے لہجے میں
یقین نہ آنے والا عنصر غالب تھا۔

" رونالڈ کی بے ہوشی میری بات کی درستگی کا واضح ثبوت ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر بے اختیار دوڑ کر عمران
سے اس طرح لپٹ گیا جیسے صدیوں سے بچھڑا ہوا مل رہا ہو۔
" تم عظیم ہو۔ تم گریٹ ہو۔ تم عظیم ہو۔ تم گریٹ ہو عمران"۔۔۔

نویر کے حلق سے مسلسل یہ الفاظ کسی مشین کی طرح نکل رہے تھے۔
" ارے ارے۔ جولیا کے سامنے۔ ارے کچھ تو خیال کرو۔ کہیں
لیا بھی۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں
کہا۔ اور جولیا نے تو مسکراتے ہوئے منہ دوسری طرف کر لیا جب
۔ باقی ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والے قہقہوں سے کمرہ گونج
ٹھا۔ اور تنویر بھی ہنستا ہوا علیحدہ ہو گیا۔
" واقعی عمران صاحب۔ جس وقت آپ خاموش کھڑے تھے ہمارا
ل چاہ رہا تھا کہ آپ کے ٹکڑے اڑا دیں۔ نجانے ہم نے کس طرح
نے آپ پر جبر کیا"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" آپ کم از کم ہمیں بتا تو دیتے کہ آپ پہلے ہی اس سارے سسٹم
و ناکارہ بنا چکے ہیں۔ اس طرح ہمارا جو خون جلا ہے وہ تو بچ جاتا"
فدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
" دوسروں کو جلا کر خود خوش ہونا تو اس کی فطرت ہے"۔۔۔۔
لیا نے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
" میں تو کوشش کرتا رہتا ہوں کہ خود خوش ہونے کا سلسلہ ختم
کے آئندہ ہمیشہ کے لئے تمہیں خوش ہونے کا موقع بخش دوں۔
ب کیا کروں عین موقع پر یا تو رقیب روسیاہ تنویر۔ اوہ سوری۔
ب روسفید کود پڑتا ہے یا پھر مولوی اور گواہ ہی میسر نہیں
۔ اس لئے مجبوراً خود ہی خوش ہونے لگ جاتا ہوں"۔۔۔۔
ن نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اور سب ساتھی بے اختیار ہنس
ے۔

"میں تمہارا رقیب کیسے ہوگیا" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو میرے نہ بنو جولیا کے بن جاؤ۔ ایک ہی بات ہے" ـــ عمران نے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اُسی لمحے فرش پر پڑے ہوئے ایک باکس سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور وہ سب چونک کر مڑے اور اس باکس کو دیکھنے لگے۔ عمران پلٹ کر تیزی سے اس باکس کی طرف بڑھا اور اس نے اس پر موجود بٹن دبا دیا۔ چونکہ وہ پہلے ہی کمرے سے باہر کھڑے اندر جھانکتے ہوئے دیکھ چکا تھا کہ اس باکس کے ذریعے رونالڈ نے واٹر پاور کے چیف باس سے بات کی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی لانگ رینج کا ٹرانسمیٹر ہے۔ بٹن دبتے ہی اس باکس سے واٹر پاور کے چیف باس کی تیز آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ـــ چیف باس کالنگ رونالڈ اوور" ـــ چیف باس کے لہجے میں بے حد کرختگی اور تیزی تھی۔

"یس ـــ رونالڈ بول رہا ہوں اوور" ـــ عمران نے رونالڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــ کیا۔ تم رونالڈ نہیں ہو۔ اوہ کون ہو تم۔ کون بول رہے ہو اوور" ـــ چیف باس کے لہجے میں یک لخت شدید ترین حیرت سمٹ آئی تھی۔

"رونالڈ ہی بول رہا ہوں اوور" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ چیکنگ کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ تم رونالڈ نہیں بول رہے کون ہو تم اوور" ـــ چیف باس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر اپنے چیکنگ کمپیوٹر سے ہی پوچھ لو کہ میں کون بول رہا ہوں اوور" ـــ اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم عمران ـــ تم عمران ہو۔ میں تمہاری آواز پہچانتا ہوں۔ مم۔ مگر تم مین ٹرانسمیٹر پر۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ رونالڈ کہاں ہے اوور" ـــ چیف باس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ حیرت کی شدت سے بے ہوش ہونے کے قریب ہے۔

"تم بتاؤ۔ تمہارے اس مشن گریٹ وکٹری کا کیا ہوا۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم رپورٹیں منگوانے کا انتظام کر لو گے۔ بولو کیا کہتی ہیں تمہاری رپورٹیں۔ تم نے مسلمانوں کو بے یار و مددگار سمجھ رکھا تھا۔ تم نے سمجھ لیا تھا کہ تمہیں روکنے والا کوئی نہیں۔ اور تم کروڑوں مسلمانوں کا خاتمہ اپنی مرضی سے کر سکو گے اور اسلامی مملکتوں کو تباہ کر سکو گے۔ تم اپنے آپ کو خدا سے بھی زیادہ طاقتور سمجھنے لگ گئے تھے۔ اب بولو۔ کہاں گیا وہ تمہارا مشن گریٹ وکٹری اوور" ـــ عمران کے لہجے میں شدید ترین طنز تھی۔

"تو تم نے مشن روک دیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم تو آبدوز میں سیلڈ ہو کر بے بس پڑے تھے۔ اور اگر تم کسی طرح وہاں سے

نکل بھی آئے تھے تو تم مین روم میں تو داخل ہی نہ ہو سکتے تھے وہاں تمہارا اسلحہ بھی کام نہ آسکتا تھا۔ پھر تم نے کیسے روک دیا۔ بولو۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ اوور"۔۔۔۔ چیف باس کے لہجے میں اب حیرت کے ساتھ ساتھ ناکامی کی کراہیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

"مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے۔ رونالڈ سمیت تمہارے گریٹ بال کا ہر آدمی اس وقت لاشوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ تمہارا وہ مشن جسے پورا کرنے کے لئے تم نے پوری دنیا کے یہودیوں سے رقم لی تھی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناکام ہو چکا ہے۔ دیکھ لو۔ تم نے ہمیں گریٹ بال تک پہنچنے سے روکنے کے لئے کتنی کوششیں کیں۔ لیکن تمہاری ہر کوشش کا کیا انجام ہوا۔ اور سنو۔ مسلمانوں کے خلاف اس قدر بھیانک سازشیں کرنے کے جرم میں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ میں اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کروں گا۔ گریٹ بال تو سمجھو کہ تباہ ہو گیا اب اپنے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا انتظار کرو۔ تم اور تمہارے ساتھی تو مسلمانوں کے لئے کیا موت کے فرشتے بنیں گے۔ میں اور میرے ساتھی موت کے فرشتے بن کر آرہے ہیں۔ اپنی عبرت ناک موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم دنیا کے کسی کونے میں چلے جاؤ۔ آسمان پر چڑھ جاؤ یا پاتال میں گھس جاؤ۔ لیکن یقین رکھنا کہ تم میرے ہاتھوں سے نہ بچ سکو گے۔ یہ ایک مسلمان کا عزم ہے۔ اور یہ عزم ہر صورت میں کامیاب ہو گا۔ کیونکہ اس عزم میں خدا کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے اس قدر جذباتی اور پرجوش لہجے

میں کہا۔ کہ اس کے ساتھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ انہوں نے عمران کو پہلے اس قدر جذباتی کبھی نہ دیکھا تھا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم مجھ تک کبھی نہ پہنچ سکو گے۔ میں اب قہر بن کر تم پر ٹوٹوں گا۔ اب تمہاری موت میری زندگی کا سب سے بڑا مشن ہو گا۔ تمہاری عبرت ناک موت۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہاری موت کے بغیر یہودیوں کی مسلمانوں کے خلاف کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کاش یہ فیصلہ میں پہلے کر لیتا۔ تو یہودیوں کو اس خوفناک ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔۔۔۔۔۔"

چیف باس نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ وہ ابھی بات کر ہی رہا تھا کہ عمران نے باکس کو زور سے پھینکا اور دوسرے لمحے اس پر مشین گن کی گولیوں کی بارش کر دی۔ باکس ایک دھماکے سے پرزے پرزے ہو کر بکھر گیا۔

"ہونہہ۔ یہ تو وقت بتائے گا کہ کون کس کی موت بنتا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں اس قدر سفاکی تھی کہ اس کے ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگ گئیں۔

"اب کیا کرنا ہے۔ کیا یہیں کھڑے رہ جائیں گے"۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس رونالڈ کو اٹھاؤ۔ یہ یقیناً ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہو گا۔ اور یہاں سے نکلو۔ اب ہم نے آبدوز کو گریٹ بال سے باہر نکالنا ہے اور پھر ڈی۔ ون میزائلوں سے

اس گریٹ بال کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمندر کی تہہ میں دفن کر دینا ہے۔ تاکہ یہودیوں کا یہ خوف ناک منصوبہ اس کے ساتھ ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو کر رہ جائے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے چہرے پر ابھی تک بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ اور اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ عمران گریٹ بال کی تباہی کے بعد واپس پاکیشیا جانے کی بجائے یقیناً یہیں سے ہی واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے روانہ ہو جائے گا۔

"کیا یہیں سے ہی ہم واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے چل پڑیں گے"۔۔۔ جولیا سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"ہاں۔ اب میں ان یہودیوں کو ایک لمحے کی بھی مہلت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ یہ پھر مسلمانوں کے خلاف کوئی اور منصوبہ تیار کر سکیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر قدم بڑھاتا دروازہ کراس کر کے راہداری میں مڑ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں واٹر پاور کے سلسلے کی آخری اور یادگار کہانی

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- ★ بلیک پاگوس ۔۔۔ ایک ایسا جزیرہ جہاں یہودیوں کی خوفناک تنظیم واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر تھا۔
- ★ بلیک پاگوس ۔۔۔ جہاں ہیڈ کوارٹر کی موجودگی کا دنیا بھر میں سوائے چند مخصوص افراد کے کسی شخص کو علم نہ تھا۔
- ★ عمران ۔۔۔ جس نے آخر کار واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا ہی لیا۔ ہیڈ کوارٹر، جہاں کسی بھی غیر متعلق آدمی کا داخلہ ناممکن بنا دیا گیا تھا۔
- ★ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ضرور ہوتے، لیکن لاشوں کی صورت میں ۔۔۔ اور ان کی موت کی تصدیق جدید ترین کمپیوٹر نے بھی کر دی۔
- ★ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا جشن واٹر پاور کے ڈائریکٹران نے بلیک پاگوس پہنچ کر منایا اور علی عمران لاش کی صورت میں ان کے سامنے بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔ ایک ایسی حقیقت جو آخر کار

وقوع پذیر ہو گئی ۔

★ مادام جاشی ——— ایک ایسا عجیب کردار، جس کی تعریف میں یہودی اور مسلمان دونوں شامل تھے ۔ حیرت انگیز کردار ۔

★ کیا عمران اور اس کے ساتھی واقعی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ؟

★ کیا یہودیوں کی تنظیم واٹر پاور جس نے کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت کا منصوبہ بنایا تھا، مکمل تباہی سے صاف بچ نکلی ؟

★ ایک ایسی کہانی ——— جس کا انجام قارئین کو یقیناً چونکا کر رکھ دے گا ۔

بے مثال انسانی جدوجہد ——— لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

تیز رفتار ایکشن ——— مکڑی کے جالے کی طرح اعصاب پر چھا جانیوالا سسپنس

انوکھے اور خلافِ توقع انجام پر مشتمل ایک ایسا ناول
جو یقیناً جاسوسی ادب میں ایک یادگار اضافہ ثابت ہوگا

آج ہی قریبی بکسٹال
سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

دہشت ۔ تحیر ۔ ایکشن اور سسپنس کا حیرت انگیز سلسلہ

جیالے جاسوس

مصنف ـــ مظہر کلیم ایم اے

دنیا کی خوفناک ترین تنظیم کے. جی. بی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لرزا دینے والا ٹکراؤ ——— ● جیالے جاسوس ——— ایسے افراد جنہوں نے ہمیشہ موت کو ایک کھیل سے زیادہ حیثیت نہ دی ● روسیاہ ——— دنیا کا طاقتور ترین ملک ۔ جب پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کی ہلاکت کا منصوبہ بناتا ہے تو عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ وار موت کے اس بے رحم سمندر میں کود پڑتے ہیں ——— ● کے. جی. بی کا چیف مارشل زاتورے ——— اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کے درمیان اعصاب شکن اور ہولناک ٹکراؤ ——— ● کے. جی. بی کا خوفناک جیکور گروپ اور طاقتور ڈاگ سیکشن عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہلہ بول دیتا ہے ——— مگر انجام کیا ہوا ——— ؟ مشین گنوں کی بے تحاشا فائرنگ بموں کے خوفناک دھماکے اور خطرناک ترین سائنسی حربے ——— کے. جی. بی کے مخصوص ہتھیار ——— اور ان کے مقابلے میں عمران کی بے پناہ ذہانت اور سیکرٹ سروس کے ارکان کی جان توڑ بہادری ——— ان سب نے مل کر اس ناول کو ناقابل فراموش بنا دیا ہے ● ایک ایسا ناول جو آپ کے ذہنوں پر انمٹ نقوش چھوڑ جائے گا ۔ ایکشن ہی ایکشن ——— سسپنس ہی سسپنس ——— شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پبلشرز، بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

غدار جولیا ——— مکمل
کاروان دہشت ——— اول
کاروان دہشت ——— دوم
جیالے جاسوس ——— اول
جیالے جاسوس ——— دوم
کیمپ ریکرز ——— اول
کیمپ بلاسٹ ——— دوم
وائلڈ ٹائیگر ——— مکمل
ادھورا فارمولا ——— اول
موت کا دائرہ ——— دوم
رابن ہڈ ——— اول
رابن ہڈ ——— دوم
بانکے مجرم ——— مکمل
ڈائمنڈ آف ڈیتھ ——— مکمل
ٹاپ راک ——— اول

ٹاپ راک ——— دوم
جولیا فائٹ گروپ ——— اول
جولیا فائٹ گروپ ——— دوم
پاور لینڈ ——— اول
پاور لینڈ ——— دوم
جوانا اِن ایکشن ——— اول
جوانا اِن ایکشن ——— دوم
اسٹار ٹریک ——— اول
اسٹار ٹریک ——— دوم
لٹل ڈیولز ——— مکمل
فیس آف ڈیتھ ——— اول
فیس آف ڈیتھ ——— دوم
بلیک ڈیتھ ——— اول
بلیک ڈیتھ ——— دوم
ہاٹ ناٹ۔ اول۔ ہاٹ ناٹ۔ دوم

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بُک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان